بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

گوہر درج فصاحت اختر برج بلاغت سرو جویبار سخنوری دوحہ آبسال معنی پروری مقبول بارگاہ اصفیا

موسوم بہ

دیوان وفا

مصنفہ

نخلبند گلشن تر زبانی کدیور گلزمین نگین بیانی جناب راجہ کشن کمار صاحب المتخلص بہ وفا دامت معالیہ

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ [illegible] طبع ہوا

...ین کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی
...شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان
...علوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے
...مین بعض کتب کلیات ودواوین اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ حر...
...اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی
کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
...تب کلیات ودواوین اُردو		کلیات ...بر اللہ تسلیم شاگرد حضرت	
کلیات ظفر- از حضرت سراج الدین		نسیم دہلوی-	۱۲ر
ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلدین-	عہ/	کلیات میر تقی- اُستاد مسلم الثبوت	
انتخاب کلیات ظفر-	۶ر	سخنوری-	عہ/
کلیات مومن- از اُستاد سخن مومن خان		کلیات سودا- اُستاد مسلم معروف-	عہ/
...ہلوی-	۹ر ۳ پائی	کلیات- انشاء اللہ خان شاعر نامی-	عصہ/
...ان ناسخ- از اُستاد شیخ امام بخش		کلیات ناسخ- عمدہ کلیات مولفہ ومصنفہ	
...ی-	۱۲ر	مولوی عبد الغفور خان بہادر-	عہ/ ۶ پائی
...ش- از اُستاد خواجہ		یہ کلیات شامل دس رسالہ ہی از انجملہ بعض	
...نوی-	۸ر	حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہین-	
...- مصنفہ مولوی		(۱) شاہد عشرت-	۶ پائی
	عصہ/	(۲) سخن شعرا...	۱۵

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

گوہر درج فصاحت اختر برج بلاغت سرو جویبار سخنوری دوحۂ البسال معنی پروری مقبول دیار و امصار

موسوم بہ

دیوان وفا

مصنفہ

نخلبند گلشن تر زبانی کدیور گلزمین رنگین بیانی جناب راجہ کشن کمار صاحب المتخلص بوفا دامت معالیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضل و لطف ایزدی ایک ایک مصرع ہوگیا ... اس غزل کا حمد کی کیا خوب مطلع ہوگیا

زیب انسان سے زمین کو چرخ کو انجم سے دی ... درجک عالم کا ہر پہلو مرصع ہوگیا

حمد رب سے ہوگئی تعظیم دیوان یک قلم ... ظرف پر مٹی کے سونے کا ملمع ہوگیا

جب ستایش کا خداے پاک کی آیا خیال ... خوبرویان سخن کا گرد مجمع ہوگیا

کونسا محبوب تجھسا دوسرا محجوب ہے ... تیری ستاری کا جلوہ تیرا برقع ہوگیا

ہین یہان الفاظ صورت دار ایسے حق نما ... معنیاً بہزاد کا باطل مرقع ہوگیا

ختم تجھپر ہوگئی ہے حمد یزدان اے وقار
سچ ہے یہ تو اس غزل کا اپنی مقطع ہوگیا

کبھی بالون کو سلجھایا تو ہوتا ... مجھے شانے سے اُلجھایا تو ہوتا

بگڑ جاتا ابھی مُنھ آئنہ کا ... تمھارے روبرو آیا تو ہوتا

گل یوسف زلیخائی دکھاتا ... چمن مین وہ عزیز آیا تو ہوتا

(نام گل ۱۲)

زبان بوسۂ لب دے کر اے یار ... ندیدے دل کو للچایا تو ہوتا

مجھے وارفتگی جانے نہ دیتی
ولیکن تم نے بلوایا تو ہوتا

وہ کہتے غیر سے کہتے پرائے دل
زبان پر مدعا لایا تو ہوتا

رخِ رنگین ترا اگر دیکھتا گل
نہ اُڑ جاتا تو پتّا یا تو ہوتا

ہمارے پر سحر ہوتی شب ہجر
نہ آتے وعدہ فرمایا تو ہوتا

نہ پایا تمکو مین نے تو گلا کیا
کبھی خود آپ کو پایا تو ہوتا

مسیحائی نہ کرتا گو وہ کافر
جنازے پر مرے آیا تو ہوتا

نہ دیتا لیکے دل وہ پر بلا سے
مرا دل ہاتھ مین لایا تو ہوتا

مین تھا گم کردۂ عشق کمر یار
کبھی عنقا سے ڈھونڈھوایا تو ہوتا

مین کرتا شکر مقدم مین فدا جان
فرشتہ موت کا آیا تو ہوتا

نہ رہتا دست وحشت آستین مین
جنون نے پانؤن پھیلایا تو ہوتا

مین اُڑ چلتا بہ رنگِ صوتِ ناقوس
وقار اُس بت نے بلوایا تو ہوتا

جب کہا یار سے کیون مجکو مری جان چھوڑا
تو ڈھٹائی سے لگا کہنے کہ ہان ہان چھوڑا

جسنے چھوڑا ترا در ملکِ سلیمان چھوڑا
سچ اگر پوچھیے تو روضۂ رضوان چھوڑا

بیدخوان زلف کا تھا حافظ قرآن رخ کا
مجکو کسواسطے اے گبر و مسلمان چھوڑا

ہوگیا ہجر کے صدمون سے رفو چکر دل
سینۂ خستہ مین ارمان کو مہمان چھوڑا

مین وہ فرہاد کہ پکڑا ہے گریبانِ کوہ
مین وہ ہون قیس نہ دامانِ بیابان چھوڑا

مضطرب ہوکے ہمارے دلِ سختی کش نے
کب خیالِ کمر نازک جانان چھوڑا

قسمتِ دستِ جنون پیرہنِ ہوش ربا
کب مرے پنجۂ وحشت نے گریبان چھوڑا

دامنِ دوست کی الفت نے اُدھیڑے بخیے
مفت یوسف کا زلیخا نے گریبان چھوڑا

تنگ پکڑا جو مرے جوشش سودا نے وقار
کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا

قاضی ذی شرف مسیح زمان	تھا ایٹھی مین خاص انکا مکان
اور مہینہ جمادی اول کا	نور زادہ کو یہ وان ہوے پیدا ۱۲۹۱
سر تاریخ سے بفکر تمام	ذوالفقار علی نکالا نام ۱۲۲۸
سنگ پر ہو ظہور یون کندہ	بسکہ اڑسٹھ برس رہے زندہ

(۱۲)

از منشی محمد حسن صاحب نامی

دوازده صد و هم بست و هشت هجری بود	بفیض فضل رسول آمد از عدم بوجود
به نیکنامی بسر برد شصت و هشت اینجا	ده و دو صد و نود و شش با صل عود نمود ۱۲۹۶

ولہ (۱۳)

ده و دو صد نود و هفت سال هجری بود ۱۲۹۷	بنای روضهٔ اقدس نهاد فضل حسین
دوازده صد و بالای آن نود نه بود ۱۲۹۹	که این حظیره مرتب شده بزینت و زین
چو شاد گشت دل والدش ز حسن عمل	ندا ز مقبره شد مرحبا به نور العین
گر از حساب جمل سال تکمله جوئی	شمار کن عدد صاد و طا و را و عین

(۱۴)

از چودھری محمد عبد الباقی صاحب باقی رئیس سنڈیلہ

سال میلاد زہے فضل رسول ۱۲۱۳	سیدی فضل رسول آه آل ۱۲۹۹
ساخت چون مقبره اش فضل حسین	شد بس این روضهٔ اقدس پی سال ۱۲۹۹

(۱۵)

از ارشد بلگرامی

رئیس نامور و ذی کمال فضل رسول	و یار نیک صفاتی او ندارد حسد

اپنا بھی تو ملتا نہین دل مجھسے پھرا اے یار
کس مُنھ سے کہون تجھسے ترا دل نہین ملتا

بوسہ نہین دیتے ہین شب وصل مین بھی آپ
مزروعۂ امید کا حاصل نہین ملتا

ملتا نہین عارض سے ترے مہر درخشان
پیشانی سے تیری مہ کامل نہین ملتا

چمکے نہ وقار آگے رخ یار کے خورشید
سمجھے رہے حق سے کبھی باطل نہین ملتا

یارب نگمین دہر مین قاتل نہین ملتا
پھیکے کسی دلبر سے مرا دل نہین ملتا

دل صاف ہے آئینہ سا اور چہرہ مکدر
ملتا ہے مگر وہ سرِ محفل نہین ملتا

وہ عشق کا دریا ہے کہ الیاس کو جسکا
کہنے کو پتے نام بھی ساحل نہین ملتا

موجود ہے فلفل مجھے غم اسکا نہین ہے
گر دیکھنے کو رخ کا ترے تل نہین ملتا

مشقِ ستم وجور کا چورنگ ہون اس سے
عاشق کوئی مجھسا اُنھین بیدل نہین ملتا

اشعار وقار ایسی غزل مین کہون کیا خاک
مشکل تو یہ ہے قافیہ مشکل نہین ملتا

ہمنے باطل کو حق نما دیکھا
ہر صنم پر توِ خدا دیکھا

کیون جھٹکتے پٹکتے ہو صاحب
کیا مرا دل گرا پڑا دیکھا

اے جفا دوست اے وفا دشمن
تجکو سو طرح آزما دیکھا

جس کو تاکا نگاہ نے نہ بچا
آپ کا تیر بے خطا دیکھا

پس گئی نقش پا پہ گل مہندی
اثرِ شوخیِ حنا دیکھا

خامۂ غیر کا ہے نامۂ یار
اپنی قسمت کا یہ لکھا دیکھا

بسمل آہنگ پھر قرار ہوا
پھر کوئی شوخ چلبلا دیکھا

چار ابرو ہوا جو وہ محبوب
حُسنِ عارض کا چوگنا دیکھا

وصل مین گل پہ بوسہ کا دھاگا
تار نکلا لڑائی کا دیکھا

فلک پیر بھی ہے طفل مزاج
کام اس کا گرا پڑا دیکھا

توکہان مہر سے اے ماہِ لقا جاتا تھا
غیر جو سایہ صفت ساتھ لگا جاتا تھا

اب جو آتا ہے تو ہستون کو رولاتا ہے وہ شوخ
آگے آتا تھا تو روتون کو ہنسا جاتا تھا

زخم دل ہے ترے خنجر کا نمک پروردہ
مین جو یہ بات نہ کہتا تو مزا جاتا تھا

مر گئے پر بھی غبار اپنا گلی مین اُسکی
ذرہ سان اُڑتا ہوا مثلِ ہوا جاتا تھا

کھاتا ہر ایک قدم پر تھا ہزارون ٹھوکر
اُسکے کوچہ سے جو مین رو بقفا جاتا تھا

ابتو زندون کو لگا مارنے وہ عیسےٰ دم
جو کہ مُردون کو وقار آگے جلا جاتا تھا

عاشقی مین ہے جا لگا کھٹکا
اور بھی کچھ بُرا بھلا کھٹکا

یار صیاد باغبان کا ہوا
یہ نیا اور اک بندھا کھٹکا

کان آہٹ کی راہ سے نہ ہٹے
دل مین تھا کسکے آنے کا کھٹکا

وہی کاوش مژہ نے کی آخر
جسکا اول سے دلمین تھا کھٹکا

بلبل پاک بین سے ہے عاشقِ گل
باغبان تو نہ کھٹ کھٹا کھٹ کا

بے ترے یار سیر گلشن مین
پھول آنکھون مین خار سا کھٹکا

تجکو دیکھا اُٹھا اُٹھا کر سر
سانس کا بھی اگر ہوا کھٹکا

عشق کے ہین وقار چار عنصر
خوف اندیشہ دغدغا کھٹکا

ہوا پھر عشق اک زلفِ دوتا کا
اُٹھا پھر سر مری آہِ رسا کا

وہان ہے امتحان جور و جفا کا
یہان سر خم ہے تسلیم و رضا کا

جو مجھپر ہے وہی ہے غیر پر لطف
ہوا ہے خاتمہ اُس پر وفا کا

طوافِ خانۂ کعبہ ہے ہمکو
طلا یہ یار کی دولتسرا کا

خدا کا قہر عشقِ بد نظر ہے
نہین بچتا وہ جسکو اسنے تاکا

خط روشن لکھتا ہی وقلم نگار اسکا ہی یا ماہتاب جو تختہ سیاہ شب پر پرکار ہالہ سے جو دائرہ مدور کھینچتا ہی نقش طراز انوار اسکا ہی ابیات ابروان مہرویان ہین فراق بین السطور چھوٹا ہی یکتا کو دوتا کیا ہی کیا توصیف کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہی جل جلالہ وعم نوالہ نظم

خلاق زمین و آسمان ہی
صناع نقوش دوجہان ہی
گردونپہ ستارہ ہاے رخشان
دنیا مین بناے جن و انسان
آنکھونپہ نہین وہ گوکہ ظاہر
پر دیدۂ دل ہی اس سے ماہر
کی سیر جہانکو دیکھا بھالا
قدرت کا ہی کھیل سب نرالا
یکتا ہی وہ بادشاہ عالم
خلاق جہان پناہ عالم

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

دل بیدل اس خسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہی کہ جسکے نور جمال سے چراغ کونین روشن ہی اعنی محمد مصطفی خدا کے رسول جان بجان اس سرو چمنستان رسالت پر فاختہ ہی کہ جسکی بارش سحاب مرحمت سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہی یعنے خاتم الانبیا اللہ کے مقبول دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصوف مثل ماہی بے آب طپان ہی کچھ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرف مانند آہوے لنگ افتان وخیزان روان ہی خاک نہین بن آتا اگر نسخۂ وجود کامل اسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کبھی درستی قبول نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل وقرآن سے معجون مرکب نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شادابی گلستان ایمان اسکی آبیاری ابر عنایت سے ہی تازگی بوستان دین اسلام اسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہی رسول خدا شافع روز جزا

گھر خدا کا خراب ہے کیسا

۱۵

مین کسی چشم کا بیمار ہوا کچھ نہوا
موت کا اپنی طلب گار رہا کچھ نہوا

پھر سرِ گیسوے خمدار ہوا کچھ نہوا
پھر مین آفت مین گرفتار ہوا کچھ نہوا

واسطے غیر کے تو مجھسے ہوا ہے بیزار
ہاے دلجو سے دل آزار ہوا کچھ نہوا

آج عاشق مین ہوا زلف کا زنجیر کرو
کل جو رسوا سرِ بازار ہوا کچھ نہوا

دل لیا بوسہ دیا جان بچی تھی کوری
اب وہ جی لینے پہ تیار ہوا کچھ نہوا

نالۂ زار سے تیرے جو ہوا وہ بیزار
جلوہ گر مقصد اغیار ہوا کچھ نہوا

آشنا لب سے ہوا نالۂ پُر درد وقار
آہ ذلت سے سروکار ہوا کچھ نہوا

۱۶

دل مین بیٹھے کچھ ایسے کڑکے اُٹھا
بن گئی جان پر بگڑ کے اُٹھا

اُکھڑی باتون سے اُسکی ثابت ہے
کچھ نہ کچھ آج غیر جڑ کے اُٹھا

اُنکی خدمت سے کب ہوئی چھٹی
ہاتھ جوڑے جو پانْون پڑ کے اُٹھا

عذر بوسہ پہ دل کے لینے پر
مجھسے کب وہ نہ لڑ جھگڑ کے اُٹھا

ضعف کے زور جب چڑھا ہتے
مثل سایہ نہ پھر پچھڑ کے اُٹھا

خاک سے تیرے عاشقِ قد کے
جو بگولا اُٹھا اکڑ کے اُٹھا

آپ کی بزم مین وقار نہ تھا
کون دستِ سبو پکڑ کے اُٹھا

۱۷

دل جو ہٹ پھیر مین شانہ نے ہمارا مارا
بول اُٹھی زلفِ سیہ فام کہ مارا مارا

نازکیِ کمرِ یار کا دل صید ہوا
کہ لپک نے کسی چیتے کے چکارا مارا

مثلِ نرگس ہے مجھے جنبشِ مژگان دشوار
جبسے اُس چشم فسونگر کا نظارہ مارا

مار رکھا ہے جسے تم نے دکھا کر گیسو
دشت و کہسار مین پھرتا ہے وہ مارا مارا

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہی کہ دُرِ مضامین سے بھرا ہی جو لفظ صدف دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا دُر ہی ہزارون گلچین گلستانِ سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اُستاد فن ہوے چنانچہ مصنف دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے ہین سخن پختہ اِنکا اُستادی پر دلیل ہی حقا کہ سخنورِ بے عدیل ہی چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہی کہ فی الحقیقت قابل ثنا ہی افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوان فصاحت طغرٰی فرمان بلاغت فخر سخنوران جہان رشک شاعرانِ زمان مہر سماء نکتہ سنجی و نکتہ دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم دہر مسلم عصر خضر طریق طرز سخنوری مسیح چرخ علو ہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت نکتہ دان صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینش ناخدائے کشتی کل علوم دُرِ یکتائے بحر جفر و رمل و نجوم برادر بزرگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستحضر ہی کہانتک تعریف کرون بیان سے باہر ہی ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق قدیم نے آسمانِ طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر امور یہ دیوان نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ فصاحت ہی سردفتر بلاغت ہی ہر بیت اُسکی مانند بیت اللہ سیاہ پوش ہی مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہی اور ہر غزل

ہے مثل مشہور وقتِ بد مین اپنا غیر ہو
جسم لاغر روح کو فرقت مین دوبھر ہو گیا

تو ہر درِ اجابت ہو دعاے وصل خاک
گوش گردون نالہاے ہجر سے کر ہو گیا

اہل کاران جنون دیتے ہین نذرین بانیاز
داغ سوداے سر کو مجھ وحشی کے افسر ہو گیا

کی بیابان تک ہمکتب کلفت مین مشق لاغری
استخوان ہر جزوِ تن کا تار مسطر ہو گیا

خط مین اُس نوخط کے جب وصف ہین لکھا وقار
بے نشان قاصد ہوا عنقا کبوتر ہو گیا

پھر ہمین سوداے گیسوے معنبر ہو گیا
پھر خیالِ رشتۂ موہاے اژدر ہو گیا

باغ مین بے یار جب مجکو ہوا جوش جنون
دیدۂ غولِ بیابان ہر گلِ تر ہو گیا

خضر بھی گم کردہ رہ ہین کوچۂ تقدیر مین
جاے عبرت ہمکو احوالِ سکندر ہو گیا

گوشِ نازک مین جو ہین اُنکے جڑاو بالیان
کان ہر اک رشکِ کانِ لعل و گوہر ہو گیا

زاہد او دوزخ سے ڈر تو مین تو سوزِ ہجر سے
جلتے جلتے رات دن جلنے کا خوگر ہو گیا

گر دیا تو نے نہ بوسہ لیکے دل تو کیا ہوا
کیا مین مفلس ہو گیا کیا تو تونگر ہو گیا

زعفرانی اُسکو جوڑا جب پہنایا اے وقار
دیکھتے ہی غیر کو یرقانِ اصفر ہو گیا

۲۰

سوادِ زلف پر وارفتہ دل ہے جانِ جان اپنا
فرو کش وادیِ ظلمات مین ہے کاروان اپنا

الٰہی خیر ہو مدت کے بعد اک دل ہوئے دونون
تمہارا شعلۂ رخ نالۂ آتش فشان اپنا

بشر کیا مال ہے الفت مین ان زہرہ جبینون کی
فرشتون کو نہین کچھ سوجھتا سود و زیان اپنا

ہمارا ضعف مفتاحِ درِ گنجِ رقیبان ہے
کہ جا سکتا نہین جانان تک اب وہم و گمان اپنا

مین وہ مجنون ہون وحشت نہ جاے عمر بھر اُسکی
سگِ لیلی بھی آکر سونگھ لے گر استخوان اپنا

زمین مین یک قلم گڑ گڑ گئے شمشاد خجلت سے
خرامان جب ہوا گلشن مین وہ سروِ روان اپنا

عیان احوال دل خود ہے برنگِ بوے گل رخ سے
بیان کیا کیجیے صیاد سے دردِ نہان اپنا

ملو گلگونہ گل سے چھوٹے رخسارون پہ اے صاحب
کرو روشن چراغِ تازۂ حسن جوان اپنا

کی ملی ہی باعث ناموری ہوئی ہی اور مصنف مدظلہ العالی قصبۂ امیٹھی
مین کہ انکا ننہال بخاندان ملا جیون مرحوم ہی قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان مین ١٩ - جمادی الاولی ١٢٢٨ھ مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے مہمان اہل جہان ہوے نام تاریخی ذوالفقار علی
ہی ذات بابرکات ذوالفقار علی ہی ابتدائے عمر مین کتب
درسیۂ فارسیہ امیٹھی مین پڑھی مدارج استعداد بڑھی
کتب عربی اپنے عم نامدار سید اعزالدین احمد خان اور مولوی محمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدین صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑھی مدارس علم مین رتبے
بڑھے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبد الشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑھے جب عمر شریف
بتیس برس کی آئی نوکری بہ عہدۂ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدۂ
منشی گری اجنٹی جودھپور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
راجپوتان پر مقرر ہوے منشیان عالی شان کے سر دفتر ہوے
بعد بتیس برس کے استعفا دیکر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج ہوکر
چمن مین رہے اتفاق زمانۂ ناہنجار سے ایام غدر غدار ان
مین تمام مال و منال لٹ گیا شیشۂ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا مگر
سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلۂ خیر خواہی و جانفشانی
کے ٢٩ انتیس مواضع انعام مین عطا فرمائے غنچۂ دل اعدا
مرجھائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

ہے سُرمۂ چشم اُسکا گلوگیر شکایت
گریہ نہیں تو کیا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

گُل ابر مژہ یاد مین اُس برق ستم کے
اس زور سے برسا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

ہرنقش قدم یار کا ہے پنجۂ مرجان
عالم یہ حنا کا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

غائب وہ دہن بوسہ کو دشنام کو حاضر
نیرنگ کا نقشا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

اے غیرت مہتاب ترے کان کا جھمکا
وہ عقد ثریا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

بلبل کی روش دل مرا گویا ہے ولیکن
گل کی طرح چپکا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

کیا شکوہ کرون اُس سے ہوا دیکھ کے سکتا
اب ہو یہی سکتا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

وہ مردہ دلون کے لیے لب ہین ترے ایجان
اعجاز مسیحا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

بھیجا ہے **وقار** آج جواُس شوخ نے نامہ
مضمون وہ لکھا ہے کہ کچھ کہ نہیں سکتا

۲۴

نہ کرتا دل کو جو اُسکے حوالہ کیا کرتا
نہوتا درد تو مین آہ و نالہ کیا کرتا

جو دیکھا سینۂ بے داغ دل نہ آیا پسند
بغیر مُہر وہ گھر کا قبالہ کیا کرتا

تمھارے عارض رنگین کے روبرو ایجان
نہوتا نعل در آتش تو لالہ کیا کرتا

لب گزیدہ کا بوسہ وہ دیتے تھے نہ لیا
مین اُگلا غیر کے مُنھ کا نوالہ کیا کرتا

نہوتا بزم مین ساقی جو چار دہ سالہ
تو مین بھی پی کے شراب دوسالہ کیا کرتا

شراب کہنہ نہ دیتا جو ساقی نو عمر
خدا ہی جانے غم دیرسالہ کیا کرتا

جو چوسا غیر نے اُنکے لبانِ شیرین کو
تو مین نہ زہر کا پیتا پیالہ کیا کرتا

بجان قبول تھی اول سے دلدہی ہر طرح
مین کرتا دل کا جو حیلہ حوالہ کیا کرتا

نہ کرتا گر رگِ جان کو حوالۂ نشتر
تو مین **وقار** جنون کا امالہ کیا کرتا

۲۵

ستم ظریف کا کسو اسطے گلہ کرتا
وفا کا شکر مین کرتا جو وہ جفا کرتا

فرزانہ دل اپنا ہوا دیوانہ کسی کا

۲۷

جو عاشق ہے ترے شوخی رو کا / کبھی اُسنے نہ گل کے مُنھ پہ تھوکا
مرا دل مانع گریہ ہے ہر دم / ہوا ہے دوست دشمن آبرو کا
ہوے دست و گریبان وحشت ہجر / گرو اب قطع سررشتہ رفو کا
شبِ وصلت ہے ایدل جاگنا شرط / مثل مشہور ہے سویا سو چوکا
تمہارے حیرتی آئینہ کے گھر / جدھر دیکھو اُدھر عالم ہے ہو کا
شکستِ آئنہ ہر آئینہ ہے / کہ حیران ہے تمہارے صاف رو کا
مجھے نظارۂ سنبل سے کیا کام / کہ عاشق ہون کسی زنجیر مو کا
کیا ہے ناتوان ساقی کے غم نے / ہوا محتاج مین دست سبو کا

وقار اُس گل کے دامن تک نہ پہونچا
کھلا پنجہ نہ دستِ آرزو کا

۲۸

جس دن سے مرا دل ہے کسی شوخ پر آیا / کیا کیا نہین کہ جاتا ہے ہر اپنا پرایا
شب کو جو لبِ بام وہ رشکِ قمر آیا / تھا مجکو گمان چاند فلک سے ہے اُتر آیا
لٹ کھل گئی اُس زلف کی جو سیر چمن مین / سنبل کا مجھے حال پریشان نظر آیا
بسمل کی طرح خاک پہ کس رنگ نہ تڑپون / تیرِ نگہ یار مرے دل مین در آیا
سوزِ تپِ فرقت سے پڑا آبلہ دل مین / لو نخل جوانی مین یہ پہلا ثمر آیا
نیرنگی ہجران ہوئی وصلت مین نمایان / گردون پہ نظر مجکو جو رنگِ سحر آیا
بیتاب مہ چاردہ تھا موج کے مانند / دریا مین نہانے جو وہ رشک قمر آیا
کس طرح نہ ہم ذرہ کے مانند ہون بیتاب / خورشید جمال آپ کا اب اوج پہ آیا
آیا نظر ابرو کے تصور مین مہِ نو / تھی کسکی تمنا مجھے اور کیا نظر آیا

ہنسنے مین وقار اسکے کھلے جب دُر دندان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا ہی مین نے بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
یہی طغرا سبب ہو جائیگا اجرائے فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کرے سلطان
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمانؑ کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا
دلیل قہر آنا نوحؑ کی اُمت پہ طوفان کا

میان چاہ یوسف کی کبھی اُسنے حفاظت کی
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کافرونکو شان قہاری
عصائے دست موسیٰؑ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اُسکو رضوان کا

اُسی کا کام ہی یہ کب کسی سے اور ممکن ہی
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو جہل احکام سے ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
دلیل رحمت رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اُسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہائے خندان کا

نہ چمکے برق اگر اُسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
نہ برسے ابر اگر اُسکو اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا جب دن نکلا خورشید کا گل اُسکے فرمانسے
ہوئی شب تمتمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب صناعیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلف پیچان کا

اُس روے تابناک کے غم مین چڑھی جو تب / نظارہ لب کا شربتِ عناب ہو گیا
ہے آبروے دیدۂ گریان یہ موج زن / طوفان خروش اشک کا سیلاب ہو گیا
زاہد کا دوش بارِ گنہ سے سبک ہوا / گروی شراب زہد کا اسباب ہو گیا

یہ حال ہجر مین دل و دیدہ کا ہے وقار
بے خور ہوا جو یہ تو وہ بے خواب ہو گیا

الٰہی چمک جاے سودا ہمارا / کہ ہو شمعِ ہر خانہ چرچا ہمارا
گیا نکہتِ گل کو رسوا صبا نے / ہوا عشق آہون سے افشا ہمارا
پڑھا رحم کو زخم اُسنے الٰہی / یہ تھا بختِ کج کا نوشتا ہمارا
نہ تم پاس بیٹھے نہ تم ساتھ سوئے / کسی دن نہ ارمان نکلا ہمارا
اگر دل نہین آپ لیتے نہ لیجیے / تمھارا ضرر اسمین ہے یا ہمارا
گلے سے لگو یا گلا کاٹ ڈالو / چکا دو مگر آج جھگڑا ہمارا
مروت سے ہے عار اے جان عالم / کہ تمکو نہو پاس اصلا ہمارا
عدو تک عیادت کو آتے ہین صاحب / مگر حال تمنے نہ پوچھا ہمارا
یہ آتے ہی اُٹھنے کے کیا دل مین بیٹھی / کہ جاتے ہو توڑے سہارا ہمارا

وقار اپنے مضمون پسند آئے اُنکو
رہا بزم مین بول بالا ہمارا

جب رقم پرداز وصفِ روے جانان ہو گیا / کلک نے یکدست میرا مارِ پیچان ہو گیا
اے صنم پھر دلکو عشقِ زلف پیچان ہو گیا / قید پنڈت خانہ مین پھر اہل ایمان ہو گیا
سایۂ خسپ زلف جب وہ روے تابان ہو گیا / کہ اُٹھا مین چاند تھا بدلی مین پنہان ہو گیا
حسن نے تیرے مسخر کر لیا ہر جن و انس / اے پری تو عہد کا اپنے سلیمان ہو گیا
رنگِ نیلم اُڑ گیا پیشِ مسی مالیدہ لب / دیکھکر دست حنائی زرد مرجان ہو گیا

۳

دعا اے واسطی ہے روز و شب اپنی کہ محشر مین
خداوندا معاصی عفو ہون صدقہ محمد ص کا

سب پہ ظاہر ہی حال حیدر رض کا — نقد ایمان ہے مال حیدر رض کا
نجم ہی خال خال حیدر رض کا — نور ہے بال بال حیدر رض کا
ہی اگر طالب تجلی طور — دیکھ نور جمال حیدر رض کا
ہون وہ ذرہ ہے آفتاب مرا — چہرۂ بے مثال حیدر رض کا
صاف ہی جنگ بدر سے روشن — کب ہی پنہان کمال حیدر رض کا
نطق عیسےؑ کہین تو زیبا ہی — معجزہ ہی مقال حیدر رض کا
کیون نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین — ہو جو دل مین خیال حیدر رض کا
بخش دینا مرے محبون کو — تھا یہ حق سے سوال حیدر رض کا
ہے یہ ادنی شرف کہ مولد ہی — خانۂ ذوالجلال حیدر رض کا
پھر شہادت ہوئی تو مسجد مین — دیکھ حسن مآل حیدر رض کا
ابن ملجم عجب حرامی تھا — خون سمجھا حلال حیدر رض کا
بجھ گیا خانۂ خدا کا چراغ — جب ہوا انتقال حیدر رض کا

۴

واسطی فیض سارے عالم پر
ہی علی الاتصال حیدر رض کا

وصل سے اس مہروش کے رتبہ اعلا ہو گیا — منزل خورشید آغوش تمنا ہو گیا
وحشت دل سے مین نادانون مین رسوا ہو گیا — حال دیوانے کا لڑکونکو تماشا ہو گیا
کون گل آیا کہ صحن باغ صحرا ہو گیا — صورت طاؤس رقصان سر بگولا ہو گیا
مجکو مرنے کا نہین کچھ غم مگر اتنا ہے غم — رہ گیا خالی بیابان خضرؑ تنہا ہو گیا
ہون وہ پیاسا مین جو بھر آب ساحل پر گیا — خشک شکل قلزم تصویر دریا ہو گیا

اُٹھایا اسی غم نے دنیا سے پیارے
کبھی تم نے ہمکو نہ تنہا بٹھایا

سمجھ تیری اُلٹی ہے اے جانِ عالم
کہ اپنا اُٹھایا پرایا بٹھایا

نہ بولے لحد مین بھی ہم ڈر سے تیرے
فرشتون نے کتنا جگایا بٹھایا

گیا کوٹھے پر وہ یہ کی مہ نے عظمت
کہ اُجلا بچھونا بچھایا بٹھایا

یہ وہ قیس ہے خاص شاگرد میرا
پکڑ کان جسکو اُٹھایا بٹھایا

وقار اس غزل کی زمین حد بُری تھی
بہت زور دیکر بٹھایا بٹھایا

کونسا راز ہے اخفا اُنکا
ہم سے بیکار ہے پردا اُنکا

گل فدا شیفتہ غنچا اُن کا
بے زبان پڑھتے ہین کلما اُنکا

کسکے لب پر نہین چرچا اُن کا
نقش ہر دل پہ ہے نقشا اُنکا

ایک غرّہ تو مہینے کا سُنا
تیس دن دیکھا ہے غرا اُنکا

آتشِ طور کی مین لَو سمجھا
چمکا بالے مین جو بندا اُنکا

کسکے فقرہ پہ وہ کل رات چڑھے
آج چہرہ ہے کچھ اُترا اُنکا

اسقدر محوِ محبت ہون مین
غیر بولے تو ہو دھوکا اُنکا

اپنے زخمی کو نہ دیکھین کہدو
ہمہ مو خون ہے ہلکا اُن کا

کیا بنا لے گا بگڑ کر اے دل
ایک تو سارا زمانا اُن کا

آئنہ بیٹھا ہے گھر مین حیران
جب سے مُنھ دیکھکے اُٹھا اُنکا

صاف اپنے سے ہوا بیگانہ
نظر آیا جسے جلوا اُن کا

نذر مین بہزاد نے مانی لاکھون
کھینچ سکا خاک نہ خاکا اُن کا

ہر پری مجکو سلیمان سمجھے
ہاتھ آجائے جو چھلّا اُن کا

خون بہائے گا ہزارونکے وقار

اے جنون میرے گریبان کا تو ہے مذکور کیا
چاک تیرے ہاتھ سے دامان صحرا ہو گیا

خواب مین تھے ہم بغل اُس سے جو جاگے کچھ نہ تھا
واہ اے گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا

دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اُسکو پسند
آئینہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا

ایک دم مین زندۂ جاوید کشتون کو کیا
خنجرِ قاتل سے اعجاز مسیحا ہو گیا

ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفان نوح
ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہو گیا

سوزِ عشق قدِ جانان نے کیا کسکو نہ خشک
سوکھکر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہو گیا

کی جو میخواری فراق یار مین اے واسطی
آتش مے سے کباب اپنا کلیجا ہو گیا

۶

حائل ہے زیست وصل ہو اُس جانجان سے کیا
پردہ بغیر مرگ اُٹھے درمیان سے کیا

آزاد مثل سرو ہین باغ جہان مین ہم
نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا

مجمع ہے وہ پسند جہان ہو کوئی حسین
یوسف نہ جسمین ہو غرض اُس کاروانسے کیا

ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال
دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا

رندون کا ہے یہ واعظ منبر نشین سے قول
ناقص ہے جنس فائدہ اونچی دکان سے کیا

رونے نے میرے بند کیا کاروبار دہر
ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلے مکانسے کیا

پچھتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر
نامہ تو لیچلا ہے کہیگا زبان سے کیا

منھ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما
ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوانسے کیا

پرواز مرغ دل کی نقاہت سے اُڑ گئی
ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمانسے کیا

تیغ زبان خلق کی پروا نہین رہی
ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوش گرانسے کیا

ہم مست مے ہین ہمکو دبائیگا کیا فلک
کشتی لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا

اعلیٰ جو ہین وہ مائل پستی نہین کبھی
اُترین زمین پہ حور و ملک آسمانسے کیا

غم کے لیے ہے خون جگر ہو کہ لختِ دل
نعمت کوئی عزیز کرون میہمان سے کیا

چشم بد دور بلند اشک ہے سر سے اک ہاتھ
غیر ممکن ہے زمین سے ہے دریا اونچا

کیون وقار اپنا گلا پیر و جوان پھاڑتے ہین
پیر کہنہ ہے فلک حد سے ہے سُنتا اونچا

۴۴

اُٹھا کوئی دل دل سے اگر پھر نہین لگتا
ٹوٹا ہے شجر سے جو ثمر پھر نہین لگتا

سر حلقہ کمان کا ہو اگر نالۂ پیچان
بالائے ہدف تیر اثر پھر نہین لگتا

اے جان شب ظلمتِ گیسو سے جو نکلے
عارض کو ترے نورِ سحر پھر نہین لگتا

کر قتل مجھے شوق سے پر سوچ سمجھ کر
کٹتا ہے جو سر تن سے وہ سر پھر نہین لگتا

جو عشق کے کوچہ مین قدم رکھتے ہین اُنکو
جی جان کا کچھ خوف و خطر پھر نہین لگتا

وہ عیب نہین عیب جو ہو ساتھ ہنر کے
اُس عیب کو بھی بلکہ ہنر پھر نہین لگتا

جو ہاتھ سے جاتی ہے وہ ہاتھ آتی نہین شے
ناخن جو ترشتا ہے مگر پھر نہین لگتا

دل جس سے ہٹا اپنا وقار اُس سے ہٹا بس
تیشہ سے جو کٹتا ہے شجر پھر نہین لگتا

۴۵

جو مجھسے دوست سے وہ شوخ دشمنی کرتا
تو بدلے جنگ کے مین اُس سے آشتی کرتا

نہان ڈوپٹے مین ابرو جو وہ کبھی کرتا
تو مین بھی سر کو نیام ولایتی کرتا

ضرور شانۂ زلفِ دراز ہو جاتا
اگر نہ ہاتھ سرِ دست کو تہی کرتا

کبھی جو قتل وہ کرتے مبارکی سے مجھے
تو ساری عمر دعائے سلامتی کرتا

نہ لینے پاتا وہ دل زینہار بے بوسہ
تو وقت داد و ستد مین ذری بھی جی کرتا

دیا نہ آنکھ مین اے شوخ ایکدن سرمہ
کبھی تو باڑھ کو خنجر کے دردری کرتا

بغیر وصل نہ دیکھونگا شکل وصل کبھی
جو مین یہ جانتا تو کیون پھر آشتی کرتا

مزارِ عاشقِ بیکس پہ کون لایا شمع
چراغ داغ جگر کا ہی روشنی کرتا

شب فراق سے ہوتا ظہورِ روزِ وصال

۴۶ کبھی جو بخت وقار اپنا یاوری کرتا

محفلِ اعدا مین اُسنے شرم جسدم دی اُٹھا
میری یہ حالت ہوئی مر مر گیا جی جی اُٹھا

مانگ بیٹھا بوسۂ رُخ پاکے مُنھ اُس شوخ کا
رہ گیا مُنھ اپنا لیکر کھل کے مین جھڑکی اُٹھا

خوبرو جتنے ہین عالم کے وہ ہین سب بدمزاج
بات ہے اے دل یہی اُنکی بُری اچھی اُٹھا

محملِ لیلےٰ کی تھی رقصِ جمل سے کیفیت
سیرِ وشتِ نجد کو جب قیس سودائی اُٹھا

جو نہ کہنا تھا کہا محفل مین تم نے بیٹھ کر
کون سی وہ بات ہے کہنے کی جو رکھی اُٹھا

لبکے پر بوسہ کے دیتے ہین ستمگر گالیان
مین جہان بیٹھا وہان سے لیکے بدنامی اُٹھا

نالۂ دل یاد آیا مجکو اپنا اے وقار
۴۷ جب پپیہا پیڑ سے کرتا ہوا پی پی اُٹھا

شراب پی کے جو وہ شوخ بے نقاب پھرا
تو پیچھے شرم سے سر پٹیا حجاب پھرا

ہوئی نہ دیر گلستان مین اُسکے جانے کو
کہ رنگِ گُل سے ہوا کی طرح شتاب پھرا

جواب نامہ کا کیجے سوال کس سے اب
کہ اپنا قاصد سرگشتہ بے جواب پھرا

شراب غیر کو دیکر جلا نہ ہر کروٹ
نہ دل کو آگ پہ تو صورتِ کباب پھرا

یم سرشک مین طوفان کی ہے طغیانی
کہ کھاتا ٹھوکرین موجون کی آفتاب پھرا

ترے فراق مین چونکا ہے بخت بیداری
جو دیکھین آنکھین مری پچھلے پائون خواب پھرا

غریق بحرِ محبت نہ کیون ہو نام وقار
۴۸ کہ اشک شور کا سر پر ہمارے آب پھرا

موسم کچھ اشک شور کے برسات کا پھرا
پھرتے ہوا کے آب کا بھی جو مزا پھرا

مردہ ہمارا کیا جیے کیا اُٹھکے بیٹھین ہم
کس روز گور پر وہ مسیحا چلا پھرا

خانہ بخانہ کو بہ کو اے جانِ جان تجھے
مانند مہر و ماہ کے مین ڈھونڈھتا پھرا

اُس رشکِ مہ نے دیکھا نہ مُنھ پھیر کر مجھے
گو سایہ وار ساتھ ہی اُسکے لگا پھرا

مردے کی طرح لختِ جگر بحرِ اشک مین — موجون کے ساتھ ساتھ ہر اک سو بہا پھرا
فرہاد بیوقوف نہ خسرو کے سر ہوا — دو چار تیشے مارتا اک دن پھرا پھرا

توڑے تلاش یار نے میرے وقار پاؤن
مانند گرد باد کے ہر سو پھرا پھرا

۴۹

دل مرا اُسکی انجمن سے پھرا — مست بلبل مگر چمن سے پھرا
موردِ حرف لفظ کیونکر ہو — مین نہ اپنے کبھی سخن سے پھرا
ہے ہوادارِ کوے جانان کی — دل صبا کا گل چمن سے پھرا
تھا جو برگشتہ بخت اُلٹے پاؤن — نالۂ دل لب و دہن سے پھرا
کیا اچنبھا مرے تناسخ کا — یاد غربت ہوئی وطن سے پھرا
ہاے یوسف تو چاہ سے نکلے — دل نہ اُسکے چہ ذقن سے پھرا
عریان آیا تھا جاؤن بھی عریان — اس لیئے دل مرا کفن سے پھرا
نکلا جو شمع مردہ سا نکلا — کون زندہ اُس انجمن سے پھرا

دل ہمارا مثالِ شانہ وقار
زلف کے ہر خم و شکن سے پھرا

۵۰

تو نے جامِ غیر جب اے دلربا خالی بھرا — ہمنے بھی رو رو کے اپنا دل کیا خالی بھرا
مجکو اپنے ہاتھ سے اے ساقیِ توبہ شکن — بزم مین اک جام دے بہر خدا خالی بھرا
ابر گریان کی طرح روتا ہون دشت و کوہ مین — جو کوئی چشمہ نظر میرے پڑا خالی بھرا
این و آن کی دوست دشمن سے نہین ہے چیص بیص — چشم حق بین مین ہے میرے ایک سا خالی بھرا

شغل مستی مین سبو و جام سے رکھا وقار
گاہ خالی بھر دیا گہ کر دیا خالی بھرا

۵۱

ڈھونڈھ مارا جہان کہین نہ ملا — مثل عنقا وہ نازنین نہ ملا

مین تو جورِ فلک کا کشتہ ہون
خاک مین مجکو اے زمین نہ ملا

دے نہ دشنام ساتھ بوسہ کے
اے صنم زہر و انگبین نہ ملا

مثلِ دل ہے ہر ایک پہلو دُزد
کوئی غمخوار ہمنشین نہ ملا

کیا مہ حُسن کو خسوف ہے شرط
صاف دل کوئی مہ جبین نہ ملا

کس حسین کا نہین کوئی شیدا
کون سے نام کو نگین نہ ملا

۵۲
چھان مارا وقار کون و مکان
لامکان کا مگر مکین نہ ملا

نہ چہرہ ماہ سے اے خانمان خراب ملا
قرانِ نحس ہے مہ سے جو آفتاب ملا

بغیر گالی کے ملتا ہے بوسۂ ساقی
نہ ساتھ مَے کے کبھی چٹ پٹا کباب ملا

ہوا ہے پردہ دری کا وہ عاشقون کے سبب
جو تیرے حُسن ستمگار کو شباب ملا

جو ڈھونڈھا بحرِ محبت مین چشم و دل کا کھوج
اُچھلتی موجین ملین ڈوبتا حباب ملا

جو مانگا بوسۂ لب شکرین کا تلخ سُنا
سوال کا مجھے دندان شکن جواب ملا

مثال آئینہ خود بینیون کا مُنھ کر کے
مجھے نہ خاک مین اے خانمان خراب ملا

۵۳
نہ پاس رطب کے پاس نہ پاس گل کے خار
سخن وقار کا ایسا ہے انتخاب ملا

ہر سہی قد ترے رتبہ کو وہ بالا سمجھا
سایہ قامت کا جو دیکھا اُسے طوبا سمجھا

کوئی غلمان تجھے سمجھا کوئی حورا سمجھا
مین ترے کوچے کو فردوس کا کوچا سمجھا

زکریا کی قسم اپنے لیے اے قاتل
پا اُنچون کی تری چنبا کو مین آرا سمجھا

بال باندھے ہوئے اعجاز جو دیکھے لب کے
مین مسیحا کو ترے روبرو موسا سمجھا

شب فرقت مین یہ عالم تھا عیاذاً باللہ
ملک الموت جو آیا تو مسیحا سمجھا

اُسکے جلوہ سے جو ہر نخل ہوا نخل طور
آپ کو موسی عمران چمن آرا سمجھا

قد بالا کو ترے لوگون نے باندھا جو علم
زلفِ شبرنگ کو مین اُسکا پھریرا سمجھا

وہی چمکا ہے کہ جو ذرہ کو سمجھا خورشید
آبرو اُسکی ہے جو قطرہ کو دریا سمجھا

کیجیے بند زبان اب مین کہے دیتا ہون
مجکو چپ رہنے سے کیا آپنے گونگا سمجھا

سنگِ در پر ترے ایجان جو بیٹھا دو دن
تختِ شاہی کو وہ تابوت کا تختا سمجھا

دوش پر یار کے دیکھا جو جنازہ کو وقار
حضرتِ مرگ کو مین زیست سے اعلی سمجھا

حرفِ لب کو ترے اعجازِ مسیحا سمجھا
مین کفِ دست کے تل کو یدِ بیضا سمجھا

پیر گردون نے جو وہ چند تجلی دیکھی
ماہ کو عارضِ پُرنور کا ہالہ سمجھا

صاف بیگانہ نظر وقت پر آیا وہ دوست
زندگی بھر جسے افسوس مین اپنا سمجھا

دیکھی لاہی کی کٹوری جو ترے پستان پر
مین انارون پہ اُسے مکڑی کا جالا سمجھا

پنکھڑی گل کی مین سمجھا لب پان خوردہ کو
سرگین چشم کو مین نرگسِ شہلا سمجھا

چاند ٹیکلی کو جبین پر ترے سمجھا خورشید
کان کے جھمکے کو مین عقدِ ثریا سمجھا

نہ تو موت آتی ہے فرقت مین نہ وہ آتے ہین
رکھون کبتک دلِ بیتاب کو سمجھا سمجھا

چاندنی مین جو اُسے ساتھ مین لیکر سویا
ماہ کے ہالے کو آغوشِ تمنا سمجھا

پردہ بند ہوا اپنس ہین جو کھاری نے تری
زہر فرقت کا ہر اک عضو مین چٹکا سمجھا

گہ لیا ہاتھ مین اور گاہ زمین پر پٹکا
دل مرا یار نے مٹی کا کھلونا سمجھا

دیکھی وہ زلف تو شک مجکو ہوا شب کا وقار
آنکھ رخ پر جو پڑی نور کا تڑکا سمجھا

آنکھین پھرائین جو میری تو وہ فقرا سمجھا
گردشِ چشم کو پتلی کا تماشا سمجھا

ہم نے دل تجکو دیا اپنا پرایا نہ کیا
حیف صد حیف کہ تو اپنا پرایا سمجھا

مر گئی تیغ دم ذبح جو اُس قاتل کی
حسرتِ مرگ کا آغوشِ تمنا سمجھا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سے شب وصل
وا اُسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موے شرۂ یار سے کسطرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہو حسن خداداد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہی خدا ہو نہین سکتا

غیبت ہی مین رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

گر خط کے پہونچنے مین نہ جلدی ہو بہت ای دل
قاصد تو کسی طور ہوا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھسے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مرے خون سے سرخ اُسکے ہین تلوے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اُٹھ جائین اگر سارے جو ہین بیچ کے پردے
ہمکو وہ یقین ہی کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہی مجھے عریان بدنی کی
جامہ ہی یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دے مرے ہاتھ کو اُس زلف رسا تک
اتنا بھی تو ای بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یک جان و قالب
جو حرف مشدد ہی جدا ہو نہین سکتا

وہ جیسے ترا مطلع ابرو ہی کہ جس مین
اُستاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کی واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

سمجھتا ہی کیا واسطی زار کو اتنا
صبر ای صنم ماہ لقا ہو نہین سکتا

۱۳

قلت غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صد مہ کم ہوا

مر گیا غم سے جو مین سارے جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انسان مین کسطرح ہو امید وصل
حرف ہمجنسی کے باعث حرف سے توام ہوا

ہو گئی آنکھو نکو روشن بے ثباتی دہر کی
جو حباب آیا نظر اُنکو وہ جام جم ہوا

شام کر دی صبح اُلٹ کر اُسنے جو رخ سے نقاب
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے حاجا ہو اگر اپنی نمود
کیا سخاوت سے جہان مین شہرۂ حاتم ہوا

بازیگری کے یاد تماشے ہزار ون ہین — طفل سرشک گرچہ ہے لہو و لعب بھرا
گر قتل غیر کو کیا تم نے نہین حضور — دامانِ تیغ خون سے کیون بے سبب بھرا
زر زیست عشق ٹین ٹین ہے مفلس کی عاشقی — عاشق کے گھر مین چاہیئے نقد اک کھرب بھرا

کہتی زبانِ حال سے ہے آسیا وقار
خالی ہے جو شکم وہ ہے صد ہا طلب بھرا

احوال پوست کندہ شمسِ سرشک کا تھا — ہر لختِ دل مژہ پر منصور حق نما تھا
اخفاے راز دل کی صورت کوئی نہ نکلی — تھا آشنا جو میرا وہ عالم آشنا تھا
اُس زلف عنبرین سے درپیش اک بلا تھی — اُس جعد پُر شکن سے اک فتنہ در قفا تھا
آکر وہ جاتا پھر کیا جا کر وہ آتا پھر کیا — کیا مرگ باوفا تھا کیا زیست بے وفا تھا
یک لخت کر ہی ڈالا جسنے دو نیم دل کو — ابرو کا اُسکی پورا کیا خوب نیمچا تھا
بسمل کے رقص کا ہے شوقین میرا قاتل — اسوقت وہ قضارا آتا تو اک مزا تھا
جب قافلہ چلا تھا میرے سرشک تر کا — وہ چاہِ کاروان تھا اُنکا جو نقش پا تھا

عیسیٰ سے بھی نہ اچھا مین اے وقار ہوتا
یہ درد دل کا میرے وہ درد لا دوا تھا

اکڑنا دیکھکر سروِ سہی کا — قد آیا یاد بوٹا سا کسی کا
سبب پوچھین نہ آپ افسردگی کا — مری جان دل ہی تو ہے آدمی کا
گہے غم کا ہے عالم گہ خوشی کا — رہے پھر حال کیا یکسان کسی کا
جگر سیماب کا ہو پارہ پارہ — جو دیکھے حال دل کی بیکلی کا
جہان مین بعد قیس اے رشک لیلی — مرے دم تک ہے چرچا عاشقی کا
غنیمت ہے بہم جب تک ہے صحبت — بھروسا اے صنم کیا زندگی کا
جواب خط وہان سے خاک آئے — قلم ہو جس جگہ سر ایلچی کا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل زار
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا

خم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل اے ساقی
میکشی مین نہ کسی بات کا کچھ ہوش رہا

آبدیدہ مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

اکثر آیا ترے کشتہ کے جلانے کو مسیح
لفظ قم منھ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہی جو کہے اسکو فلک
دل مین کسدن نہ سر صبح بناگوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سُنی
ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

واسطی سنکے ترے نالۂ موزوں شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

۱۵

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لے کے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آکے کب اُسنے جلا دیا
کس روز بوسۂ لب معجز نما دیا

آنکھون کا کچھ قصور نہ دلکی ہی کچھ خطا
قسمت نے دام عشق مین ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر
دلکی تڑپ نے خواب سے مجکو جگا دیا

سودائے عشق سے کبھی آیا جو ہوش ہمین
بک بک کے ناصحون نے مرا سر پھرا دیا

مدت سے خط کا یار نے لکھا نہین جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اُسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہون مردمک چشم کیطرح
آنکھون کے عشق نے مجھے انسان بنا دیا

کیا سو رہے تھے چین سے کنج لحد مین ہم
خواب عدم سے کس نے آکے جگا دیا

فرہاد بے ستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی مین یار کی بستر لگا دیا

آہون سے میرے کانپ گئے ہفت آسمان
نالون نے میرے عرش برین کو ہلا دیا

فریادیون کی لینے لگے وہ جو عرضیان
قاصد نے میرے خط کو بھی اُنمین ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کس نے یار کو لاکر دکھا دیا

لکھے تو سیدھے دل سے نامہ پہ نامہ لیکن
قاصد پھرا وہانسے لیکر جواب اُلٹا

تم ہمسے منھ چھپاؤ آئینہ کو دکھاؤ
سیکھا حضور نے ہے کس سے حجاب اُلٹا

گیسو کی لٹ اُلٹکر لپٹا تھا اُنسے اکدن
ہر رات دیکھتا ہون جیسے مین خواب اُلٹا

بے یار بزم مین جب آیا وقار آگے
شیشہ کو ہم نے توڑا جام شراب اُلٹا

جسکو اجل نے بھانپا وہ تیرے گھر ہے آتا
جاتا نہین ہے گھر کو دنیا سے پر ہے جاتا

آج آئے گا بغل مین میرے وہ شوخ مہوش
پہلو مین کل سے دل ہے بے طرح پھڑپھڑاتا

مانند شمعِ روشن ہوتا ہے خار ماہی
جس شب وہ ماہ طلعت دریا مین ہے نہاتا

شبنم کی طرح روکر گلزار عاشقی مین
ہر صبح و شام بلبل اُس گل کو ہے ہنساتا

دور آسمان کا مجھسے پرکار وار اُس کو
کرتا جدا ہے گاہے اور گاہ ہے ملاتا

کھلتا ہے عاشقون کے راز درون کا پردہ
برقع مین جب وہ کافر چہرہ کو ہے چھپاتا

قدرت کا وہ خدا کی ہے اے وقار جلوہ
زندون کو مارتا ہے مردون کو ہے جلاتا

پس فنا بھی نہ اک دم مجھے قرار آیا
تڑپ تڑپ کے لحد سے سر فرار آیا

اُسے دی سینہ مین جا سر چڑھا کے آبلون نے
جو پابوس کو صحرا مین کوئی خار آیا

یہ مرتے وقت دیا داغ پر فلک نے داغ
نہ آیا نزع مین وہ اور اُس کا یار آیا

لکھا ہے خط مجھے خط غبار مین اُسنے
لفافہ کھل گیا اب دل مین کچھ غبار آیا

خدا کا شکر کہ کرنے نہ پایا کچھ شکوہ
گیا حواس مرے سامنے جو یار آیا

جو مثل شمع تری بزم مین گیا خندان
برنگ شمع وہ گھر اپنے اشکبار آیا

شرار سنگ کے مانند سنگ تربت سے
مین دل کی چوٹ سے باہر ہزار بار آیا

رہ عدم مین پتا کیا چلے کسی کا وقار

گذرا شباب قصد عبادت کا ہے کیجیے
پڑھیے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہی کہ جو سمجھے صاحب کلاہ
پھرتے ہین دربدر لیئے کاسہ سوال کا

زینت سے کام کیا انھین جو ہین بلند قد
وسمے سے آشنا نہین ابرو ہلال کا

اُس رخ پہ دور خط ہین اگر مجتمع تو ہون
ممکن نہین جگہ سے ہلے دانہ خال کا

گرتا ہون ٹھوکرات مین سر پہ اُڑا کے خاک
اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہی کیا مجکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہی کرم ذوالجلال کا

وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا

مذکور میرے عشق کا کس شہر مین نہین
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا

روشن دلون کے کام نہ آئے سیاہ بخت
روغن جلا چراغ مین کس روز ڈھال کا

وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان
کافی ہی بیٹھ رہنے کو گنبد غزال کا

ہدہد کا کام ہی نہ کبوتر کا کام ہی
وان نامہ لے کے جائیگا قاصد خیال کا

اُٹھی ہی کلک نے جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہی جام مئے پرتگال کا

کرتے ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم
کیا لال سے پسند لڑانا ہی لال کا

تیرے صریر کلک کو سُن سُن کے واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

۱۸

غیر کے پاس جو تو جا کے ذرا بیٹھ گیا
دل مرا اے بت بے مہر و وفا بیٹھ گیا

نظر مہر ہوئی یار کمان ابرو کی
کیا نشانے پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ اُدھر سے ہون جفائین یہ کوئی اُٹھتا ہی
لوح دل پہ ہی یہان نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان مین کبھی مین نے تکلف نہ کیا
بیٹھ جانے کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا

خار دوڑے پئے تعظیم بگولے کی طرح
جس جگہ تھک کے ترا آبلہ پا بیٹھ گیا

بحر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا تھا جو یہ پانی کا اُٹھا بیٹھ گیا

پُرزے کرنے کا مع خط کے دیا حکم اُسنے
داخلہ کا مرے قاصد کے جو پرچا گذرا

خضر و الیاس نے بھی ہمرہی اک روز نہ کی
وادیِ عشق سے جو گذرا وہ تنہا گذرا

توبہ گو آج ہوا کردۂ دی روزہ سے
دل پہ کیا یار کے اندیشۂ فردا گذرا

خوف تھا عشق کا آخر وہی آیا آگے
دیکھا آنکھون سے اُسے دل مین جو خطرا گذرا

قصہ کوتاہ جو دیکھے ترے گیسوے دراز
بالیقین دل مین گمان شبِ یلدا گذرا

دامنِ کوہ مین ہم روئے جو بہرِ فرہاد
قلۂ کوہ سے بھی اشک کا دریا گذرا

سر رہے یا نہ رہے بات وقار اپنی رہے
دل مین مضبوط مزاجون کے جو گذرا گذرا

مین اک آتش خو کا دیوانہ ہوا
سینہ سرتا سر پری خانہ ہوا

دیکھکر ساقی کی چشمِ مستِ ناز
گبر بے خود شیخ مستانہ ہوا

دل لگا اک رحم دل معشوق سے
شمعِ مردہ کا مین پروانہ ہوا

میرا تیرا قصۂ ناز و نیاز
وامق و عذرا کا افسانہ ہوا

اک صنم نے میرے دلمین گھر کیا
لو خدا خانہ صنم خانہ ہوا

ایک بیگانے کے اپنا کرنے مین
تھا جو اپنا وہ بھی بیگانہ ہوا

ٹکڑے ٹکڑے دل ہے بے اُسکے وقار
خانۂ آباد ویرانہ ہوا

مہ نو یار کا ناخن ہے پا کا
شفق مین رنگ ہے رنگِ حنا کا

جو بت چمکا مرا دل اُسنے تاکا
کیا پہلے ہی گھر غارت خدا کا

بسا جو گرد آلودہ رخ یار
بنین تصویر کی آنکھین ہین خاکا

عنایت خاکِ پا ہو بہرِ سرمہ
نہ دیدہ مین نہین ہون طوطیا کا

ابھی ہو سر سے پا تک آئینہ آب
دکھا دو جلوہ روے پُر صفا کا

اُڑیگی خاک لحد کیا کہ شرم عصیان سے
عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

۲۰
نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شب فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعد مردن بھی نہ کھایا جائے گا
فاتحے کے واسطے کب اُنسے آیا جائیگا

عشق مین کیا کیا نہ تو اے دل ستایا جائیگا
ہاتھ سے اِن شعلہ رویونکے جلایا جائیگا

عشق مین اُس شعلہ رو کے دل جلایا جائیگا
ایکدن سرو چراغان یہ بنایا جائے گا

نزع کے عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا
یہ سفر وہ ہی جہانسے پھر نہ آیا جائے گا

کر دیا ہی اسقدر آزار فرقت نے نقیہ
قبر تک مجھ ناتوان سے مر کے جایا جائیگا

سب ستم منظور ہین ہر روز آیا کیجیے
کس سے صدمہ بیٹھ رہنے گا؟ اُٹھایا جائے گا

قاصدو وہ شمع رو از بسکہ ہی آتش مزاج
مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائے گا

تیری بالی کی چمک نے دلمین بھڑکائی ہی آگ
شعلۂ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائے گا

شاید اُسکو رحم آجائے دل پر داغ پر
چاک کر کے سینۂ سوزان دکھایا جائیگا

گو کہ اقلیم عدم ہی منزل ہستی سے دور
گرتے پڑتے جائینگے جسطرح جایا جائیگا

دل مین رکھینگے تصور اُسکے روے صاف کا
آئنہ کی گھر مین آئینہ لگایا جائے گا

گو مین جا سکتا نہین خلوت سراے یار تک
دل مرا ساتھ اُس پری کے بنکے سایا جائیگا

لوگ دنیا سے چلے جاتے ہین حیرت ہی مجھے
عالم بالا پہ کیا میلا لگایا جائے گا

خط جو بھیجون گا مقرر وہ کرینگے چاک چاک
ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائیگا

اسلیے لکھتا نہین خط اُس بت عیار کو
قاصدونکو بھی وہان رستا بتایا جائیگا

۲۱
شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہو گا جو خط اُسکو سنایا جائے گا

نشتر حسرت رگ جانمین کھٹکتا جائے گا
ہون شہید عشق خون میرا ٹپکتا جائیگا

اتنا روا روی ہین پس و پیش ہے لگا
جائے گا کوئی آج اگر کوئی کل گیا

اُس صبح رو کو بام پہ دیکھا جو وقتِ شام
خورشید شمعِ روز سا جوبن سے ڈھل گیا

گردش مین آسیاے فلک کی جو آگیا
نادان وو دانا دانہ کے مانند دل گیا

بے فصل اشک برسے جو ابر مژہ سے آج
فصلی جو بدلی آئی تو نقشا بدل گیا

صحبت جو گرم شمع کی گلگیر سے ہوئی
پروانہ سوزِ رشک سے محفل مین جل گیا

دکھلا کے اپنے دیدۂ آہو فریب وہ
دل کو مرے چھلاوہ کے مانند چھل گیا

پکڑا جو رنگ جوشِ جنون **وقار** نے
چادر مین مُنھ لپیٹ کے مجنون نکل گیا

دوست دشمن کا زیر دست ہوا
ہاے بخت بلند پست ہوا

مژدہ اے ماہیان چرخ و زمین
اُسکا ہر موے زلف شست ہوا

سب حریفون کی ہو گئی برخاست
مجکو ایما پئے نشست ہوا

عاشقِ رخ ہے مائلِ گیسو
اہل اسلام بت پرست ہوا

میکدہ بال بال ہو جس کا
دوسرا کون مجھسا مست ہوا

نہین جڑتا ہے پھر نہین جڑتا
شیشۂ دل اگر شکست ہوا

وہ نہ توڑے گا عہد جو کہ **وقار**
عاشقِ نغمۂ الست ہوا

خانۂ دل ٹھوڑا ٹھوڑا ٹوٹ کر میدان ہوا
ملک آبادان نہ بسنے سے ترے ویران ہوا

چشم نے کوچے سے مژگان کے جو چھڑکا خونِ دل
چہرہ اپنا آج رشکِ کاغذ افشان ہوا

شبنم و گل کی ہے صحبت واقعی بے آب و رنگ
ایک اگر گریان ہو تو دوسرا خندان ہوا

مہر و مہ سے دیکھ کر شام و سحر عارض ترے
آئینہ میری طرح ششدر رہا حیران ہوا

صبح سے گریہ ہے جیسا گر ہے ویسا شام تک
سیل بردہ اشک تر کا نوح کا طوفان ہوا

اسقدر ہی دل مرا غم دوست ای ناوک فگن / ناپسند طبع ہی ہنسنا لب سوفار کا
روز رو رو کر بہاتا ہون مین دریا سیکڑون / دیدۂ تر مین ہی عالم ابر دریا بار کا
ماہ نو دیکھا جو وقت شام یہ شبہہ ہوا / نیمچہ کھنچا کسی کے ابروے خمدار کا
ہین ابھی کمسن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہین / کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گل بیخار کا
قبل ازین انکی کہان تھی خوشخرامی اسقدر / کبک نے انداز سیکھا ہی تری رفتار کا
حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا یہ حال جو مین / جسم لاغر بن گیا لقمہ دہان مار کا

۲۲ آ رہی ہی واسطی کی جان ہونٹھون پر مگر
اب تلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعث وحشت ہوا نظارۂ در یار کا / جن بنا سر پر اگر سایہ پڑا دیوار کا
سوکھ کر گلشن مین آخر کو گندہی خار کا / دیکھ لو انجام دوزخ ہی غریب آزار کا
کیون ہوا عاشق دل پر داغ زلف یار کا / جانتے ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا
روے جانان پر جو خط دیکھا ہمین آیا خیال / آئنہ کی آب سے سبزہ اُگا زنگار کا
اک بت شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہون مین / مثل قمری طوق گردن حلقہ ہی زنار کا
بچ رہیگا کون عالم مین کہ مثل کہکشان / شرق سے تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا
نبضین چھوٹین ہین گئے گم ہوش کیا کیجے علاج / رہ گئے منھ دیکھ کر عیسے ترے بیمار کا
بجا ہی یہ کہ گردش مین ہی عاشق کا بخت / کھل گیا مضمون تمھاری بندش دستار کا
کیا سیہ خانے کو اپنے روشنی کی احتیاج / ہی چراغ اسمین ہمارے دیدۂ بیدار کا
ترک ایذا کرتے ہین سرکش بھی ہو کر سر بلند / راہرو شاکی نہین خار سر دیوار کا
قتل ہونا تیرے مشتاقون کو ہی دشوار کیا / تیغ کے چلنے مین عالم ہی ترے رفتار کا
کیجیے کس منھ سے تعریف اُس دہان تنگ کی / خامشی کی ہی جگہ موقع نہین گفتار کا
جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اُسے / اب تو یہ عالم ہی تیرے عاشق رخسار کا

مجمر سا جل رہا ہے جو ہر دم درون مرا
اُڑتا سپند وار چھٹک کر ہے خون مرا

فرقت مین اُسکی رنج و تعب کی نہین کمی
ہوتا ہے روز ایک دو نالہ فزون مرا

ڈھونڈھے نہ چشم آہو مین لیلی کو پھر کبھی
مجنون جو دیکھے دشت مین جوش جنون مرا

وہ دوست ہو تو یہ بھی رہے دوست تا ابد
دشمن ازل سے گرچہ ہے گردون دون مرا

گردش ہے خار زار مین یکسر برہنہ پا
تا گل فشان ہو آبلۂ آبگون مرا

محراب ابرو اُسکی ہے مسجد کے پیش طاق
سجدے کو پانچون وقت ہوا سرنگون مرا

کب مجھسے سیدھے سادہ کا جاتا ہے مکر پیش
یکتا فن و فند مین ہے وہ ذو فنون مرا

آنگن مین پانؤن وقت سحر رکھے آکے زاغ
آمد سفر سے اُسکی ہے بولے شگون مرا

خود مضطرب ہو جو صلہ ضبط ہو قلق
ایوب اے وقار جو دیکھے سکون مرا

ہوا ہے عشق کمر مین یہ زار حال اپنا
کہ یار تک بھی پہونچتا نہین خیال اپنا

فشار گور کو سمجھون مین عین بوس و کنار
فراق مین ہو جو اُس شوخ کے وصال اپنا

مٹا جو دفتر دیوانگی سے قیس کا نام
خدا کے فضل سے چہرہ ہوا بحال اپنا

پئے جواب ہے عنقا وہان جو منھ مین زبان
تو گم یہان بھی ہے گویا لب سوال اپنا

وقار عیب کو اپنے ہنر کہے تو کہے
مین وہ نہین ہون کہون نقص کو کمال اپنا

جب لب ساغر سے اپنا وصل لب ہو جائیگا
دلنشین ساقی کے سب حسنِ طلب ہو جائیگا

زیر مُہرِ خام سے جب میرا لب ہو جائیگا
ہر گلی کوچہ مین غوغا کا سبب ہو جائیگا

نامہ بر کہتا ہے خط نکلا ہے رخ پر یار کے
بندھ گئی امید دل کی کام اب ہو جائیگا

تا بدامن پانؤن پھیلائے ہین طفلِ اشک نے
مین نہ سمجھا تھا یہ لڑکا بے ادب ہو جائیگا

دیدۂ انجم مین سرمہ کھینچتا ہے دودِ آہ
نالہ کا دنبالہ اب اُس پر غضب ہو جائیگا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو اے گلچین
عدم کو دم ہی اسی دم روانہ بلبل کا

بنے جو مردے کی صورت سمجھ گیا صیاد
چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا

کمان موج صبا ہی تو شاخ گل ہی خدنگ
چمن مین بھی نہ بچے گا نشانہ بلبل کا

فسانہ آپ کا ہی قصۂ نزاکت گل
ہمارا قصۂ غم ہی فسانہ بلبل کا

بہار آتے ہی دیکھا قفس جو ای صیاد
ترا قصور ہی کیا آب و دانہ بلبل کا

خزان نے آکے کیا کیا چمن کو ویرانہ
مقام چغد ہوا آشیانہ بلبل کا

قفس کو دور نہ رکھ خوابگاہ سے صیاد
لگا کے کان ذرا سُن فسانہ بلبل کا

بھڑک کے آتش گل نے غضب کیا گلچین
کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

جو وصف اُس گل عارض کا واسطی لکھون
صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

۲۶

بدل گیا ترے آتے ہی ڈھنگ پھولون کا
چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولون کا

صلہ مین زر تجھے ای گلفروش دیگا وہ گل
بنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا

سُنا سُنا کے مرے شعر وصف عارض مین
کیا ہی قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا

چڑھین نہ مرقد عاشق پہ گل تو کیا پروا
کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولون کا

ہوا پہ قوس قزح سے اک آ رہی ہی نظر
اُڑا ہی یہ تری خجلت سے رنگ پھولونکا

بنا کے زیور گل اُسکو بھیجئے کیونکر
کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا

سپاہ برگ خزان سے کہو فرار کرے
کہ لشکر آتا ہی اب بہر جنگ پھولون کا

ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب چاہین
سُنے نہ مرغ قفس عذر لنگ پھولون کا

دکھا رہا ہی عجب واسطی نزاکت طبع
چمک گیا نئے مضمون سے رنگ پھولونکا

۲۷

اُسنے گردن پہ پڑے قتل جو خنجر رکھا
ہمنے بھی پاؤن پہ سر جھک کے برابر رکھا

تو یہان جاتا ہے وہ جو لطف کے ساتھ
کب یہان پر غضب نہین آتا

کرتی لکنت ہے اُنکی قطعِ سخن
حرف لب تک جو سب نہین آتا

ہوش شامت سے یادِ رخ مین روز
صبح سے تا بہ شب نہین آتا

عشق بازی مین اے وقار مجھے
کبھی تو کون ڈھب نہین آتا

۸۳

گیا دل ترے پاس پرواز کرتا
رہا مین بہت اُسکو آواز کرتا

خجالت سے پیر فلک مُنھ چھپاتا
اگر تیرے ظلمون کا انداز کرتا

نہ دیکھا تبسم تمھارا وگرنہ
دمِ عیسوی اپنا دمساز کرتا

چھپا رہتا سینہ مین راز محبت
نہ افشا اگر اشک غماز کرتا

غلط ہو گئی راہ کبک دری کی
چلا اس ادا سے وہ گل ناز کرتا

اگر قتل کرتی مجھے چشم فتان
لب اُن کا مسیحا کا اعجاز کرتا

پسِ پشت آئینہ چھپ جاتی طوطی
ترے رُخ پہ سبزہ جو آغاز کرتا

وقار اس غزل کی ہے وہ صاف بندش
اگر دیکھتا میر اعزاز کرتا

۸۴

تمھارا روے منور اگر نظر آتا
تو آسمان سے مہ چاردہ اُتر آتا

خدا گواہ کہ اُٹھ بیٹھتے لحد مین ہم
کبھی جو فاتحہ پڑھنے وہ فتنہ گر آتا

جو آتا سیر گلستان کو وہ صنوبر بر
نہال خشک مین فی الحال برگ و بر آتا

نہ بند رہتے کبھی زخم کے لب فریاد
اگر وہ کاکلِ مشکین کو کھول کر آتا

جو کوہ و دشت مین ہوتا مین اشکبار کبھی
تو ابر خستہ جگر تیرہ دل بھر آتا

وہ روز ہوتا ہے شب باش گھر رقیبون کے
جو دوست میرا بھی ہوتا تو میرے گھر آتا

مین جاتا کاہیکو یون مفت اپنی جانسے وقار

فلک تک جو پہونچے مری برق آہ — ابھی خرمن ماہ جل جائیگا
جو مضطر ہی ایسا تو سینے سے دل — اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا
نہو گا کبھی نقل سے کارِ صل — تری چال کیا کبک چل جائیگا
فقط ضبطِ گریہ کا ہی یہ سبب — کہ غم میرے دل سے نکل جائیگا

۲۶ — نہ گھبرا غمِ ہجر سے واسطی — پڑا ہے اگر وقت ٹل جائے گا

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا — یوسفِ مصر دوبارہ سرِ بازار آیا
قدکشی پہ جو کسی دن وہ طرحدار آیا — سروِ آزاد گلستان سے گرفتار آیا
کچھ نہ رحمت کے سوا حاکمِ محشر سے بنی — سامنے حشر میں جسدن میں گنہگار آیا
سمجھے ہم صبحِ شبِ وصل جو نکلا خورشید — سر پہ جلادِ اجل کھینچ کے تلوار آیا
مین بھی مسجد سے چلا توبہ مری ٹوٹ گئی — ابر کہسار سے جب جانبِ گلزار آیا
سوے صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہرِ شکار — پھینک کر تیرِ نگہ آہوون کو مار آیا
سالہا سال کیا بسکہ طبیبون نے علاج — تنگ جینے سے ترے عشق کا بیمار آیا
نبھ گئی زہد مین رندی کہ ہر اک صبح کو مین — ہو کے مسجد سے سوے خانۂ خمار آیا
شیشہ گر بند دکان کرتے ہین اطفال ہین جمع — تیرا دیوانہ مگر جانبِ بازار آیا
بوسہ زن کیون نہ لبِ زخم سے بسمل ہوتے — منہ تری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا
کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار — ایک ہی داؤ مین نقدِ دل و دین ہار آیا
اُڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلی — بل پہ جسروز ترا طرۂ طرار آیا
سوزِ دل سے مرے ایسا مرا گھر جلتا ہی — بن گیا دھوپ جو سایہ پسِ دیوار آیا
کام کیا آئے جنون مین مری آتش قدمی — جل گیا پاؤن کے نیچے جو کوئی خار آیا
شوقِ دیدار نے بخشا یہ مجھے نورِ بصر — لاکھ پردون مین نظر یار کا رخسار آیا

عینک کا کام لیتے ہین پردہ سے اہل دید ہمسے جو تم نے چہرہ چھپایا تو کیا ہوا
اچھے بُرے پہ اُسکو کسی کے نہین نظر مین نے بگڑ کے حال بنایا تو کیا ہوا
چھلنی کیا نہ سینۂ پُردرد کو مرے اک آدھ تیر اُسنے لگایا تو کیا ہوا
گر روز حشر کشتۂ غفلت کو صور نے غوغا و شور کرکے جگایا تو کیا ہوا
ہم مرگئے نہ یار ترے انتظار مین تو وعدہ کرکے رات نہ آیا تو کیا ہوا
بیٹھا عدو اُبھر کے کہ برباد ہوگیا مثلِ حباب سر جو اُٹھایا تو کیا ہوا
ہونا نہونا بزم مین میرا ہے تمکو ایک آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

۸۸
ٹکڑے جو دل ہوا اُسکا رفو ہے ہنر وقار
ناصح نے چاک جیب سلایا تو کیا ہوا

طفلِ سرشک اپنا جسوقت ہے مچلتا کتنا ہی پھر سنبھالو ہرگز نہین سنبھلتا
سینہ ہے سوزِ غم سے مجمر کی طرح جلتا مثلِ سپند اُسمین اپنا ہے دل اُچھلتا
سیکھی ہے آہوون نے آنکھونسے جسکی چھل بل نظرون سے وہ چھلاوا دلکو ہے میرے چھلتا
اے ترک گر نہین ہے میرے لہو کا پیاسا کیون نیمچا تمھارا ہے دمبدم اُگلتا
اُس ماہرو کا جوبن ایسا چڑھاو پر ہے خورشید جسکے آگے آتا نظر ہے ڈھلتا
ملتے وہان حنا ہین اغیار دست و پا پر ہیہات مین یہان ہون یکدست ہاتھ ملتا
اے دل نہ چاہ کر تو اُسکے چہ ذقن کی دیکھا کبھی نہ اُسکا ڈوبا ہوا اُچھلتا
چلتا تو چال اُسکی دونون مین ایک کو ہے طاؤس باغ چلتا یا کبک کوہ چلتا
بالاے چرخ ہفتم دیکھا غبار نالہ لیکن نہ زیرلب سے دیکھا کبھی نکلتا
ڈھونڈھے چراغ لیکر گر کوئی تو نپاوے ایسا کہ جیسا دل کا میرے ہے داغ جلتا

۸۹
غیرون سے گرمجوشی کرتا وہ سیمبر ہے
مین اے وقار غم سے ہون رانگ سا پگھلتا

کی ہی رقم جو خطِ رخِ یار کی ثنا | نامہ ہمارا قطعہ ہی خطِ غبار کا
دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ | آنکھونکو اپنی ذائقہ ہی انتظار کا
چمکے ہین بعد مرگ ترے مست کے نصیب | مرقد پہ شامیانہ ہی ابرِ بہار کا
نخوت کرین نہ کوکبِ اقبال پر امیر | اپنی نظر مین جلوہ ہی برق و شرار کا
جھوٹا ہی وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے | دل تو نہ توڑیے کسی اُمیدوار کا
لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے | سنتا ہون اُنکو شوق ہوا ہی شکار کا
کیا غم کرے جو دستِ جنون چاک پیرہن | لینگے حساب حشر مین ہم تار تار کا
سرگشتہ کسطرح نہ بیابان مین رہون | مجنون ہون ایک لیلئ محمل سوار کا
مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ | پڑتا ہی تن پہ اُڑکے جو ذرہ غبار کا

۳۳۲

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی | دستِ علی سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلو لحد ہی مردہ ہی دل تیرے زار کا | عالم ہی داغ سینے مین شمعِ مزار کا
ہی بسکہ رنج ہجر کسی گلعذار کا | داغونسے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا
اشکو سنے ہی یہ حال مرے جسم زار کا | گویا کہ رشتہ ہی گہر آبدار کا
نرگس کی آنکھین ہمکو ملین باغ دہر مین | دیکھا کبھی نہ ہمنے تماشا بہار کا
روشن رہے ہمیشہ الٰہی رخِ قمر | راتونکو ہی چراغ ہمارے مزار کا
دیکھینگے اُسکو خاک مکدر ہین جنکے دل | آنکھون پر اُنکے رہتا ہی پردہ غبار کا
اہلِ جہان کرین جو ترشروئیان تو کیا | گھٹتا ہی کوئی رنگ گلِ اعتبار کا
آیا اُدھر سے دم مین اِدھر سے گذر گیا | جھونکا تھا کیا شراب نسیم بہار کا
ساقی روان ہی یون ہی اگر کشتی شراب | بیڑا ہی پار آج ہر اک بادہ خوار کا
بچے آتشِ حسد سے جو محفوظ عمر بھر | جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

دوست ہو کر تمھارا دشمن ہون
کیا غضب مہربان ٹوٹ پڑا

لشکر اشک کیا روا نہ ہو
آہ کا جب نشان ٹوٹ پڑا

رکھتے رکھتے زمین عشق پہ پاؤن
سر پہ اک آسمان ٹوٹ پڑا

رکھی تھی اک پٹاری نالون کی
آسمان کا مچان ٹوٹ پڑا

اے وقار اُسنے جب کیا مجھے قتل
سیر کو اک جہان ٹوٹ پڑا ۔

۹۳

جوش آشوب اُسکا قامت ہوگیا
فتنۂ روزِ قیامت ہوگیا

جس جگہ دیکھا ترا نقشِ قدم
حسرتِ دل کا وہ تربت ہوگیا

بوسون کی لے دے تھی مالِ حُسن پر
خطِ رُخ اُنکو غنیمت ہوگیا

بحرِ ہستی مین رہے شکلِ حباب
ہر نفس تاراج فرصت ہوگیا

تنگنائے دہر مین فرصت نہین
حلقہ مین حرفِ فراغت ہوگیا

اب خیالِ یار بھی آتا نہین
ہوش میرا خوابِ غفلت ہوگیا

اے وقار اک دشمنِ جانکا ہون دوست
رنج صورت سازِ راحت ہوگیا

۹۴

جِسم کوہِ الم کا کاہ ہوا
سچ تو یہ ہے کہ اشتباہ ہوا

جب بلند اپنا دودِ آہ ہوا
شعلۂ شوخ شمعِ ماہ ہوا

تل سے زینت چہ ذقن کی ہوئی
تھا وہ یوسف فروغ چاہ ہوا

دشتِ غربت مین خارِ غم سے مرا
جامۂ جسم راہ راہ ہوا

پی کے مئے ہم ہوسے جو خجلت ناک
عذر بھی بتر از گناہ ہوا

عشق گیسو مین اُسکے بخت اپنا
خالِ روئے شبِ سیاہ ہوا

شعر واہی پہ میرے رات وقار

جامہ زہی پہ ترے دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن پہ گریبان کسکا

کون اُس سرو چراغان کا نہین ہی عاشق
جسم داغون سے نہین سرو چراغان کسکا

مثل گل ہین جو شگفتہ دلِ مرغانِ چمن
قصد ہی آج پے سیر گلستان کس کا

نظر آتا ہی نہ مہ مین جو کلف کا دھبا
دل پہ رکھتا ہی یہ داغِ غمِ ہجران کسکا

بلبلا مین کرتی ہین نالے نہین پھولونکو خبر
کون اس گلشنِ عالم مین ہی پریشان کسکا

اپنی بک بک سے رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کس کا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کہتا ہی
کون اس خانۂ خالی مین ہی مہمان کسکا

خود گلا کاٹکے مرجاتے ہین عشاق ترے
کسکی گردن پہ یہان ہوتا ہی احسان کسکا

اسم اعظم جو کرے کندہ نگین دل پہ
خوب سمجھے کہ ہی پھر ملکِ سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی جو ضیا بخشِ جہان
ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہتے ہین کسے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اُٹھکے دیکھا تھا الٰہی رخِ خندان کسکا

دور سے مصحفِ رخسار دکھاوے کیا دخل
پاس کرتا ہی وہ غارتگر ایمان کس کا

۳۴

واسطی قبر ہی طیار تو موجود کفن
قصد ہی آج سوے گورِ غریبان کسکا

جبتک جیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

اے مہروش کہان تجھے کہ آئے نہ رات بھر
دل تا طلوعِ صبح ہمارا لگا رہا

اے چشم اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا
داماں دل مین داغ کا دھبا لگا رہا

بچکر چلا تھا اُسکی نگہ سے غزال دشت
وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ تسما لگا رہا

گلزار دہر مین صفتِ نخل بار ور
تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روزِ ازل سے مجمع احباب کے سبب
ہر روز میری قبر پہ میلا لگا رہا

لے گیا اپنی سعادت جانکر کس دن ہما
لقمۂ سگ کون سے دن استخوان میرا ہوا

آہ نے ظاہر مین ڈالے گو بدن پر آبلے
کب وہ مہرو واقفِ سوزِ نہان میرا ہوا

رشتۂ تسبیح توڑا مین نے جسدن سے وقار
ہاتھ اُس بت کے تہِ رطلِ گران میرا ہوا

۹۸

ہم سے عداوتین ہین محبت کو کیا ہوا
بے دید پھیری آنکھ مروت کو کیا ہوا

لاکھون شہید ہو گئے میدانِ عشق مین
مرتا ہون مین کہ میری شہادت کو کیا ہوا

آشوب انتظار نے آنکھین سوجائی ہین
اے یادِ قدِ یار قیامت کو کیا ہوا

آنکھین لڑائین ہمسے شب اُس بت نے بزم مین
حیران ہون کہ غیر کی غیرت کو کیا ہوا

بے یار گھر مین جی نہین لگتا ہے ایک دم
خانہ خراب عادتِ مدت کو کیا ہوا

تھا ابتدائے عشق مین دل وہم گاہ درد
ایجان غم سے حالِ نہایت کو کیا ہوا

مانا کہ خواب روز چرائے نظر وقار
شب کے مگر خیال بشارت کو کیا ہوا

۹۹

ناوکِ بیداد سینہ مین چھدا رہنے دیا
خاک و خون مین میرا بسمل لوٹتا رہنے دیا

اُسنے کب فتراک کا لگا لگا رہنے دیا
صید کرکے صیدگہ مین ہے پڑا رہنے دیا

گرچہ برقع سے سحاب آلودہ مہ وہ رُخ ہوا
کب مری چشمِ تصور نے چھپا رہنے دیا

آپنے اپنے ہنر مین یہ لگایا داغ عیب
جیب کو میری سیا پر دل پھٹا رہنے دیا

مُند گئین لوگون کی آنکھین وہ جو آئے وقتِ دفن
ایک تختہ قبر کا میری کھلا رہنے دیا

ایک شب رہنے دیا اُسنے نہ اپنے گھر مجھے
مدعی نے دل کا دل مین مدعا رہنے دیا

جو بنا لائے بھی کچھ کچھ وہ بھی صورت مٹ گئی
آئنہ نے ہمسے کب اُسکو بنا رہنے دیا

بعد مرنے کے ہماری قدر کی اُس شوخ نے
کوچہ مین چالیس دن مردہ پڑا رہنے دیا

لے گیا جان و دل و صبر و توان وہ اے وقار

روتے روتے آخر آنکھون کا منظر ہو جائیگا
اُڑکے عنقا طائر نور نظر ہو جائے گا

ہی یقین راہ مین گم نامہ بر ہو جائیگا
درج نامے مین جو مضمون کمر ہو جائیگا

آگیا گر جوش بیانی پر وہ غنچہ سا دہن
مثل گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا

یا الٰہی مجھ تلک آئے نہ واعظ کا قدم
اُسکی بک بک سے تو مجکو درد سر ہو جائیگا

یہ یقین ہوتا ہی مجکو اپنی اشک و آہ سے
برق یہ بن جائیگی وہ ابر تر ہو جائے گا

ہی ترقی پر جو یون ہی حسن روز افزون یار
روے روشن غیرت شمس و قمر ہو جائیگا

الفت رنگ طلائی مین جو مر جاؤنگا مین
گنبد مدفن یقین ہی کو وہ زر ہو جائے گا

بام پر جب سیر کو آئیگا وہ رشک قمر
ماہ کا مثل کتان ٹکڑے جگر ہو جائیگا

نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یار پر
کاتب اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا

تیغ باندھی ہی اگر قاتل کمر بل کھائے گی
دوش نازک پر گران بار سپر ہو جائیگا

یاد رخ مین زخم دل پر ہم جو چھڑکینگے نمک
مرہم کافور کا اُسمین اثر ہو جائیگا

اُسکے کوچے مین چلینگے جب تری کی راہ سے
قافلہ موجون کا اپنا ہم سفر ہو جائیگا

کسقدر نام خدا وہ تُرک ہی شیرین ادا
ہاتھ مین نیزہ جو لے گا نیشکر ہو جائے گا

غیر ممکن ہی کہ ہو فرقت مین ایذا سے نجات
درد دل ٹھہرا اگر درد جگر ہو جائے گا

آرزوے دل مطول سے نہوگی مختصر
زیست کا قصہ بھی اک دن مختصر ہو جائیگا

۳۷

ہین سبکرو واسطی راہ عدم کا خوف کیا
اول منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

کوئی تدبیر مین قصور نہ تھا
وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشم اہل جہان مین نور نہ تھا
ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہی
پاس آتے تو ہمسے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا
تیرے چہرے کا اُسمین نور نہ تھا

۱۰۳ ملک الموت بھی اگر آیا

فیض مے سے رنگ اُس گل کا گلابی ہوگیا
چہرہ اک اک ماہوش کا آفتابی ہوگیا

اسقدر ہمنے اُڑائی ہے ہوا مین تیری خاک
آسمان پر برج خاکی برج آبی ہوگیا

سوز غم کا مرثیہ مجلس مین اُسکی جب پڑھا
مجھسے بہتر دل مرا میرا جوابی ہوگیا

تیرے خاطر ہو گئی ہے پھول شبنم اے صنم
شوق لب بوسے مین ہراک گل گلابی ہوگیا

۱۰۴
سرو خجلت سے ہوئی شب شمع محفل مین وقار
نشہ مین ساقی جو گرم بے حجابی ہوگیا

صدائے پاسنی یا اور کوئی جب ادھر آیا
دلِ بیتاب بول اُٹھا کہ لیجے نامہ بر آیا

جو اُٹھا بزم سے وہ بت تو بیٹھے سر پکڑ کر ہم
گیا دل ہاتھ سے محفل مین جب وہ فتنہ گر آیا

پھرا ہے کوے قاتل سے سلامت کونسا عاشق
یہ سب کہنے کی باتین ہین ادھر آیا اُدھر آیا

جو اُبھرے گات اُس خوش قد کے پہونچا ہاتھ یارو نکا
نصیب اُس نخل کے ڈھیلے ہوے جسمین ثمر آیا

۱۰۵
حقیقت کھل گئی عشق مجازی مین وقار آخر
خدائی دیکھ لی اُسنے جسے وہ بت نظر آیا

دیکھنے پر کیون ہے میرے ہو کے برہم دیکھتا
تجکو مثلِ ماہِ نو ہے سارا عالم دیکھتا

یہ نہ دیکھا آپ نے یکبار چشم غور سے
آئنہ ہے دیدۂ حسرت سے ہردم دیکھتا

دیکھکر نرگس پہ شبنم مجھسے کہتا ہے وہ گل
چاہنے والے کی مین بھی چشم پُرنم دیکھتا

سینہ مین خاموش بیٹھا دیکھتا جس دل کو تھا
یا کہ نالہ اب اُسی دل کا ہون پیہم دیکھتا

اب ہوا کیا اُسکے بے دیکھے نہین پڑتا ہے چین
خوفِ چشم زخم سے مین خود تھا کم کم دیکھتا

دیکھکر گیسوے پریشان مو بمو دل ہوگیا
اب ہون مین جمعیت خاطر کو برہم دیکھتا

۱۰۶
آج کل جیسے خوشی وہ دیکھتا ہے غیر کی
اے وقار اپنا بھی اک دن ماتم غم دیکھتا

اے پیر مغان ہوگی نہ اک جام سے سیری
خم کیون مجھے تو مُنھ سے لگانے نہیں دیتا

برباد حباب لب جو سبزہ ہی پامال
سر ایک کو بھی چرخ اُٹھانے نہیں دیتا

۳۹
منظور نظر واسطی اُنکو تو ہی پرسش
یان دردِ گلو حال سُنانے نہیں دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا
مشتاق اگر ہون تو تری جلوہ گری کا

کیا ذکر ترے خال کی ہو جلوہ گری کا
صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا

صیاد کے دربار مین اب ہوگی رسائی
ہاتھ آیا وسیلہ مجھے بے بال و پری کا

ہر مرتبہ لاتی ہی شمیم اُس گل تر کے
کیا شکر ہو احسان نسیم سحری کا

یا جنبش مژگان نے اُٹھا کے تجھے طوفان
یا نام نہین ہی مری آنکھو مین تری کا

کیا کوئی نکل جائے ترے کوچے مین آکر
جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہگذری کا

نقش کفِ پا کا جو بچھاتا ہی نیا جال
منظور شکار اُسکو ہی کیا کبک دری کا

طولِ شبِ فرقت سے عبادت بھی ہی ساقط
آتا ہی نہین وقت نمازِ سحری کا

ناحق ترے بیمار کے ہین گرد پرستار
کیا ساتھ کوئی دیگا عدم کے سفری کا

ابرو کے تصور سے مرے دلکو ہی طاقت
جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جری کا

اورون کو مبارک رہے امید ترحم
ہمکو تو مزہ ہی تری بیدادگری کا

بیمار ہوا اُلفت مین جو اک رشک پری کا
سب کہتے ہین مجکو اسے سایہ ہی پری کا

تشبیہ رگِ گل سے جو دون مین تو بجا ہی
مضمون ہی نازک تری نازک کمری کا

۴۰
اے واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نے دیا جام مئے بے خبری کا

سائل ہی جو دریا مری آنکھونسے تری کا
گرداب نہین کاسہ ہی دریوزہ گری کا

اتنا بھی نہ کر حسنِ جوانی پہ تکبر
اے یار یہ جھونکا ہی نسیم سحری کا

دل نہ کیونکر ہو سینہ مین بیتاب
دیکھکر تیرا نور پروانہ
نالہ کب اُسکے گوش سے گذرا
عشق شمعِ خموش سے گذرا

جب سے دیکھا ہے روے یار وقار
آئینہ اپنے ہوش سے گذرا

۱۰۹

غم کے آگے سینہ مین دل ٹھونکر خم ہو گیا
لو اکھاڑے کا مرے پٹھا بھی رستم ہو گیا

بوسہ لیکر اُس لبِ شیرین کا بیدم ہو گیا
شہد جسکو جانتا تھا وہ مجھے سم ہو گیا

اُس کتابی چہرہ کا مضمون کیا خط نے غلط
سادہ روئی کا جو دفتر تھا وہ برہم ہو گیا

جاے دل پیدا ہوئی چشم بلا بین عشق مین
شیشۂ اسکندری کا ساغرِ جم ہو گیا

آج وہ اودہم مچایا میرے طفل اشک نے
یہ ہوا پانی سے پتلا ناک مین دم ہو گیا

زلف و رُخ سے اُسکے پایا زخم دل نے التیام
ل کے باہم مشک اور کافور مرہم ہو گیا

جنس سالک بیچتا بازار مین مجذوب ہے
حیف مخفی راز کا غماز محرم ہو گیا

سر ٹپکتے پیٹتے آتے ہین جو طفلِ سرشک
خانۂ دل کیا ہمارا مجلس غم ہو گیا

اُس مہِ بیمہر کے رخ پر ہے گیسواے وقار
رات غم کی بڑھ گئی دن عیش کا کم ہو گیا

۱۱۰

وہ کیا اقرار جس اقرار مین انکار ہو پیدا
وہ کیا انکار جس انکار مین اقرار ہو پیدا

مجھے ہے عشق اک کافر کی تارِ زلف پیچان کا
عجب کیا دانۂ تسبیح مین زنار ہو پیدا

ہمارا قصرِ دل بھی کم نہین جنت سے دنیا مین
نہ جسکا جستجو کو بھی در و دیوار ہو پیدا

نمو پر ہے جو نخل نالہ و شاخ فغان اپنی
مقرر گل نیا پھولے کہ برگ و بار ہو پیدا

لبِ شیرین سے اُسکے میل کیا قند مکرر کو
کہ جسکے ہر سخن مین صورتِ تکرار ہو پیدا

گلِ باغِ جنان سے تازہ و تر بے سخن وہ ہو
زمین شعر مین اک خشک بھی گر خار ہو پیدا

وقار اُسکے دہن کی یا کمر کی دید ہو

۱۱۱

نہ مثلِ رُخ وہ ظاہر ہو نہ عنقا وار ہو پیدا

مثلِ ہلالِ عید بدن گرچہ گھٹ گیا
پھولے گا بدر سا جو وہ آکر لپٹ گیا

خونِ شہیدِ ناز کی دیکھیں جو شوخیاں
مہندی کا رنگ شرم سے یکدست کٹ گیا

دل میرا لیکے پیچ میں مکرے ہے زلفِ یار
آنکھوں سے دیکھا کاٹ کے کالا اُلٹ گیا

سچ ہے کہ ہر کمال کو لازم زوال ہے
بڑھ کر ہلال بدر ہوا تھا کہ گھٹ گیا

لکھی جو سرگذشتِ شبِ غم کی یار کو
فی الحال سینہ خامہ کا یکدست پھٹ گیا

دُرِّ یتیم اشک زمین سے اُٹھے گا خاک
تھا بے پدر کہ گردِ یتیمی مین اٹ گیا

سر رشتہ دوستی کا نہ ہاتھ آیا اے وقار
اُسکا خیال غیر کی باتون مین بٹ گیا

۱۱۲

بے یار رنگِ چہرہ نہ کچھ زرد ہو گیا
سر تا بپا مین کالبدِ درد ہو گیا

آیا پسند اُسکو دلِ خاکسار آج
لو آئنہ مقابلہ مین گرد ہو گیا

گلگیر سے جو پکڑی گئی شمع بزم مین
پروانہ گرم دل تھا کہ بس سرد ہو گیا

ہے آب و تاب پر رخِ دلدار کا عرق
شبنم فروش باغِ گلِ ورد ہو گیا

لی باگ اسپ کلک کی مضمون کے صید پر
ہر چہ غزل کا عرصہ ناورد ہو گیا

رکھ آمدہ سے کام نہ آوردہ سے غرض
ہے طاق جفت زوج سے گر فرد ہو گیا

مجنون نے گرچہ آپ کو لیلی کہا وقار
الفت کے معرکہ مین مگر مرد ہو گیا

۱۱۳

کسی دل مین جو عشقِ نرگس بیمار ہو پیدا
تو رفتہ رفتہ یرقان کا اُسے آزار ہو پیدا

نقاب سُرخ سے گر وہ رخِ گلنار ہو پیدا
خلیل آسا اگر تو آگ سے گلزار ہو پیدا

ولادت بچۂ انسان کی ٹھہری نو مہینے پر
یہ طفلِ اشک اک اک پل مین سو سو بار ہو پیدا

رولائے آبداری چشم جانان کی اگر مجکو
ہر اک قطرہ مین جوش قلزم زخار ہو پیدا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے عین باران مین
نہ کیونکر وقت گریہ آہ آتشبار ہو پیدا

جو قد کو اُس کے دون تشبیہ شمشاد و صنوبر سے
ابھی سرو سہی گلشن مین شکل دار ہو پیدا

اگر وہ یوسف ثانی درِ دولت پہ آ بیٹھے
وقار اُسکی گلی مین مصر کا بازار ہو پیدا

یہان سے وہان جا کے بہتر ہو پیدا
جو زہرہ ہو کوئی تو اختر ہو پیدا

اگر پہلوِ دوست ہو جائے دشمن
نہ کیون دردِ دل مین برابر ہو پیدا

تری زلف سے مشک ریزی ہے ظاہر
عجب کیا ہے خط سے جو عنبر ہو پیدا

ابھی سُرخ خط کو کرون خون دل سے
سفید اشک کا گر کبوتر ہو پیدا

اگر وصف اُس روے رنگین کا لکھون
ہر اک لفظ رشکِ گلِ تر ہو پیدا

غضب ہے زمین پر نہ شبنم سے گل ہو
صدف مین پڑے بوند گوہر ہو پیدا

وقار اُسکی اُلفت ہوئی دلکو میرے
زمانہ مین جسکا نہ گھر در ہو پیدا

اے خدا دل کا کبھی اُس بت پہ بس ہو جائیگا
یا یونہین آخر یہ درد و غم مین بس ہو جائے گا

لی اگر کروٹ زمانہ نے تو ہو آزاد قید
حوصلہ پرواز کا مجکو قفس ہو جائے گا

اشک تر کا قافلہ جسدن چلے گا رات کو
نالۂ درد آشنا اپنا جرس ہو جائے گا

بھٹیون پر کیفیت ہے آئی ہے فصلِ بہار
محتسب اک دن گرفتار عسس ہو جائے گا

اے وقار اکدن کبھی اُس رشکِ ماہ و مہر سے
صبح صادق کی طرح وصل اک نفس ہو جائے گا

دل سے وہ صبر ضبط توان تاب لے گیا
کودا تھا گھر مین چور سب اسباب لیگیا

دینے کو اُسکے مین دلِ بیتاب لے گیا
آتشکدہ کی نذر کو سیماب لے گیا

حیران شام سے ہون سحر تک ستارہ وار
آنکھون سے کون اُڑا کے مرا خواب لیگیا

اضطراب و قرار سے ہے کیسا

شرف بتکدہ ہے حرم گاہ کا
عجب کارخانہ ہے اللہ کا

کرم مجھ پہ ہے میرے اللہ کا
کہ بندہ ہون اُس بت کی درگاہ کا

تجلی عارض سے زلفِ سیاہ
دکھاتی ہے جلوہ شبِ ماہ کا

خبر گرم ہے آج آئے گا یار
نہین معتبر حرف افواہ کا

مزہ دار اس زندگی سے ہے مرگ
جو نظارہ ہو گاہ بے گاہ کا

گرایا مجھے قوتِ ضعف نے
چلے زور کیا کوہ سے کاہ کا

نہ آیا جو شب کو وہ مہ اے وقار
ہدف ہے فلک ناوکِ آہ کا

جو یاد آیا کہ مرتا کیا نہ کرتا
کبھی نالہ کبھی ہون آہ بھرتا

بھری ہے بادِ نخوت جسکے سر مین
حباب آسا ہے وہ ہر دم اُبھرتا

جو رکھتے ہین عزیز اُس شوخ سے جان
مین اُنکی زندگانی پر ہون مرتا

ملا ہون جسکی خاکِ رہگذر مین
نہین اس راہ سے وہ اب گذرتا

خیالِ یار نے ایسا کیا چت
کہ دم بھر بھی نہین دل سے اُترتا

عجب کیا خوف دل کو عشق کا ہو
مقرر طفل ہے بیجا سے ڈرتا

وقار اُس سے جو پوچھون حال دل کا
تو دونون ہاتھ ہے کانون پہ دھرتا

یار کی دیوار مین جو ایک روزن ہو گیا
دیدۂ خور کو ملی عینک کہ روشن ہو گیا

جم گیا رنگ اس مثل کا این گلِ دیگر شگفت
میرا چہرہ اشکِ خونی سے جو گلشن ہو گیا

کِشتِ دل مین دانہاے اشک خاکستر ہوے
آتشِ غم کا زمانہ برقِ خرمن ہو گیا

تختہ در تختہ چمن اندر چمن گل کھل گئے
خونِ دیدہ سے جو افشان میرا دامن ہو گیا

کام آئی جنون مین عریانی
خار اُلجھتے جو پیرہن ہوتا

صدمۂ ہجر اور ہم اے چرخ
باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا

بو جو تیری صبا اُڑا لاتی
دل شگفتہ چمن چمن ہوتا

جھنڈی ملکر اگر وہ گل آتا
اور ہی رنگِ انجمن ہوتا

دور ہوتی دوئی جو وحدت سے
شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا

تابِ رفتار کسکو ضعف سے تھی
بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا

اُسنے ملبوس جو اُتارا تھا
کاش میرا وہی کفن ہوتا

۴۸ واسطی کیون کنوین مین گرتے ہم
گر نہ عشق چہِ ذقن ہوتا

بلا سے کیا ڈرے دل تیرے شیدا اے جفاکش کا
نہین ہی ماہی بے آب کو کچھ خوف آتش کا

مکین جب سے ہوا اسمین تصور اک پریوش کا
دلِ پر داغ پر عالم ہی ایوانِ منقش کا

بجائے مے عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نے
دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندان میکش کا

نفس کی آمد و شد سے ہی ہجر یار مین ایذا
گمان ہو کسطرح دلکو نہ آرے کی کشاکش کا

تجلیِ رُخِ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہی
کلیم اللہ پہ یان حال طاری ہوگیا غش کا

سلیمانِ ناز بردار ہی کا جسکے فخر کرتے ہین
بحمد اللہ دیوانہ ہو نہین ایسی پریوش کا

ملک مرتے ہین حورین غش ہین پریان جان دیتی ہین
عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

۴۹ مقولہ عشق مین لے واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علمِ نحو مین ہی قولِ اخفش کا

وحشت نے مجکو چرخ کا ہمسر بنا دیا
سینے مین داغ پاؤن نہین جگر بنا دیا

آہین ہزار کین نہ مسیحا کسی طرح
اُس بُت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا

احسان کاسہ گر نے کیا مجھپہ بعد مرگ
ساقی کو میری خاک سے ساغر بنا دیا

تاکہ ہو امید پر شامِ شبِ فرقت سحر
گو نہ آیا وہ مگر دن وصل کا ٹھہرا گیا

شرم کا اُس نازنین پر واقعی ہے خاتمہ
چھوتے چھوتے جو لجالو کی طرح کھلا گیا

ایک ہے مضمون اور لاکھون ہین اُسکی بندشین
ہر جگہہ ترکیب عشق اپنی نئی دکھلا گیا

خاک مین گھل گئی ہے آبرو پرائے وقار
وہ تو عالم وحشتون کا دیکھکر گھبرا گیا

دل جو مجھسے سرِ وفا رکھتا
وہ نہ ہرگز جفا روا رکھتا

قتل کرتا جو تیغِ ناز سے وہ
میرے ہی سر پہ خون بہا رکھتا

سینہ سے تا بلب ہین آہ کے زخم
ایک ہوتا تو مین دوا رکھتا

مجکو بوسہ وہ اپنے گھر دیتا
آگے مہمان کے غذا رکھتا

زیست دم بھر نہوتی مثلِ حباب
آبرو کی جو سر ہوا رکھتا

گر نہ آتا وہ ماہرو ہر شب
حشر ہر روز مین بپا رکھتا

غیریت کو جو غیر جانتا وہ
آشنائی کو آشنا رکھتا

کعبہ ڈھاتا ہے جو بت کافر
کیا وہ دل کی مرے بنا رکھتا

جو نہ آتا وہ شوخ ہجر کی شب
مجکو زندہ مرا خدا رکھتا

بوسۂ رخ سے اُسنے پھیرا مُنھ
پھر امید اے وقار کیا رکھتا

اُس پری کی انجمن سے کون دیوانہ گیا
سچ ہے بزم شمع سے زندہ نہ پروانہ گیا

تھا یہی قول و قسم اے ساقی پیماں شکن
غیر کے دینے کو ہمسے لے کے پیمانہ گیا

نیند شب کی بھوک دن کی تیری فرقت مین گئی
صبح کا پانی گیا اور شام کا دانہ گیا

مو بمو مانند گیسو دل پریشان ہو گیا
ہاتھ سے جسوقت میرے یار کا شانہ گیا

ایک لغزش مین یہانسے تھا وہان بے این و آن
اپنی پامردی دکھاتا تیرا مستانہ گیا

۵۱

کھا چکے ہین وہ نہ آسنے کی قسم
واسطون سے واسطی ہوتا ہی کیا

کون آئینۂ رخسار کا حیران نہ ہوا — حال کس کا غمِ گیسو مین پریشان نہ ہوا
جب ہمین شوق تماشاے گلستان نہوا — فائدہ کیا جو درِ باغ پہ دربان نہوا
شکرِ صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا — سر پڑا ے خنجرِ قاتل ترا احسان نہ ہوا
آرزو دل کی رہی دل مین ہمارے ساقی — مے میسر ہوئی جس روز کہ باران نہ ہوا
شب تاریک سے بدتر نظر آئی شبِ ماہ — میری آغوش مین جب وہ مہِ تابان نہ ہوا
ہون وہ غمگین کہ رہی مجکو خوشی سے نفرت — زعفران زار کو بھی دیکھ کے خندان نہ ہوا
ضعف سے دل مین رہا ولولۂ جوشِ جنون — کبھی ہاتھون سے مرے چاک گریبان نہ ہوا
پردۂ ابر مین خورشید کوئی چھپتا ہی — داغ سینہ کا کسی طرح سے پنہان نہ ہوا
داغ کھا کھا کے ترے رشک سے اے سروِ سہی — کونسا سروِ چمن سرو چراغان نہ ہوا
کب اعانت کے وہ طالب ہین جو ہین نااہل — کبھی محتاجِ حنا پنجۂ مرجان نہ ہوا
دیتے ہین مصحفِ عارض کا جو بوسہ وہ مجھے — گبر کہتا ہی مین افسوس مسلمان نہ ہوا
کب ہوئی شام کہ چمکے نہ مرے داغِ جگر — کب ہوئی صبح کہ مین چاک گریبان نہ ہوا
کہین کس منھ سے کہ اُس ترک کے بسمل ہین ہم — زخمِ تیغِ نگہ ناز نمایان نہ ہوا ++
ہو گئے پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رُخ — صبح پیدا ہوئی پہ مہرِ درخشان نہوا
موت ہی آئی نہ یار آیا شبِ فرقت مین — بیکسی مین کوئی احوال کا پرسان نہوا

۵۲

واسطی واہ رہی جمعیتِ خاطر پسِ مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہوا

دکھلا کے شکل خواب مین بیدار کر دیا — غافل تھا مجکو آپنے ہشیار کر دیا
غازے نے رُخ کو غیرتِ گلزار کر دیا — مسی نے لعل لب کو دھوان دھار کر دیا

ہمنے قفس کو کتنی جگہ سے کیا تھا چاک — پر دل مین پاس خاطر صیاد آگیا
قند مکرر اُنکے لبون کا لکھا جو وصف — دونا لیئے مٹھائی کا قناد آگیا
کھینچی ہے کلکِ شوق نے دل پر شبیہ یار — پیرایہ مین خیال کے بہزاد آگیا

ناخن ہے سینہ کاوی پہ تیز اندنون وقار
اپنے ہنر پہ تیشۂ فرہاد آگیا

ایسا خرام ناز کسی کا بٹھا گیا — مانند نقش پا کے نہ مجھسے اُٹھا گیا
برسا جو روبرو مرے گریہ کے آگے ابر — بے شبہہ جالا آنکھ مین اندھے کے چھا گیا
امید پر رہائی کی توڑا قفس مین دم — تھی آمدِ بہار نہ ہم سے رہا گیا
بیٹھے تھے غیر پاس مجھے دیکھکر اُٹھے — کھوئے گئے وہ ایسے کہ مین اُنکو پا گیا
مجھسے الگ الگ جو وہ خورشید رو پھرا — مین سایہ وار قدمون سے اُسکے لگا گیا
آگاہ آہِ شعلہ کشِ دل سے مین نہین — نکلا جو دود سا وہ فلک مین سما گیا

لکھتا ہے تو وقار جو مضمون ناز کے
کوئی نہ کوئی نازنین تجھ مین سما گیا

گرچہ سر پر حشر کا ہنگامہ برپا ہوگیا — پر نہ مین غافل ہوا ہشیار ایسا سو گیا
شام سے تا صبح شبنم روئی میری قبر پر — ابر بھی بیکس سمجھ کر چار آنسو رو گیا
کھو گئی جو چیز پھر افسوس اُسکا ہے عبث — جستجوے دل کرین کیون جان لین اب تو گیا
اشک کے صدقے ہوا ہے روے خاک آلود پاک — داغ بدنامی کا تھا دامن مین دھوبی دھو گیا
دیکھتے ہی چشم میگون ساقی مے نوش کی — ہو گیا کیا آرزو کو ہوش کو کیا ہو گیا
بزمِ خوبان مین جو بیٹھا رات وہ روشن جبین — چاند کا تارون مین دھوکا ہر بشر کو ہو گیا

گر کوئی نکلا بھی تو مر کر ہی نکلا اے وقار
وہ نہ آیا جیتے جی اُسکی گلی مین جو گیا

آمد آمد ہی ترے دیوانے کی صحرا سے جو ہی
در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کوے یار مین مین خاکسار
برج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خط سبز نکلا اُس رُخِ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہو گیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شب وصل ای موذن ہو خموش
کم نہین تلوار سے نعرہ تری تکبیر کا

خاک پاے یار مجکو کیمیا سے کم نہین
پھاڑ کر پھینکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند
چاہِ بابل سے یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نے کیا سارے زمانے کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین ترے یاقوت کا تکمہ نہین
جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خطِ مصحفِ رخسار یار
مین تو حافظ ہو گیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتے ہین کہتے ہین اُسکو آپ قتل
قامت پر خم مین عالم ہی خمِ شمشیر کا

چھپکے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہی وہ ترک
بے نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

اے پری رو تیرا دیوانہ ہی کیا آتش قدم
قید مین بریان ہی ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اُس گل رخسار کا بلبل ہون ای بہزاد مین
رنگ گل چاہیے کھنچنا مری تصویر کا

ہی تصور دل مین اُس چہرے کا جب سے واسطی
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا

۵۴

نور سے بے سایہ جسکا جسمِ عالی ہو گیا
آپ وہ اپنا گواہ بے مثالی ہو گا

ہون وہ میکش نکہتِ گل سے ہوا مستِ شراب
کل مجھے جام شراب پرتکالی ہو گیا

آگیا ابروے جانان کا جو لکھنے مین خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہو گیا

ہون وہ گریان آنسوؤن کا مینہ کبھی تھمتا نہین
آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہو گیا

خون کے چھینٹے لٹنے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کا رومال شالی ہو گیا

پھاڑ کھایا گھر نے میرے مجکو ہجر یار مین
صورتِ شیر نیستان شیرقالی ہو گیا

فتح ہوا قلعۂ قلبِ عدو
آیا جو کوچے مین ترے زندہ دل
منزلِ دنیا مین مسافر جو شام
قبر سے عاشق کی جو گذرا کوئی

آج مجھے نالہ خبر کر گیا
عاقبت کار وہ مر کر گیا
آکے رہا صبح سفر کر گیا
مثلِ صبا خاک بسر کر گیا

مجکو دکھاتا ہے وہ صحرا وقار
قیس کو جو شہر بدر کر گیا

معشوق تم ہو لازم ہے خواب ناز کرنا
پاس ادب کا کشتہ ہوگا مرا تڑپنا
واجب ہوئی ہے طاعت یہ شرع دوستی مین
مدت سے ہیں مرے زیرِ مُہرِ سکوت لب ہین
وہ ابروِ خمیدہ کعبہ ہے عاشقون کا
پروانہ روشنی کا ہاتھ آئے ایک اے دل

مثلِ گیاہ چشمہ مژگان نہ باز کرنا
ہنگام ذبح ڈر سے تم احترازِ کرنا
یعنی جبین کو صرفِ خاک نیاز کرنا
اے نالہ تو نہ ہرگز افشاے راز کرنا
ٹھہرا ہے فرض اُسکے نیچے نماز کرنا
مانند شمع تن کو صرف گداز کرنا

گو بال باندھے آفت آئے وقار سر پر
اکبار اور عشق زلفِ دراز کرنا

ہوا ہی عشق ایک سیمتن کا نہین ہی ہوش اپنے تن بدن کا
بہار پر ہی گمان دُلہن کا چمن پہ عالم ہی اک پھبن کا
جو گل کے ہوتے یہ چشم و ابرو تو رُخ سے رہتا نہ فرق کمو
جہان ہو معشوق جلوہ آرا وہان ہی پہونچے ہی عاشق اُسکا
جفت تیغ کھینچی ہی تونے قاتل تو پھر دھڑکتا ہی کس لیے دل
کوئی ہی مانند شمع گریان کوئی ہی پروانہ وار سوزان
ہوا ہون عاشق جو اک حسین کا نہوش دنیا کا ہی نہ دین کا

جو تار چھوڑا ہو پیرہن کا تو ڈور ایا رب ہو وہ کفن کا
کہین ہی نقشہ جا سمن کا کُھلا ہی تختہ کہین ترن کا
جو ہوتی ریحان مین ایسی خوشبو تو ہوتا غنچہ یہ شک دہن کا
نہ آئے محفل مین بلبل اصلا نہ غم پروانہ ہو چمن کا
نہ تجھسے مٹی کا مین ہون سائل نہ تجھسے طالب ہون مین کفن کا
نہین ہو بیان تم جو اہم مرجان عجب ہی احوال انجمن کا
نہ آسمان کا ہون زمین کا ہوا ہون بندہ غم و محن کا

۵۶

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین وہ اگر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ پھر آئے گا
چھاؤنی دلکو یقین ہی یہ وہین چھائیگا

دشت غربت مین اگر کوئی نہین ہی ہمدم
دست ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسویا شب فرقت مین کبھی جینے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پانون نہ پھیلائیگا

قتل بیجرم کا اپنے نہین کچھ خوف تجھے
ہان یہ ڈر ہی کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا بحر سخن سے نہین طفل ابھی
تہ کو پہونچے گا تو بالا مجھے بتلائے گا

وعدہ ساقی نے کیا ہی تو پلائے گا شراب
وہ مرے خون کی جھوٹے نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سے یہ ثابت ہی کہ وہ برق جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائے گا

ناصح آتا ہی اگر پاس مرے آنے دو
خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائیگا

حشر تک راہ پہ آئیگا نہ وہ شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے کہان تک کوئی دوڑائیگا

جبدای پیر و جوان چاہیے تمکو لئے رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملیگا مجھے پانی لب نہر
ہر حباب لب جو آنکھ چرا جائے گا

دلکو رہتی ہی حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کف افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طائر رنگ حنا ہاتھ سے اُڑ جائیگا

۵۷

واسطی یار سے پوچھو دم رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیرے پھندے سے نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتے ہو کہ مین قصد سفر رکھتا ہون
کوچ ہو جائے گا دنیا سے کسیدن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھ ہے میرا تیرا
بے مرے تیرا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

حال بد سنکر ہمارا اے وقار
جس سے تھی صاحب سلامت ہو گیا

بتون کا عشق ہے مذہب ہمارا
مدامی شرب مے مشرب ہمارا

ہوا ہے روز وصلت کا شب ہجر
مقرر ہے زحل کوکب ہمارا

خیال عارض و گیسو مین اُنکے
بُرا ہے حال روز و شب ہمارا

نہ لیتی نام شیرین کو ہکن کا
اگر وہ دیکھتی کرتب ہمارا

وقار اُسنے نہ دی گالی کسی شب
نہ نکلا ایک دن مطلب ہمارا

کرے گی بیکسی ماتم ہمارا
ہمین کھا جائے گا یہ غم ہمارا

خیالِ زلفِ پیچان مین سراسر
رہا دل درہم و برہم ہمارا

تماشا گاہ عالم کے ہوے ہم
تماشا گاہ ہے عالم ہمارا

ہمارا زور کچھ تمپر نہین ہے
ترا غم جب سے ہے ہمدم ہمارا

بنے ہر موے مژگان موج طوفان
ہوا دیدہ اگر پُر نم ہمارا

جو پڑ جائے لب تر تو وہ بولے
ملا ہے خاک مین زمزم ہمارا

وقار اک ابروِ خوش خم کا ہے غم
ہوا زخمی دل خرم ہمارا

موے مژگان پہ اشک مست رہا
تھا عنب زیب دار بست رہا

لب رہا میرا جام کے لب پر
میرا دستِ سبو پہ دست رہا

مین ہون عاشق نبود و بود ہے ایک
دہن یار نیست و ہست رہا

ہے در دل پہ کعبہ کی زنجیر
زلف کا فر کا بند و بست رہا

کیون پرستش کا ہو وہ خواہشمند
جو صنم آپ خود پرست رہا

اپنے سایہ مین جو دیتا وہ پری مجکو جگہ
سایہ پڑتا میرا جسپر وہ سلیمان ہوتا

۵۹
قامت یار کا مضمون جو کوئی بندھ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شبِ وصل ہمارا نکلا
شام اِدھر آئی اُدھر صبح کا تارا نکلا

پانون پاپوش سے جسوقت تمھارا نکلا
برج جوزا سے مین سمجھا کہ ستارا نکلا

نام قاتل جو زمانے مین تمھارا نکلا
کشتہ ہونے کے لیے چاہ سے پیارا نکلا

کسی منصف نے جو میزانِ نظر مین تولا
حسن یوسف سے بھی وہ چند تمھارا نکلا

قلزم حسن سے باہر نہ شناور نکلے
جسکو سمجھے تھے کنارہ وہی دھارا نکلا

آبرو ابروے جانا لینے رہے یا نہ رہے
ماہ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا

امتحان خوب حسینون نے کیا کس دیکھا
قلب ہرگز نہ زرِ داغ ہمارا نکلا

سمجھے سب اہلِ نظر رجعتِ خورشید ہوے
گھر مین جا کر جو وہ محبوب دوبارا نکلا

قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا
نجد سے ناقۂ لیلے جو قضارا نکلا

مل گیا یار کی مٹھی مین ہمین دل کا پتا
چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا

صاف سمجھے کہ یہی شعلۂ خون کا کشتہ
سنگِ تربت سے کسی کے جو شرارا نکلا

۶۰
واسطی دوست بھی رکھتے ہین عداوت ہم سے
کسکو اپنا کہین کوئی نہ ہمارا نکلا

تھی سیہ بیتِ فنا شب ادھر مین ہشیار تھا
صبح تھی خواب عدم مین جب بھی مین بیدار تھا

نوبت سے دیر جبتک مطلع انوار تھا
صورتِ چشم تماشا حلقۂ زنار تھا

سوزن جراح سینے سے چرالی کیونکہ آنکھ
دامن محشر ہمارا زخم دامن دار تھا

نافۂ آہو تھے داغ لالہ جبتک تھی بہار
جوشِ نکہت سے گلستان خطۂ تاتار تھا

کس مہ عارض سے تھی شبکو مکانین چاندنی
کوکبِ رخشان نظر مین رخنۂ دیوار تھا

اہل نظر کے روبرو چھپتا ہے اے وقار
چہرہ کو اُنکے ڈھانک کے رکھے اگر نقاب

سوز سے ساز کیا چاہیئے اب
نے سے آواز کیا چاہیئے اب

کھا کے تیرِ نگہ ناز اُسکو
قدر انداز کیا چاہیئے اب

جسمین جی جسم مین آئے اے جان
ہان وہ اعجاز کیا چاہیئے اب

دل مین آتا ہے ترے غم کو بار
محرمِ راز کیا چاہیئے اب

کان تک اُسکے تو پہونچے یکبار
ایسی آواز کیا چاہیئے اب

حُسن کا وصف ترے صورتِ خط
خامہ پرواز کیا چاہیئے اب

روغنِ قاز ملے وصفِ نازہ
تازہ پرداز کیا چاہیئے اب

تا ہو طائرِ جان صید کہین
چشمِ دل باز کیا چاہیئے اب

طائرِ فکر کو سُستی سے وقار
تیز پرواز کیا چاہیئے اب

رہتا ہے میرے لب پہ لبِ جام روز و شب
آتا ہے گرچہ قاضی کا اعلام روز و شب

تشبیہ زلف و رُخ کی نئی ہے خیال و خواب
ہے جسکی یاد ہر سحر و شام روز و شب

دن بھر ہے سر کا پیٹنا سینہ زنی ہے رات
لیتا ہون دونون ہاتھ سے دو کام روز و شب

میری نظر مین غائب و حاضر ہے ایک حال
وصفِ کمر مین ہوتے ہین الہام روز و شب

سر وصل کا ہمیشہ رہے زیر پائے ہجر
ہے یہ مراد گردشِ ایام روز و شب

گورو سیہ نگین ہے دلے ہے سفید بخت
روشن ہے مہر و مہ کی طرح نام روز و شب

گرتے ہین خالِ خطِ صنم پر وقار دل
لاتا ہے دانہ مرغ تہِ دام روز و شب

گر گرے مقتل مین بہرِ قتل وہ قاتل طلب
ہر نفس حق سے کرے جان دگر بسمل طلب

دوست دشمن وان نہ تھا کوئی دیا تھا جبکہ دل
اب شہادت پر کرین کسکی ہم اُس سے دل طلب

مہر ہو جب قہر در پردہ ستم تو ہے ستم
دیکھیے کیا ہو گیا اُسنے سرِ محفل طلب

میرے جو شیرین دہن کے تیشہ پر سر خوردہ ہے
قیس دیوانہ کی ہے وہ صاحب محمل طلب

روز و شب حرص و قناعت مین رہی جنگ و جدل
ہر طرح ہو کربلا سر پر ہوئی نازل طلب

کس طرح تنہا کہین ہم اُس سے اپنا رازِ دل
گر کبھی کرتا ہے تو غماز کے شامل طلب

چاہتا ہے منزلِ مقصود کی پرخار راہ
پاے شوق آسان طلب ہے اور دل مشکل طلب

جسنے دنیا ترک کی مطلوب عقبیٰ ہو گیا
مدعی کے مدعا سے ہے سوا حاصل طلب

چاہتا ہے گر افاقہ دردِ دنیا سے وقار
بے گمان درمان اربابِ شفا منزل طلب

کیون بن گئی ہے بلبلِ تصویر عندلیب
کیون مثلِ غنچہ رہتی ہے دلگیر عندلیب

آئی ہے فصلِ گل کی جنون خیز ابکی سال
موجِ صبا کی چاہیئے زنجیر عندلیب

خون کی بھری چھری ہے ہر اک گل کی پنکھڑی
غنچہ کا چہرہ ہے دمِ تکبیر عندلیب

بولون جو فصلِ گل مین چٹک کر مین غنچہ وار
ہوتی ہے غل مچا کے گلوگیر عندلیب

صیاد ہے کبھی کبھی گلچین ہے باغ مین
دیتا ورق پہ گل کے ہون تحریر عندلیب

کھینچون جو نالہ یاد مین اُس گل کی باغ مین
حیرت کی اے وقار ہو تصویر عندلیب

دیکھے جو اُس حسین کے چاہِ ذقن مین آب
یوسف سے خوبرو کے بھر آئے دہن مین آب

جو تیغِ آبدار کا تیرے شہید ہے
جاری ہے بدلے خون کے اُسکے کفن مین آب

دندان کا ایک ماہ کے ہمنے لکھا جو وصف
پروین کی روشنی کی طرح ہے سخن مین آب

روئی ہے پتے پتے پہ بلبل جو باغ مین
مانند آئنہ ہے لبالب چمن مین آب

تردامنی کا دھبہ لگا ہے حباب کو
ڈھونڈھو تو بوند بھر بھی نہین پیرہن مین آب

مرطوب تیغِ یار کی تھی آب اس قدر
ہے عین آب چشم سا زخم کہن مین آب

روئی جو شمع شام سے پروانہ کے لیے
تھا صبح اے وقار لبالب لگن مین آب

اگرچہ موج ہے نقشِ خطِ جبین حباب
ندیکھا نام سے روشن کبھی نگین حباب

بھروسا جسم مین روح رواں کا کیا ہو خاک
کہ ایک دم کی ہوا ہے فقط زمین حباب

خیال مین بھی ندیکھے گی یک مژہ کوئی خواب
ہزار عمر کرے چشم خویش بین حباب

کشادہ کاریِ دل ہے نفس نفس ورزشین
بنا ہون مین نفس تنگ واپسین حباب

جو بعد غسل تری زلف کی نہ پہونچی نمی
اسی لیے ہے بنی موج آستین حباب

اگرچہ اشک مسلسل ہے چشم کے درپے
مگر ہے موج کا کوچہ پے کمین حباب

مثال چرخ کلال آسمان چکر کھائے
کرون وقار بلند اسقدر زمین حباب

عاشقون سے یون دہن کو اُنکے ہے زیبا حجاب
چشم مردم سے ہے رکھتا جسطرح عنقا حجاب

مہر کا شب بھر رہا کوکب سے غمزے کا حجاب
شام سے اُس ماہرو نے تا سحر رکھا حجاب

دل مین اے پردہ نشین بس کر چھپانا مُنھ عبث
آئینہ تمثال ٹھہرا بیچ مین پھر کیا حجاب

چادرِ آبِ رواں مُنھ پر نہین ہے بے سبب
چشم طوفان زا سے کرتا ہے مگر دریا حجاب

دیکھنے مین میرے کچھ دھبّا نہین لگتا تمھین
چاہیئے اے جان جان صرف اپنی آنکھونکا حجاب

آئینہ سان ایک شکل اپنی نظر دونون طرف
درمیان سے اُٹھ گیا جو اے قمر سیما حجاب

غیر کی صحبت مین پردہ کو نہ دو تکلیف یار
بس تکلف برطرف ہمسے نہین اُٹھتا حجاب

ہے حسینانِ چمن مین سر جھکائے اسلیئے
کرتی ہے آنکھون سے تیری نرگس شہلا حجاب

صدقے اُسکی شرم کے سو جان سے مین اے وقار
آئینہ دیکھا تو اپنے عکس سے آیا حجاب

مجکو ہے یوز و مرگ سے بڑھکر پلنگ و خواب
ہر غیر اور وہ بت عیار و شنگ و خواب

ٹلے سر کے بل کرون گارۂ کوے یار کو
ہو گرچہ میرے پانٔون مین زنجیر لنگ و خواب

دل صورتِ ہلال سراپا بغل بنے
کھینچے جو ماہ چہر کو آغوش تنگ و خواب

غفلت ہے ساتھ گریہ کے فرقت مین تیری یار
سر پر مرے سوار ہے سیلاب گنگ و خواب

دل نے ہمارے نذر کیا ہجر یار کے
صبر و شکیب و تاب و توان عار و ننگ و خواب

زاہد کا زہد خشک ہرا ہو نہ زینہار
سر سبز تا نہ آنکھو نمین ہو کیف بنگ و خواب

تھا مرگ و سنگ بخت مین فرہاد کے وقار
کس طرح آنکھین دیکھتین اُسکی پلنگ و خواب

نازنینون مین ہین وہ چیدہ آپ
کہ ندیدہ ہین نے شنیدہ آپ

آنکھ ہر ایک سے لگی لگنے
ہو گئے ایسے شوخ دیدہ آپ

ہونگے اس تاک جھانک کے باعث
نور دیدہ سے موے دیدہ آپ

اُسکو جب دیکھتا ہون کہتا ہون
بے طرح کے ہین کچھ ندیدہ آپ

تار نکلا نہ اس تماش کا یار
کس لیے ہمسے ہین کشیدہ آپ

مُنھ کی کھلوائے گا ہر ایک سخن
ہو گئے کیون دہن دریدہ آپ

واسطہ اُنسے گر نہین ہے وقار
کس کا لکھتے ہین پھر قصیدہ آپ

باہر رہا جو گھر سے وہ دلبر تمام رات
ڈھونڈھا مثالِ مہ اُسے گھر گھر تمام رات

اس حال ہے اندھیری گلی تیری یاد رکھ
پھرتے شہید ناز ہین بے سر تمام رات

کیا دور کی وہ کہتے ہین دیکھا ہے شمع کو
پروانہ کے جلاتی رہی پر تمام رات

کب ہے یہ سرد مہری دلدار سے امید
پہلو سے میرا گرم ہو بستر تمام رات

وعدہ کا تیرے اے گلِ خندان جانہ رنگ
مانند شمع کاٹی ہے رو کر تمام رات

بھاری ہے رات عاشقِ گیسو پہ اسطرح
بیمار پر ہو جسطرح دو بھر تمام رات

دانتون کی یاد مین جو مری نیند اُچٹ گئی
چُپ کے پڑا گِنا کیا اختر تمام رات

اک حور کے لبون کا تصور رہا اے وقار
دیکھا کیا مین خواب مین کوثر تمام رات

وصف لکھتا ہون کسی موے مژہ کا ہر وقت
کیون نہون تیر حوادث کا نشانا ہر وقت

زلف مین تم جو کیا کرتے ہو شانا ہر وقت
میرے بھی سر پہ چلا کرتا ہے آرا ہر وقت

تو جو آتا نہین ہے پاس نہ آ بہتر ہے
کشش دل سے مین کھینچون ترا نقشا ہر وقت

قصد صحرا کا کرے آپ کا عاشق کیونکر
بیڑیان پائون کی ہین زلف چلیپا ہر وقت

مژہ آلودہ چمن کثرتِ طفلان سرشک
چشم تر چشمہ ہے چھڑیون کا ہے میلا ہر وقت

کیون غزل مین نہ مضامین ہون ٹھٹھرے ٹھٹھرے
پیچ دیتی ہے جو اک زلفِ چلیپا ہر وقت

پتلی آنکھون کی تری جادو کا پتلا ہین مگر
کہ فدا اُن پہ ہے ہاروتی زہرا ہر وقت

بل کی لے زلف سے افعی تو ابھی توڑے دانت
تیز دندان کیے موجود ہے شانا ہر وقت

نکہت زلفِ معنبر ہے کدھر اے ساقی
دامنِ خشک کا زاہد کو ہے دعوا ہر وقت

تیغ باآنکہ درازیِ زبان رکھتی ہے
لب پہ ہے حرفِ سکوت دم گیرا ہر وقت

دیکھکر اُس قد موزون کو گلستان مین وقار
سرو کو میری طرح رہتا ہے سکتا ہر وقت

لطف جلوت کا ہو خلوت مین خدایا ہر وقت
بند آنکھین ہون تصور رہو اُسی کا ہر وقت

ہم تو ادنیٰ کو لکھا کرتے ہین اسے اعلیٰ ہر وقت
ابر سے قطرہ بنا کرتا ہے دریا ہر وقت

نہ جیا پر نہ جیا کشتۂ شمشیر فراق
گو سرھانے رہے کہنے کو مسیحا ہر وقت

بالیقین جانتا ہون اپنی مین ڈانوان ڈولی
کسی ہنیس کا جو یاد آتا ہے چھٹکا ہر وقت

ہے رگِ حلق مین سر ڈوب غم ساقی مین
مثلِ نشترمے گلرنگ کا کانٹا ہر وقت

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہی — سنلے ای ماہ مری سحر بیانی سونا
چشم عبرت سے زمانے کا تماشا کرلے — پھر ہی ای راہرو منزل فانی سونا
مضطرب رہتا ہی دل آنکھون مین شب کٹتی ہی — جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا
نیند اُڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی — سینہ سے لگ کے ترا یوسف ثانی سونا
زرد رنگت سے کھلا ہی یہ کسیدکا نقشہ — سوزِ فرقت سے ہوا ہی یرقانی سونا
بند ہو جائینگی آنکھین مری آجائیگی موت — غیر کے ساتھ نہ ای ظلم کے بانی سونا
جاگنا ہوگا اگر موسم پیری آیا — چاہیے چین سے ہنگام جوانی سونا
سیمتن یار کی زرگر سے یہ فرمایش ہی — زیورِ گوش کو درکار ہی کانی سونا
کھینچنی میرے رخ زرد کی لازم ہی شبیہ — کہ چڑھے کاغذ تصویر پہ مانی سونا
گرمی عارض جانان سے پگھل جاتا ہی مہر — جسطرح آنچ کڑی کھاکے ہو پانی سونا

واسطی دیکھ خبردار نکر آنکھین بند
شب فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

٦٩

کس شب انھین شغل مے و مینا نہین ہوتا — کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا
کب محو تصور دل شیدا نہین ہوتا — کس دم مین ہم آغوش تمنا نہین ہوتا
یون ہونیکو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا — پر دل سے کوئی دوست کسیدکا نہین ہوتا
عریانی سے جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا — میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا
سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا — ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا
کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دم نزع — کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا
دل دیکے لیا بوسہ جانان تو عجب کیا — دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا
عاشق جو غم ہجر مین ہین موت کے خواہان — ایسون سے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا
کیا الفت دندان مین تجھے تشنگی شوق — سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

تمھارے غمزہ کر جانے پہ ہمنے ۔۔۔ تڑپ کر کی سحر او مہ لقا رات

ملون آنکھون سے قبرِ قیس و فرہاد
وقار اب مجکو ہے شوق زیارات

خط آنے پر بھی اُسنے بھیجی نہ خط کتابت ۔۔۔ قاصد پہ تا ہو ظاہر جسمین نہ کوئی بابت
دکانِ عشق کا ہون مین وہ منیب ایجان ۔۔۔ مجنون بھی پہونچا جسکی تا نوبت نیابت
دو عاشقون مین ایسا باہم نہ پیار دیکھا ۔۔۔ آنکھون کا تارا ہے وہ گو ہے بہم رقابت
تیرے مریض غم کو ہرگز شفا نہ ہوگی ۔۔۔ یون ارض سے سما تک عیسیٰ کرے طبابت
ہے مجھ مین اور اُسمین فرق آسمان زمین کا ۔۔۔ خورشید کی ولیکن ذرہ سے ہے قرابت
تمیزِ عاشقی مین کب ہے حسب نسب کی ۔۔۔ اشراف کو رذالت پاجی کو ہو نجابت

اسدم وقار مانگو رب سے دعاے وصلت
ہے آدھی رات کھلتی ہے وادرِ اجابت

نمک چھڑکے جو وہ کانِ ملاحت ۔۔۔ جراحت کو وہ ہو سنگِ جراحت
گہے چہرہ بحال و گاہ تغییر ۔۔۔ خیال زلف و رخ سے رنج و راحت
نہین ہے اول و آخر پہ موقوف ۔۔۔ کہ دل دینا ہے ہر صورت قباحت
سمجھتے یہ نہین رمز و کنایہ ۔۔۔ کلامِ عاشقان مین ہے صراحت
غبار آجائے چشمِ آئنہ مین ۔۔۔ اگر دکھلاؤ تم اپنی صباحت
مہ و خورشید کے مانند دن رات ۔۔۔ کیا کرتے ہین ہم سیر و سیاحت

دلہن کا حسن ہے پوشاک و زیور
وقار اشعار کی خوبی فصاحت

ترا چہرہ ہے بیضاے قیامت ۔۔۔ تری گرمی ہے گرماے قیامت
وہ روے آتشین ہے روز محشر ۔۔۔ سوادِ زلف شبہاے قیامت

آشیان کیسا ہی تن مین نہ جانِ عندلیب | آتشِ گل نے جلایا دودمانِ عندلیب
وصف ہو سکتا نہین ہی اُسکے روے سرخ کا | لال ہی مانند برگِ گل زبانِ عندلیب
در قفس کا کھولدے جب بھی نجائے سوے باغ | چاہیے جب صیاد کرلے امتحانِ عندلیب
کردیا برباد دونونکو خزان نے اسقدر | ہی پتا گل کا نہ گلشن مین نشانِ عندلیب
باغبان زلفِ عروسِ باغ کی لازم ہی [illegible] | شانہ بنوا لیجیے کوئی استخوانِ عندلیب
سوزِ اُلفت سے ہوا کیا اتحادِ حسن و عشق | آتشِ گل کا زبانہ ہی زبانِ عندلیب
رنگ لائی باغ مین صرصر ہماری آہ کی | گل چمن مین اُڑتے پھرتے ہین بسانِ عندلیب
جانِ تازہ آئی حسنِ یوسفِ گل دیکھکر | کم زلیخا سے نہین بختِ جوانِ عندلیب
شاخِ گلبن سے ابھی صیاد لٹکاتا قفس | صاحبِ تاثیر اگر ہوتی فغانِ عندلیب
چاہتا ہی باغبان یہ اتحادِ حسن و عشق | نکہتِ گل ہو جو نکلے تن سے جانِ عندلیب
خانۂ صیاد سے اب اُڑکے جا سکتی نہین | تھا کبھی صحنِ چمن مین آشیانِ عندلیب
ہی اگر قصدِ سفر ہم عاشقونکو ساتھ لو | یوسفِ گل کو ہی لازم کاروانِ عندلیب
حال یہ عاشق کے ہوتے مہربان معشوق گر | پونچھتا دامن سے گل اشکِ روانِ عندلیب
شاخِ گل پر آشیان رہنے بھی دے ای باغبان | کچھ نہو گا بارِ مشتِ استخوانِ عندلیب
گل نہین رکھتے جو گوشِ حق شنو پروا نہین | ساکنانِ عرش سنتے ہین فغانِ عندلیب
وصف لکھا ہی جو مین نے اُس گلِ رخسار کا | نغمہ پیرا ہی قلم مثلِ زبانِ عندلیب

۷۳ — خرمنِ گل جل کے خاکستر ہوا ای واسطی | برق تھی یا نالۂ آتش فشانِ عندلیب

طاقت آجائے جوان ہو جو پیے پیر شراب | ساقیا رکھتی ہی خاصیتِ اکسیر شراب
ہجرِ ساقی مین تنفر ہی یہ میخواری سے | خون مرا ہو جو کھنچے صورتِ شمشیر شراب
پونچھیے زہد کا باعث تو تہیدستی ہے | کیا کرین ہم نہین ملتی کسی تدبیر شراب

کشتیِ مےؔ کو نہ کسطرح کہون کشتی نوحؑ
بحر اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

۷۴

واسطی موسم گل مین ہی دو رنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ زہاد مین ہی خار شراب

اندازِ سخن خوب چلن خوب ادا خوب
جو بات تمھاری ہی وہ ہی نامِ خدا خوب

دل پیستے ہو زیر قدم مثلِ حنا خوب
پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپنے کیا خوب

آئینہ بنا یا ہی مجھے بحر جہان مین
ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب

مجکو تو محبت ہی یہ بُت جانین نجانین
آگاہ ہی احوال سے بندہ کے خدا خوب

یہ شہر حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت
ہی ایک سے اک اسمین بتِ ماہ لقا خوب

آخر یہ دیا حکم کہ اسد یہ چھوڑو
کی دردِ محبت کی طبیبون نے دوا خوب

گلشن مین تو آئے ہین مگر جی نہین لگتا
کچھ خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب

دعوی ہی ترے ابروے خمدار سے اُسکو
کسطرح مہ نو نہ ہوا انگشت نما خوب

مُنھ چاند سا دکھلاکے ہمین ہالہ بنایا
ای غیرتِ مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب

اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو
ہی نغمۂ بلبل سے بھی آوازِ درا خوب

۷۵

ای واسطی اُس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمے اُٹھا اُٹھا کے ہوئین ناتوان بہت
تھوڑے بھی تیرے ظلم ہین ای آسمان بہت

سر پر ہمارے کوہ الم ہی گران بہت
ہر چند مثلِ کاہ ہین ہم ناتوان بہت

یارانِ سر فروش مین ہوتے ہین ہم سبک
ای تیغِ یار ہمسے ہنو سر گران بہت

بیوجہ بات بات مین دیتے ہو گالیان
بگڑی ہوئی ہی آپکی صاحب زبان بہت

زاہد کو اسقدر اگر انکار ہی تو ہو
ایسے مرید حضرتِ پیرِ مغان بہت

اب چند روز گنجِ قناعت ملو بیٹھیے
حرص جہان نین عمر ہوئی رایگان بہت

وقار اُس گل کو غنچہ نے جو دیکھا
تو اوصافِ دہن مین بول اُٹھا چٹ

دے کر زبان بوسہ کی جو وہ گیا اُلٹ
جادو سے کیا کسی نے دل اُسکا دیا اُلٹ

اُس رشکِ گل کے چہرہ سے گوشہ نقاب کا
مانند پوست غنچہ ذرا اے صبا اُلٹ

مجھسا نہین ہے کوئی زمانہ مین دردِ دوست
گر آ گے آئے دون الٰہی جام دوا اُلٹ

گر لکھون انقلاب طبیعت کا اپنے حال
جائے زمین شعر کی نام خندا اُلٹ

بوسے نے اُن لبون کے یہ کھٹے کئیے ہین دانت
چکھون اگر مین شہد تو جائے مزا اُلٹ

کھینچون گا جب مین نالۂ صور اہتمام کو
ورقون کی طرح جائینگے ارض و سما اُلٹ

کیا بال باندھی سر سے ٹلی ہے بلا وقار
چہرہ سے دی ہے یار نے زلفِ دوتا اُلٹ

کیسا گیا ہے ہائے یہ پانسا مرا اُلٹ
یعنے کہ آکے در سے مرے وہ گیا اُلٹ

کس کس کے بند باندھتے ہو سینہ بند کے
جائے کہین نہ دم مرا او مہ لقا اُلٹ

باتون سے تیری ایسی طبیعت مری پھری
جاتا ہے دل سے آکے زبان پر گلا اُلٹ

جب ذبح کرنے بیٹھے تو رحم آگیا اُنہین
کیا اُلٹے پانون پھیری گئی ہے قضا اُلٹ

سیدھا کبھی جو پڑ گیا نالہ مرا وقار
دیکھو گے تم کہ خانۂ دشمن دیا اُلٹ

اے خدا ہے بے اثر یا رب عبث
گر نہو کچھ فیض تو ہین سب عبث

زلف مین دل کی تلاش اندھیر ہے
جستجو ہے سایہ وقت شب عبث

ملتِ مہر آدمی مین گر نہ ہو
پھر تو اُس کافر کا ہے مذہب عبث

جو کوئی ہو آپ مطلب آشنا
اُس سے حشم حاصلِ مطلب عبث

جسکے قول و فعل ہون مطلق غلط
اُسکی ہے مہر و محبت سب عبث

غمگین ہوں نہیں ایسا مجھے نفرت ہی ہنسی سے
دیکھی نہ کبھی قہقہۂ دیوار کی صورت

ثابت تھا جو گھر میں صفتِ کوکبِ ثابت
سیارہ ہی وہ کوکبِ سیار کی صورت

یہ دل میں مرے رہ گئی حسرت کہ شبِ وصل
لپٹا نہ گلے سے ترے میں ہار کی صورت

۷۷
ای واسطی اغیار بہت چڑھتے ہیں منھ پر
دم بھر میں بگڑ جائیگی دو چار کی صورت

وہ دل کہاں کہ جسمیں ہے آرزوے دوست
اور وہ زبان کہاں کہ کرے گفتگوے دوست

کسطرح صحنِ باغ کو سمجھوں نہ کوے دوست
پھولوں کو سونگھتا ہوں تو آتی ہی بوے دوست

ہر گل میں دیکھتے ہیں بھری آرزوے دوست
سنتے ہیں ہر زبان سے ہم گفتگوے دوست

لطف و غضب ہی اُسکے نمونہ ہی ہر چمن
پھولوں میں بوے دوست ہی کانٹوں میں خوے دوست

مرغانِ خوش نوا جو چہکتے ہیں باغ میں
ہم جانتے ہیں کرتے ہیں یہ گفتگوے دوست

بختِ رسا دکھائے کبھی تو شبِ وصال
یارب ہمارے ہاتھ ہوں طوقِ گلوے دوست

رضوان دکھائے خلد تو دیکھیں نہ اک نظر
آنکھیں ہیں اپنی محو تماشاے روے دوست

راہیں ہیں دو جاؤں جاہی جدھر چل ہی ایک راہ
کعبہ مقام یار ہی بتخانہ کوے دوست

غنچے چٹک رہے ہیں نسیم سے جو باغ میں
کانوں کو آ رہی ہی صداے گلوے دوست

رضوان کی بھی طلب سے بچا تا کسی طرح
گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست

سیرِ چمن سے کیوں نہ شگفتہ ہو اپنا دل
لالے میں رنگ یار کا ہی گل میں بوے دوست

پیکانِ تیرِ یار کے سینے کو دل چلا
صادق وہ دوست ہی جو کرے آرزوے دوست

۷۸
سارے جہاں سے نہیں کچھ کام واسطی
منھ ہو نہ کیوں قبلہ نما اپنا سوے دوست

[illegible] ہیں ہم وہ سنتے نہیں ہیں کسیکی بات
کیونکر نہ دل میں دلکی رہے جی میں جی کی بات

[illegible] نے بتوں کو بنایا ہی سنگدل
دل لیکے کوئی کرتے نہیں دلبری کی بات

چمٹا لیا گلے سے تو بولا وہ اے وقار
باقی رہے نہ حسرتِ بوس و کنار آج

تیرِ نگاہِ یار سے ہے دل فگار آج
مدت کے بعد ہاتھ لگا ہے شکار آج

اک اک گھڑی ہے فرقتِ جانان مین روزِ حشر
کیونکر کٹے گا دن مرے پروردگار آج

دیکھا جو رات چاند سا منھ مین نے خواب مین
رشکِ کتان ہے جامۂ صبر و قرار آج

گلگشت کو گیا ہے وہ محبوب گلعذار
اترائی پھرتی ہے جو چمن مین بہار آج

غل پڑ گیا الٰہی کمر کو بچائیو
نکلا پہنکے پھولون کا وہ گُل جو ہار آج

اللہ ری لاغری کہ مرے جسمِ زار کو
بستر پہ ڈھونڈھتی ہے اجل بار بار آج

خون ریزیان وجود مین ذات الذنب کی ہین
آفت کرے گا سرمۂ دنبالہ دار آج

ہے یادِ زلف کی دلِ پُرداغ مین وقار
آنکھون سے دیکھی آشتیِ مور و مار آج

تیرے گیسو کا مشک تر محتاج
تیرے رخسار کا قمر محتاج

حاجتی قند ہے ترے لب کا
تیرے قد کا ہے نیشکر محتاج

تیرے پیکان تیر مژگان کا
بوند پانی کا ہے جگر محتاج

تیرے دندان کے تشنۂ انجم
ہے جبین کی تری سحر محتاج

یون ترے سرو قد کا کبک وقار
جیسے خط کا ترے خضر محتاج

میرا نالہ نہین اثر محتاج
باڑھ کا یہ نہین تبر محتاج

اسقدر شوق قتل کا تھا ہجوم
رہ گئی دید کی نظر محتاج

ہر جگہ یون مین ڈھونڈھتا ہون تجھے
جس طرح مانگے دربدر محتاج

حکم ہو تو ابھی لگا دون جھڑی
ہے اشارے کی چشمِ تر محتاج

قیس طالب ہمارا ہے نہ کہ ہم / ہو نہ رہرو کا راہبر محتاج
اُسکے دندان کی کیا لکھون تعریف / یہ جلا کا نہین گہر محتاج

یاد رکھ اے وقار یہ نکتہ
داد کا ہو نہ شعرِ تر محتاج

عشق ہے اُس زلف کا سرتاج آج / ہے رسولِ حُسن کی معراج آج
نوکِ مژگان پر نہین ہے لختِ دل / دار پر کھینچا گیا حلاج آج
ترکِ چشمِ یار کے تیور ہین اور / خرمنِ طاقت کا ہے تاراج آج
تیغِ ابرو کل پڑی دلبر مرے / تیرِ مژگان کا ہوا آماج آج
چوسے ہین اُسکے مسی آلودہ لب / ہین نے نیلم کا کیا پکھراج آج
وصل کی مرضی تھی کل اُس شوخ کی / پھر گیا وہ وقت استمزاج آج

لکھا ہے جو وصف ابرو کا وقار
شعر شعری سے نہ لے کیون باج آج

خون ٹپکتا ہے مری مژگان سے آج / ہین برستے لعل سے نیسان سے آج
زہر ہوگا خضر کو آبِ حیات / سبزۂ پشت لبِ جانان سے آج
مورچہ پے اُسنے رکھا رُخ پہ خط / روم پر فوج آئی ہندستانسے آج
بوسہ اُس روے مخطط کا لیا / ہاتھ آیا پھول خارستان سے آج
خط پشت لب کو دی اُسنے تراش / خضر اُٹھا چشمۂ حیوان سے آج
بیکسانہ موت تکنے لگ گئی / آئے ہم مقتل مین جو زندان سے آج

اے وقار اُسنے لگائے ہین جو زخم
سرنگون ہے تیغ کے احسان سے آج

اے دل ہے راہ کوچۂ گیسو کی مار پیچ / چلتا نہین ہے ایک بھی کیجیے ہزار پیچ

مین مرگیا ہون زلفِ مسلسل کے عشق مین
کھائیگا گردباد سا میرا غبار پیچ

موباف ہے مقدمۂ زلف مین خلاف
فیصل ہو کیا جوڑ الدے سررشتہ دار پیچ

مانند شانہ اُلجھون گا اک رات زلف سے
دے گرچہ لاکھ بار مجھے روزگار پیچ

وہ زلف بیری مصرعِ پیچیدہ کی طرح
دل پھانسنے کو رکھتی ہے سواے وفا پیچ

چھوٹے سے سن مین قیس دل افگار کی طرح
سوکھا ہمین لگا بڑے آزار کی طرح

یان تک مروڑا عشق نے گیسو کے اے صنم
بل آئے تارِ زیست مین زنار کی طرح

ہے جب سے دستگیر جنون کوے یار مین
پھرتا ہون ایک پانون سے پرکار کی طرح

خود رفتگی بھی ضعف کے ہاتھون نہ ٹل سکی
برسون عصاے مردمِ بیمار کی طرح

جوشِ جنون نے آتے ہی فصلِ بہار کے
پھیلاے پانون دامن کہسار کی طرح

بیٹھے جو اس گلی مین نہ مر کر بھی اُٹھے ہم
اک ڈھیر گر کے ہو گئے دیوار کی طرح

دیکھے چمن مین یار کا عارض اگر وقار
بلبل بھی گل سے ذک کی لے خار کی طرح

چلتے ہین قتل کرتے وہ تلوار کی طرح
شمشیر آبدار ہے رفتار کی طرح

چاہا جسے وہ گردشِ قسمت سے دوستو
دشمن ہوا ہے چرخ ستمگار کی طرح

وہ سر ہلا کے ہنس دیے وقتِ سوالِ وصل
اقرار مین بھی اُنکے ہے انکار کی طرح

ہم بندگانِ عشق کا مسلک نرالا ہے
کافر کی اسمین وضع نہ دیندار کی طرح

بعدِ فنا بھی ناوکِ مژگانِ یار کے
ناسور دل مین رہ گئے سوفار کی طرح

گھبرا کر اے وقار شبِ ہجر ناگہان
پہلو سے دل نکل گیا دلدار کی طرح

اُٹھا یون دل سے نالہ ناگہان صبح
کہ گویا دی موذن نے اذان صبح

۸۴ طوطی خامہ ہی جو شکرفشان ای واسطی
آج ہی منظور اسکو بلبل آمل سے بحث

آیا ہی میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج — کیسی بدلگئی ہی خزان اسنے بہار آج
جو بن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج — دریا پہ کھیلئے بط ہی کا شکار آج
کرتا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا — کھل جائیگی حقیقت ابر بہار آج
شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا — کوچے مین اسکے تازہ بنا ہی مزار آج
وہ کام کر کہ جسمین ہو گا سا تیری مغفرت — ای بندۂ خدا ہی تجھے اختیار آج
لیتے ہین دمبدم کرکے وہ عاشق کا مرغ دل — برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج
شاید کسی کے خون کا تمنے ملا ہی گیا — کیسا چمک رہا ہی تمھارا عذار آج
تم بھی تو آؤ بام پہ ای رشک ماہ و مہر — خورشید و ماہ کا ہی فلک پر مدار آج

۸۵ ہی نشہ اسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہی کب کسی کی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوے یار مین ہم بار بار آج — کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج
کل سے بھی ہی سیاہ شب انتظار آج — دیکھین کہ کیا گذرتی ہی پروردگار آج
آئیگا چھپکے قبر پہ وہ گلعذار آج — گل کردے ای نسیم چراغ مزار آج
اک بھیڑ کوے یار سے ہی میرے گھر تلک — شاید ادھر بھی آئیگا وہ شہسوار آج
ہر یاسہ تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین — بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج
شاید کسیکے دل سے آہی نکل گیا — ہر سمت پھک رہے ہین جو شہر و دیار آج
سمجھا کہ دو تین مرے اشکون نے دورگین — ذرہ بھی اسکے دلمین نہین ہی غبار آج
کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان — باقی نہین ہی انکا نشان مزار آج
یارو یہ کسنے باغ مین کی آکے سرکشی — گرگر کے گرگئے ہین سرو لب جوئبار آج

یک سرِ مو بھی نہین ہے شام غافل زلف سے
ہے بہر شکل آپ کے رخسار سے آگاہ صبح

ہو سحر سے شام روشن شام سے تیرہ سحر
شام سامانِ وصال و ہجر رشکِ ماہ صبح

زلف و روے یار ہے نیرنگ تازہ اے وقار
گاہ لیل و گہ نہار و گاہ شام و گاہ صبح

دیکھی ہے جیسے اک بتِ بے پیر کی طرح
مین لوٹتا ہون خاک پہ اکسیر کی طرح

پیری مین خم کمان کا قبضہ مین قد کے ہے
وقتِ شباب بھاگ گیا تیر کی طرح

بوسہ کہان کا خاک کی چٹکی نہ دی کبھی
ہے وہ بخیل صاحبِ اکسیر کی طرح

اپنے خدنگِ ناز کا مجھکو ہدف کرو
آؤ کڑی کمان کے تم تیر کی طرح

تھا بسکہ محوِ دیدِ رخِ دوست کا جو مین
حیرت کا پتلا ہوگیا تصویر کی طرح

روتے ہین ہم جو زلفِ مسلسل کی یاد مین
لپٹے ہین اشک پانون مین زنجیر کی طرح

بہتر ہے ہوشیاری سے غفلت مری وقار
پھرتا ہے خواب پوچھتا تعبیر کی طرح

اک رشک مہر کے ہے لیئے انتظارِ صبح
ہر موے تن ہے شام سے امیدوارِ صبح

اُن گورے گورے گالون پہ سُرخی ہے اسطرح
جیسے شفق ہو غازۂ روے بہارِ صبح

غیرت سے روے یار کے ہے پُر کلف تمام
تھا رشکِ آئنہ جو رخِ آبدارِ صبح

خط نے صفائی حُسن کی کردی ہر آئنہ
لو ابرِ نو بہار نے دھویا غبارِ صبح

زلفِ سیہ وقار سیاہی ہے شام کی
چمکا ہے اُسکے چہرۂ روشن سے کارِ صبح

اُنکے ہوے شراب سے ایسے عذار سُرخ
مانند خطِ مہر ہین برقع کے تار سُرخ

شعلہ بھڑک اُٹھا نگہ اہلِ دید کا
بیٹھا پہن کے کپڑے جو محفل مین یار سُرخ

ہر جوہری کو پارۂ یاقوت کا ہے شک
ہین عکس سے لبون کے جو دندانِ یار سُرخ

تخت تختہ خاک کا داغ جنون ہی تاج سر — دشت کا مالک ہوں مین جاگیر کی کیا احتیاج
جو پھنسا ہی زلف مین اُسکو عبث کرتے ہو صید — آپکے دیوانون کو زنجیر کی کیا احتیاج
سر پہ روشن دل نہین لیتے کبھی احسان غیر — رکھتی ہی شمعِ قمر گلگیر کی کیا احتیاج
ہون مریضِ عشق مین جاکر طبیبو سے کہو — چھوڑ دو تقدیر پہ تدبیر کی کیا احتیاج
اک نگاہِ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو — ذبح ہو جائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج
غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوے عدم — ہی ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج
کر سکے گا کیا کوئی تعریف حسنِ یار کی — مصحفِ رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

۸۸

صبح تک بیدار رہتا ہون مین شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

ہزار شکر جہان سے ہی اپنی رخصت آج — تعلقات جہان سے ملی فراغت آج
زبانِ یار پہ آئی مری شکایت آج — ہزار شکر کہ یون کھلگئی محبت آج
وہ یاد آتی ہی تا صبح تیری صحبت آج — نہ دیتے دل تو اُٹھاتے یہ کیون مصیبت آج
دکھاکے چہرہ دُر اشک سے بھرا دامن — ملی ہی ہمکو یہ دولت تری بدولت آج
پڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی — ہما کو ہاتھ لگی ہی عجیب نعمت آج
مریض عشق کی اتنی نہین خبر تمکو — زیادہ گل سے بھی ہی غیر اُسکی حالت آج
یہ خطِ سبز کو اُس رخ پہ دیکھکر سمجھے — جنابِ خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج
برنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے — جلائے کیون مجھے پروانہ سان غیرت آج
چلے جہان سے جھگڑا ہی مٹگیا سارا — کہو وہ نزع مین آجائین بہر رخصت آج
وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے — جہان مین آپکی بھی ذات ہی غنیمت آج
گذر گئی شبِ وصلت وہ گھر کو جاتے ہین — دلا ہی جان کے بچنے کی کون صورت آج
اُداس خانۂ زندان ہی جب نگہبان ہین — کہ بیجلی ہی ہمارے سوے دشت وحشت آج

ہے رنگ روزگار سفید و سیاہ و سُرخ
مانند چشمِ یار سفید و سیاہ و سُرخ

دانتون پہ مسی ملکے جو اُس بت نے کھائے پان
آئی نظر بہار سفید و سیاہ و سُرخ

پست و بلند وسط سخن کور دل سے دور
اعمی نہ دے قرار سفید و سیاہ و سُرخ

لیکر ہمارے نام کبوتر کسی کے پاس
جاتے ہین ہر نہار سفید و سیاہ و سُرخ

مین چشمِ پُر خمار کا کُشتہ ہون چاہیئے
سنگِ سرِ مزار سفید و سیاہ و سُرخ

زلفِ دوسر کا تیری نہین ایک مین بھی زہر
دیکھے اگرچہ مار سفید و سیاہ و سُرخ

دندان و زلف و رُخ کے تصور مین اے وقار
اشکون کا میرے تار سفید و سیاہ و سُرخ

نہ پھیرو ہم سے تم اے جانِ جان رُخ
کہ پھیرے مثل مژگان یک جہان رُخ

نہ ڈال ابرو مین خم اے تیرِ قامت
بُرائی ہے جو کر جائے کمان رُخ

کبودی چشم کو اُسکے جو دیکھے
کرے وہ پھر نہ سوے آسمان رُخ

نشست ماہ ہو ہالے مین جیسے
وہ یون آئینہ کے ہے درمیان رُخ

گُل خورشید ہم ہین تو ہے خورشید
نہون کیون تیری جانب ہر زمان رُخ

نکلتا جو نہ یوسف چاہ سے تو
نہ کرتا مصر کو پھر کاروان رُخ

وقار اُس بت کا قد ہے رشکِ طوبیٰ
مگر ہے غیرتِ باغِ جنان رُخ

تلخ کامِ کوہکن را عشق شور انگیز کرد
پُر غلط گویند شیرین کرد یا پرویز کرد

آن بعین گریہ با چشم دمِ آخر نمود
بادِ صرصر ہرچہ با کشتی در آب تیز کرد

نوکِ خارِ خشک ہمنیرِ سمندِ شعلہ است
پندِ بے تاثیرِ ناصح آتشِ ما تیز کرد

عاشقش گردید شیخ و سبحۂ صد دانہ داد
بہر رندان دادن تسبیح دست آویز کرد

ترکِ عشقش باعثِ آزارِ من شد اے وقار

ورنہ صحت آشنا بیمار را پرہیز کرد

لاغری بسکہ تنِ من دارد
بسرم گریۂ دشمن دارد

عشوۂ و ناز کہ میدارد دوست
این ہمہ بہرِ دل من دارد

دلِ او راست چنان سخت خمیر
غم نرمی بخود آہن دارد

ہر کرا رخصت گلچینی نیست
آن کسے بہر چہ دامن دارد

چون سر گشتم آورد ست وقار
سرِ من شکوۂ گردن دارد

عشق کی سرکار مین خدمت کا ہے انجام بد
نیک کارون کا ہے کافر نے نکالا نام بد

اُنمین سو دھڑکے ہین دلکو اور اسمین ایک ہے
نیک راتین ہجر کی ہین وصل کے ایام بد

ہین وہ شیرینی و ترشی کے مزے سے بے خبر
جو کہ کہتے ہین کہ بوسہ نیک ہے دشنام بد

پختہ مغزون کی ہو اصحبت سے پیدا تر دماغ
میرے حق مین ہو گیا میرا خیالِ خام بد

کہنہ زنجیریِ گیسو ہو بو آزاد غم
واقعی ہے تو گرفتارون کو قید دام بد

چشم حق بین سے جو دیکھے مین نے وہ رخسار و زلف
زشت ہے صبح ازل اور ہے ابد کی شام بد

خط کے آتے ہی اُڑی ہے خاک روے یار پر
واقعی آغاز بد کا ہے وقار انجام بد

کاش کرے دستِ تیغ سر پہ وہ قاتل بلند
مثل شفق موج خون ہو دم بسمل بلند

اشک کا میرے بلند اس طرح ساحل سے موج
بحر کا جیسے رہے موج سے ساحل بلند

ابروِ پُر خم سے ہے پشت مہِ نو کی قدر
مہر کا رتبہ نہین خال سے اک تل بلند

صور کی آواز ہو پست سے بھی پست تر
آہ و فغان گر کرے عاشق بیدل بلند

وہ لیلی کی خاک آب دو چشم قیس
دستِ جنون نارسا پردۂ محمل بلند

بستۂ گیسو کا پست نالہ سراسر رہے
قیدی طرہ کا ہو شور سلاسل بلند

رمز انا الحق سے آج کھل گیا مجھپر وقار
حُسن کا ایوان ہے پست عشق کی منزل بلند

عارض سے ترے بہار مقصود — ہے خط سے بنفشہ زار مقصود
اڑ اڑ کے غبارِ عاشق آیا — کوچہ مین جو تھا مزار مقصود
کعبہ سے غزال کودتا آئے — ہو اُنکا اگر شکار مقصود
گیسو سے غرض ہے خاص کر لیل — رخسار سے ہے نہار مقصود
نرگس ہے چمن کی دیدۂ شوق — ہے آپ کا انتظار مقصود
دل کی نہ کلی شگفتہ ہوگی — گل سے نہ رکھے ہزار مقصود

داغون کا وقار سینۂ مشتاق
ہے کوہ کا لالہ زار مقصود

ہجر مین یان دیدۂ یعقوب گریان ہے سفید — وان جمال یوسفی سے چاہِ کنعان ہے سفید
ہے ہما حیران کہا ہے کسکو لیجاے کسے — استخوانِ کشتگان سے کوے جانان ہے سفید
شکلِ رخ روشن ہوئی افشانسے وہ زلفِ سیاہ — صورتِ صبحِ وطن شام غریبان ہے سفید
جو صفا باطن ہو کیون وہ پر کدورت اُسکے آئے — سینۂ بے کینہ میرا آئینہ سان ہے سفید
ہے یہ پرتو حُسن بالادست کا تیرے صنم — چہرۂ آئینہ شکل ماہتابان ہے سفید
جو چلا راہِ خدا مین آنکھ روشن ہوگئی — چشم قربانی کی روزِ عید قربان ہے سفید
بسکہ رونے پر مرے رویا کیا شام و سحر — اے صنم چشمِ سیاہِ ابر گریان ہے سفید
تیرے جلوہ سے ہوا عالم شعاع و مہر کا — چشم روشن ہوگئی ہر موے مژگان ہے سفید

شہر مین زلفِ سیہ پڑی ہے کبتک اے وقار
بخت روشن ہے تو پھر راہِ بیابان ہے سفید

گردش ہے تری چشم کی پیمانہ کے مانند — ہر ایک جو ہشیار ہے مستانہ کے مانند

۹۴

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

کب مثلِ لعل یار ہے لعلِ نداب سُرخ — پرتو سے جسکے آب ہی مثلِ شراب سُرخ
اُٹھے مزہ پلائے جو ساقی شراب سُرخ — آتش پہ پختہ ہو کے ہوے ہین کباب سُرخ
مہندی لگا کے دھوئے ہین دریا مین کسنے ہاتھ — یاقوت کا پیالہ ہی ہو کر حباب سُرخ
گلگشت کو جو یادِ رُخِ یار مین گئے — پھولونمین ہمنے پھول کیے انتخاب سُرخ
حیران ہون چہرہ ہوتا ہی پیری مین کیون سفید — ہی وقتِ صبح رنگِ رُخ آفتاب سُرخ
سمجھے شفق کو ہم چرخ پہ مستی مین دیکھکر — مینائے نیلگون مین بھری ہی شراب سُرخ
کشتہ ہون اُسکے دستِ نگارین کا ہی یقین — ہنگامِ حشر ہو مری فردِ حساب سُرخ
تاثیر دیکھنا رُخِ گلرنگ یار کی — ہی برگِ گل کیطرح سے رنگِ نقاب سُرخ
اُسکے گلے سے پان کی سرخی ہی یون عیان — ہو شیشۂ بلور مین جیسے شراب سُرخ
حاضر لہو ہی زخم شہیدانِ عشق کا — مہندی سے ہاتھ پانون کرین کیون خضاب سُرخ
باقی رہی نشانِ شہادت تہِ زمین — کردو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سُرخ
وہ گل کرے جو ترک نہانے کو چند روز — دریا مین روتے روتے ہو چشمِ حباب سُرخ
خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہی کتاب عشق — ہی فصل فصل سُرخ یہان باب باب سُرخ
رنگِ پسر خلافِ پدر ہو تو کیا عجب — دیکھو کہ مثلِ گل نہین ہوتا گلاب سُرخ

۹۵

کس گل کا وقتِ خواب تصور ہی واسطی
آنکھونکے پردے ہین مع رگہائے خواب سُرخ

شمع ایمن ہی وہ رُخ برقِ تجلی ہی وہ رُخ — قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہی وہ رُخ
مثلِ پروانہ وہان مرغِ نظر جلتے ہین — شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہی وہ رُخ
حُسن کو اُسکے پہونچتا ہی گمان کوئی حسین — مہر سے ماہ سے رتبہ مین دوبالا ہی وہ رُخ

ہر ایک باغبان کو ہے گلزار پر گھمنڈ
زیبندہ ہے حضور کو رخسار پر گھمنڈ

سودا اے خام شیخ و برہمن کا پختہ ہے
ہے اپنے اپنے سبحۂ و زنار پر گھمنڈ

کرتے ہین کوے یار پہ عاشق فغان غرور
مرغانِ خوش نوا کو ہے گلزار پر گھمنڈ

کھاے چکور ٹھوکرین انسان ہو پائمال
ہے اس چلبن کو یار کی رفتار پر گھمنڈ

پہونچا صداے نالہ کے ہمراہ جسم زار
تھا یار کو بلندیِ دیوار پر گھمنڈ

خالق نے قسمین کھائی ہین لیل و نہار کی
زیبا ہے اُنکو کاکل و رخسار پر گھمنڈ

اُنکے خرامِ ناز کا دیکھا نہین چلبن
بیجا نہین ہے کبک کا رفتار پر گھمنڈ

دیوار جو شکستہ ہو اُسکا بھروسا کیا
کیجیے نہ آپ کاکلِ خمدار پر گھمنڈ

نامِ ہنر ہے عیب **وقار** اس زمانہ مین
نادان ہین جو کرتے ہین اشعار پر گھمنڈ

جما ہے حُسن کا عشق اسطرح گیسو کمندون پر
کہ جیسے قید بندِ کفر ہے زنار بندون پر

قدِ طوبیٰ کے کُل اشجار پر ثابت ہے بالائی
مگر غالب نہ آئیگا وہ ان بالا بلندون پر

جسے دردِ قلق سمجھے ہو تم وہ راحتِ جان ہے
نگاہِ مہر بدتر قہر سے ہے دردمندون پر

دلِ عشاق کیا آرام پائین اُسکی زلفون مین
مثل ہے ہون قیامت سخت راہین مستمندون پر

یہ صورت والے دل لیکر نہ بوسہ دین نہ دل پھیرین
چلے عشاق کا بس خاک ایسے نادہندون پر

وقار آسان کشا مثلِ حبابِ جو دل اپنا ہے
ہمیشہ مشکلین پڑتی رہین مشکل پسندون پر

سرو ہو جاے گا سیدھا قدِ جانان دیکھکر
سر کو نیہوڑائیگی نرگس چشمِ فتان دیکھکر

لعل سُرخی سے گرا لبہاے جانان دیکھکر
آب اُتری موتیون کی سلک دندان دیکھکر

یاد حورون کی گئی دل سے جو وہ آئے نظر
گلشن جنت کو بھولا اُنکا ایوان دیکھکر

مین وہ ہون ہمزاد ڈر کر بھاگتا ہے سایہ سے
کیون گریزان وہ نہو حالِ پریشان دیکھکر

ممکن نہین کہ دیکھ سکے کوئی جھانک کر
روزن ترے مکان کا ہی اسقدر بلند

کیسا سپہر عرش معلی بھی پست ہی
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند

ظالم شب وصال ہی ہمکو نہ یون ستا
ہیدکر صدا کو نہ مرغ سحر بلند

پستی زمین گور کی منعم ہی سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند

حافظ ہی آشیانہ بلبل کا اب خدا
ہی بوستان مین آتش گلہاے تر بلند

منعم خدا ہی دامن دولت قریب ہی
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند

گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر
مفلس سے کب ہی مرتبہ اہل زر بلند

لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطی
مضمون مرے کلام مین ہی بیشتر بلند

۹۷

خجلت سے تیرے آگے ہی رنگ چمن سفید
پھولون کے چہرے ہین صفت یاسمن سفید

زندونکو ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مردونکو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید

مرتے ہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہی ابھی تو کفن سفید

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید

بیجا یہ ہمکو حسن دوروزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید

ہیرا انھین یہ کھاتے ہین جو ہین شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید

یارب تری کا کسکو یہ درپیش ہی سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید

پیری مین مجکو دی ہی یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے سوکھے بدن سفید

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ
ابر سفید ہی کہ ہمارا کفن سفید

اُس گلبدن کے رنگ بدن کا بیان ہو کیا
ہو جائے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید

پھبتی کہی یہ دیکھ کے بالونمین اُسکی مانگ
ظلمات مین روان ہی یہ نہر لبن سفید

نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغ سفید ہی یہ نہین یاسمن سفید

زلفِ پُر خم کا رات دن ہے خیال
دل رہے کیسے پیچ وتاب سے دور

چاہئیں شوخیاں حسینوں مین
قدر کیا بو جو ہو گلاب سے دور

بات دل کی وقار رکھتے ہو
دیکھو خامی رہے کباب سے دور

شبِ ہجران جو سر مارا زمین پر
نشان پڑ پڑ گئے میری جبین پر

ہوا ہے آئنہ عاشق مری جان
ترے رخسار حیرت آفرین پر

ہمارے قتل کے محضر یہ ہین مُہر
لہو کے داغ تیری آستین پر

ترے کوچے سے کی ہے خاک برباد
صبا کا زور چلتا ہے ہمین پر

نہ کاٹے گو کسی نے لب تمھارے
ولیکن نام کندہ ہے نگین پر

ہمارے تن کی ہر دم جھڑتی ہے خاک
مثالِ شیشۂ ساعت ہمین پر

محبت بھی وقار اُسکی ستم ہے
نہین ہے منحصر کچھ بغض و کین پر

اُٹھا کر جو دل اُسنے مارا زمین پر
رہا لوٹتا جیسے پارا زمین پر

ہلال اور انجم کا جلوہ دکھایا
قدم تیرے مرکب نے مارا زمین پر

سُنا ٹوٹنا شیشۂ دل کا میرے
بہا آب سا سلکِ خارا زمین پر

ستمگر ہے وہ ماہ بے مہر ایسا
فلک کو ہے گویا اُتارا زمین پر

نہ گردش سے ہر گاہ اُسکو سکون ہو
بھلا خاک ہو پھر گذارا زمین پر

ترا اس طرح عکس ہے آئنہ مین
گرے ٹوٹ کر جیسے تارا زمین پر

وقار اُسکا کوچہ مگر کہکشان ہے
ہر اک نقش پا ہے ستارا زمین پر

لبِ معجز نما اپنا دکھا کر
کیا زندہ مجھے عیسا نے آکر

بیخود ہون عشق مطلع ابرو مین اسقدر	ہندی کی ہی نہ بیت کوئی فارسی کی یاد
مرغانِ خوشنوا کی صدائین جو ہین بلند	کرتے ہین ہر سحر یہ چمن مین اُسی کی یاد
آتے نہین لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ	کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسی کی یاد
سرگشتہ مثل سایہ مین دیوانہ کیون نہون	رہتی ہی ابتو دلکو مرے اُس پری کی یاد
کاٹی تمام عمر غم ہجر یار مین	مرنے کے بعد خاک کرون زندگی کی یاد
رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا	یادش بخیر کیا کرین دلکی بدی کی یاد

100
ملتا کوئی جلیس جو اُنکا تو پوچھتے
ہوتی ہی بزمِ عیش مین کچھ واسطی کی یاد

ہم ہین یون محبس فکر زن و فرزند مین بند	جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند مین بند
ہمکو منظور کہ خط لکھکے کرین اُسکو تمام	شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند مین بند
عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحب فیض	کبھی رہتا نہین زرہشتِ خردمند مین بند
نطق شیرین پہ بہت ناز ہی طوطی کو مگر	وہ تو ہوتا ہی ترے ایک شکرخند مین بند
وصف مین اُس لب شیرین کے زبان کیا کھولون	لب ہوے جاتے ہین جوش ثمر قند مین بند
یہ صفائی یہ لطافت کہین دیکھی نہ سُنی	ہی زبان وصفِ رخ آئینۂ مانند مین بند
عقل حیران ہی کہ یہ چاہ نہ زندان ہی کوئی	کیون خوشی آکے ہوئی اس دلِ خرسند مین بند

101
واسطی دختر رز کا نہ ٹھکانا پوچھو
جلوے شیشہ یہ پری رہتی آوند مین بند

بازوے یار پر جو تھا تعویذ	وہ مری قبر کا ہوا تعویذ
اُسنے ہمکو جواب نامہ لکھا	یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ
کوئی بیمار عشق بچتا ہی	محض بے فائدہ دعا تعویذ
مہر سے بھی سوا چمکتا ہی	تیری چوٹی کا مہ لقا تعویذ

گوش مجنون ہے مرے افسانہ پر

نگاہِ یار کی ہے اندنون بیداد گردن پر
مگر رکھے ہوئے تلوار ہے جلاد گردن پر

جو ہوتی یک سرِ مو بارِ خاطر اُلفت شیرین
نہ لیتا بوجھ ہرگز کوہ کا فرہاد گردن پر

گل شاداب مین ہے پنکھڑی جو خونسے رنگین
اُسے سمجھین عنادل خنجر فولاد گردن پر

بہارِ گُل تو آنے دے کہ اپنے جی سے جائیگی
وبالِ خونِ بلبل تو نہ لے صیاد گردن پر

سر اک آدھی رگڑ مین اُڑ گیا دھڑ سے وقار اپنا
پڑی ہے تیغ قاتل کی عجب اُفتاد گردن پر

قتل کا دوست کے ہو جسکا ارادا اِل کر
ایسے دشمن سے کرے کوئی بھلا کیا اِل کر

چشمِ بیمار کے بیمار کو ہوگی نہ شفا
گر مداوا کرین لقمان و مسیحا اِل کر

راہ سے عشق و محبت کی ہے تو بھی آگاہ
ایک دن پوچھین گے ہم خضر سے تنہا اِل کر

ٹپکے ایک ایک جو آنکھونسے شبِ ہجر مین اشک
گنگا جمنا سے بہین دو ابھی دریا اِل کر

اے عزیزو نہ کہو عشق کو مصری کی ڈلی
دیکھو رسوا ہوئی یوسف سے زلیخا اِل کر

زعم یکتائی سے جو آئنہ دیکھے نہ کبھی
کس طرح بیٹھے مرے پاس وہ یکجا اِل کر

روٹھے ملتے ہین یہ معمولِ زمانہ ہے وقار
پر نئی رسم ہے اُسکی کہ وہ روٹھا اِل کر

زلفِ شبگون سے ہوا وہ رخِ انور باہر
آگیا کوچۂ ظلمت سے سکندر باہر

جسم کو سر نے کیا جھک کے سلامِ رخصت
ابھی نکلا ہی نہ تھا میان سے خنجر باہر

نہین ممکن ہے گذر یکِ نظر کا اے ترک
اتنی لاشین ہین پڑی کوچہ کے اندر باہر

خلوت و جلوت جانان کی یہ رعنائی ہے
جو کہ اندر رہے نظر وہ نہین ہیتو ر باہر

آستین دیکھی سدا تیری چڑھی اے قاتل
مثلِ مژگان کے رہا میان سے خنجرِ باہر

چشم پُر نور ہے دل شاد ہے وصلت سے ترے
بھر گیا دولتِ دنیا سے مرا گھر باہر

نبض ساقط ہو چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوے نازک کو اے قاتل نہ دے تکلیف قتل
سر فروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانب ابرو رہا کرتا ہی اُن پلکون کا رُخ
ہی تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ پس جائین دل اہل تماشہ باغ مین
کبک و طاؤس اٹھو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین پاتے ہین جب عشاق بار
نام لکھ لکھکر چلے جاتے ہین اُس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بیخوف رکھو نمین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہی سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اُڑا کر لیگئی [illegible] نکہت صبا
گر پڑے ہو چاک قفس سے جو مرے دو چار پر

ذائقہ ہی کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اُس سہی قامت کی کاکل دیکھکر حیران ہون مین
آجتک دیکھا نہین سایہ سر اشجار پر

زلف سے بڑھکر ترا خط سید دیتا ہی حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہی تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہی سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہائے چاک سے رخسار یار
کِسنے مرہم رکھدیا میرے دل افگار پر

غیر کے گھر اُسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہی بالکل افترا ہی یار پر

۱۰۴

یون گیا تنہا مجھے وہ راحت جان چھوڑ کر
جسم کو جاتی ہی جیسے روح انسان چھوڑ کر

رنج ہو کیونکر نہ مجکو کوے جانان چھوڑ کر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑ کر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوے جانان چھوڑ کر
کب کوئی زندان کو جاتا ہی گلستان چھوڑ کر

وادی وحشت نے کیا کانٹو نمین کھینچا ہی مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑ کر

تو وہ ہی سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑ کر

ابر کے پردے مین ہو خورشید خجلت سے نہان
آئین چہرے پر جو وہ زلف پریشان چھوڑ کر

وہ غنی ہون ہو گذر میرا جو قسمت گاہ مین
بوریاے فقر لون تخت سلیمان چھوڑ کر

کبھی او شعر وصفِ ساعد یار — مرے خامہ کے بھی سانچے سے ڈھل پڑ

وقار اُس بزم مین تو بھی صدف وار
دہانِ پاک سے موتی اُگل پڑ

تھی ہجر مین جس گُل کے طبیعت مری ناساز — مین ہو گیا اچھا جو وہ آنکلا خدا ساز
بیمار کا ہو پیرِ مغان اپنے معالج — دارو کدہ میخانہ ہو ساقی ہو دوا ساز
جو بات ہے پردہ کی وہ کہدیتا ہے اُس سے — رکھتا ہے مقرر دلِ خود را اے مرا ساز
ان دُھری بلاؤن سے بچے کسطرح کوئی — اُس آفتِ جان کا ہے بلا رقص بلا ساز
تھرّانے لگے گاوِ زمین گاوِ فلک بھی — اُس شوخ شکاری کی کمر مین جو بندھا ساز
گلگون و صبا نام ہے گھوڑے کا تمھارے — خوشبو سے گلِ ورد کی لائے گی صبا ساز

تھوڑا سا وقار اسمین جو ہو حُسنِ تردد
ہے آئینۂ دل کے لیئے عشق جلا ساز

سبز ہے خطِ روے یار ہنوز — ہے خزان جلوۂ بہار ہنوز
ہو گئے خاک ہم مگر اُس کے — شیشۂ دل مین ہے غبار ہنوز
وہ صنم ہے نظر مین اسپر بھی — ہے کھُلی چشمِ انتظار ہنوز
گو اُڑائے غبار خط نے خاک — حُسنِ عارض ہے آبدار ہنوز
دشت نخچیر سے ہوا خالی — یار ہے مائلِ شکار ہنوز
قول ہارا ہے وصل کا وہ شوخ — میرے دلکو نہین قرار ہنوز

سب کو چھوڑا ہے جسکے پیچھے وقار
اُس سے صحبت نہین برار ہنوز

جام سے ہے الگ شراب ہنوز — ہین جدا ماہ و آفتاب ہنوز
رُخ سے سرکا نہین نقاب ہنوز — ہے تہ ابر آفتاب ہنوز

١٠٦
دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدیِ الفتِ زلفِ بتِ پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہی برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریب رگ گردن ہوکر

روشنی کیسی شب ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہی روشن ہوکر

خوفِ جان کر جو موافق ہو زمانہ تجھسے
پھر ڈھائے گا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہی یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر

کی مرے دل نے منیا جھر کی پیدا تو کیا
ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شب وصل یہ نالون کا دھوان
رہ گیا پھر چراغ تہ دامن ہوکر

فرش گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک ہی بہت
رگ گل پانون مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ ای شاہسوار
جم رہا راہ مین نقش سُمِ توسن ہوکر

دیکھین وہ لعل مسی زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچۂ گل صورتِ سوسن ہوکر

فرقتِ یار مین پیتا ہون جو مَی ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اسدرجہ مین گریا ہون کہ دیتا ہی شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہی فقط قیس نہین تجھپہ فقیر
لیلی آتی ہی ترے کوچے مین جوگن ہوکر

١٠٧
واسطی ہمکو تو اُس دوست سے ہی چشم اُمید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

گذرون فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر
پھونک دے رنگ چمن آتش گلخن ہوکر

حال کچھ کشت تمنا کا نہ پوچھو ہم سے
برق سیلاب کی مشتاق ہی خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ تری فرقت کا
یہ وہ مشعل ہی جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہوگئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منھ سے نکلتی ہی تو شیون ہوکر

ایسا ہون ناتوان کہ مین دب کے مر رہون
تارِ نگاہِ یار جو پہونچے بدن کے پاس

گردیکھیے تو سبحہ و زنار کے سوا
کچھ پاس شیخ کے ہے نہ ہے برہمن کے پاس

دیکھی لپک کمر کی نہ چیتے کے پاس یار
دیکھی نہ تیری آنکھون کی وحشت ہرن کے پاس

پکڑا ہے شانہ بینی سے دزد اپنا اے وقار
دل ہے ہمارا زلفِ شکن در شکن کے پاس

اسطرح ہے خطِ سبز اُنکے دہن کے آس پاس
ہو حنا کی جسطرح ٹٹّی چمن کے آس پاس

ہین دلِ سوزان بلاگردان رُخِ پُر نور کے
پھرتے ہین پروانہ شمعِ انجمن کے آس پاس

حُسن کی ہے راہداری کا یہ پروانہ مگر
خوش نما ہے گرچہ خطِ اُسکے ذقن کے آس پاس

پھر جلے گا عشقِ نو سے دل مرا مثلِ چراغ
کچھ رطوبت سے ہے پھر داغِ کہن کے آس پاس

بہرِ زر جیسے گدا سلطان کے ہون گرد و پیش
بوسہ خوار اسطرح ہین اُس سیمتن کے آس پاس

اپنی نکہت مین ہے ڈوبا عقدۂ زلفِ سیاہ
اُڑتی ہے بو نافہ کی مشکِ ختن کے آس پاس

زلف و رُخ نے یار کے تلپٹ کیا عالم وقار
کفر و دین رہتا ہے شیخ و برہمن کے آس پاس

نہین ہے دلمین ہوا و ہوس کی گنجایش
ہمارے گھر مین کہان خار و خس کی گنجایش

غمون سے سینہ مین دل تنگ ہے کہان کی آہ
صدا کی کیا ہو نہو جب جرس کی گنجایش

بھرے ہین حسرت و اندوہ ہجر سینہ مین
نہین رہی ہے سر مو نفس کی گنجایش

دیارِ عشق کی ہے راہ اسقدر باریک
نہین ہے جسمین خیالِ عسس کی گنجایش

بہار آئی ہے اس زور سے وقار امسال
رہی نہ باغ مین اصلا قفس کی گنجایش

گل ترے رُخ سے ہے بہار فروش
ہاتھ سے ہے صبا نگار فروش

سرمۂ چشم چرخ ہو جو صبا
اُسکے کوچے کی ہو بہار فروش

ایسا گیا ہی خشک غم ہجر یار سے
باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر

بھیجے اگر رقیب گلوری ہی نکھائیے
لکھا ہو نقش حب نہ کوئی اُسنے پان پر

تیر شہاب تیر پہ تنہا نہین نثار
قربان کہکشان ہی تمھاری کمان پر

بلبل وہ ہون اُڑون جو قفس مین سے نکلکر
صیاد ہاتھ مار کے رہ جاے ران پر

۱۰۹
باقی ہی عشق موسم پیری مین واسطی
جاتی ہی اب بھی جان کسی نوجوان پر

اُس پریرو نے جو منت کی بڑھائی زنجیر
جوش وحشت نے یہان ہمکو پنہائی زنجیر

ہون وہ دیوانہ کہ مانگی جو دعا دولت کی
نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر

راہ وحشت مین تھکا یہ کہ ذرا ہل نہ سکا
ہوگئی مجھکو مری آبلہ پائی زنجیر

قید کرکے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم
غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر

آگیا قید مین جب گیسوے جانان کا خیال
اژدہا پاؤن کی مجھکو نظر آئی زنجیر

دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہی
غل مچانے نہین دیتی ہی دُہائی زنجیر

وہی ہشیار ہی جو غیر کا احسان نہ لے
وہی دیوانہ ہی پہنے جو پرائی زنجیر

واہ کندن سا چمکتا ہی عجب رنگ بدن
نقرئی پہنو تو ہو جاے طلائی زنجیر

گھر ہی زندان کہ نہین پانو مین جنبش باقی
ناتوانی نے مری مجھکو پنہائی زنجیر

قتل ہونیکا یہ تھا جوش جنون مین عشاق
خود بڑھے پانون اگر سامنے آئی زنجیر

ہون وہ دیوانہ گیسو جو مین گلشن مین گیا
دوڑ کر موج لب جو نے پنہائی زنجیر

۱۱۰
واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دل کی
پانون سے اُترے اگر بعد رہائی زنجیر

اُٹھا مین قید خانے سے دامن کو جھاڑ کر
زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر

آندھی چلی ہی باغ مین جب اپنی آہ کی
جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اُکھاڑ کر

برسولان بلاغ ہے مخصوص

عام سب محبوب ہین اور ساقیِ گلفام خاص   خاص قول خاص ہے یہ نیز قولِ عام خاص
عام چلتی چکیان افلاک پر ہین رات دن   پیسنے کو ہے ہمارے گردشِ ایام خاص
عارض وگیسو کو اُنکے کیون نہ ڈھونڈون روز و شب   وہ بنارس سحر ہے یہ اودھ کی شام خاص
قبر مین بھی چین کب ممکن ہے اسکے ہاتھ سے   دل ہے پہلو مین ہمارے دشمنِ آرام خاص
عشق کے اول ہے ذلت اور آخر مرگ ہے   عام یہ آغاز اسکا اور وہ انجام خاص
زلف پیچا پیچ میگون ساقیِ بدمست کی   پھانسنے کو میرے مرغِ دل کے ہے گُلدام خاص

چشم پر اُسکے جو بادامِ سیہ ہے اے وقار
جب چڑھی عینک تو ہے پھر وہ گلِ بادام خاص

ہمسے رکھتا ہے وہ صنم اخلاص   رکھتے ہین اُسکے غم سے ہم اخلاص
قد سے رکھتی ہے راستی اُلفت   اور زلفِ سیہ سے ہم اخلاص
ہے یہ زنار سبحہ سے ظاہر   رکھتے ہین کفر و دین بہم اخلاص
ورد ہر دم ہے قل ہو اللہ کا   تا بڑھے اُنکا دمبدم اخلاص
جو نہ دے بوسہ اور کہے کہ دیا   اُس سے ہوتا ہے متہم اخلاص
تیرِ مژگان سے تیر سے رکھتا ہے   مو بمو آہوِ حرم اخلاص

جانتا ہے خدا اے پاک وقار
اُنکا یہ جھوٹ سچ قسم اخلاص

غیر سے بیش ہمسے کم اخلاص   یہ بھی ہے اُنکا مغتنم اخلاص
خار کو آبلون سے ہے کاوش   اُنکو اُنسے ہے ہر قدم اخلاص
ہاے سمجھے تو سمجھے پھپلے کو   شمع و پروانہ مغتنم اخلاص
خط کو اُنکے نہو جو خونِ دل   کیا رقم سے کرے قلم اخلاص

گرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین
زبان یار سے نکلے گا جو حرف
نہ دیکھا سیر ہو کر روے قاتل

گران گذرے نہ کیون تقریر دلبر
یہان ہو جائیگا تحریر دل پر
یہ صدمہ ہی تہِ شمشیر دل پر

۱۱۲

اٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم ای یار نہ آئین کیونکر
خوف غمازی ہمسایہ مٹائین کیونکر
جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک
دل سے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہی
ہی یہ غیرت کا تقاضا اُنھین دیکھے نہ کوئی
بدگمانی یہی کہتی ہی نہو غیر کا ذکر
مبتلا ہین ترے قیدی ہین گرفتار ہین ہم
دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین
کبھی وز دیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر
بار کوہِ غم فرقت سے دبے جاتے ہین
ہنسکے وزدیدہ نظر مُنھ کو چھپانا ہر دم
موت بہتر ہی نہین سانپ کھلانا اچھا
خوف آتا ہی کہ بچپن ہی نہ ڈر جاؤ کہین

اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر
اپنے گھر تجھکو مری جان بلائین کیونکر
اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر
ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر
مردم چشم سے ہم پردہ اُٹھائین کیونکر
قصۂ قیس تجھے کہکے سنائین کیونکر
تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر
رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر
شرم مانع ہی وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر
بوجھ جو اُٹھ نہ سکے اسکو اُٹھائین کیونکر
آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر
اُلفت زلف مین ہم زہر نہ کھائین کیونکر
ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

۱۱۳

واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھو کیا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہی ہماری عدم کے جانے پر
مگر یہ کوچ ہی موقوف انکے آنے پر

گہ قفس مین ہون گاہ دام مین ہون
یہ ہوا اپنے بال و پر سے فیض

شکر لب سے مورِ خط محروم
ہو نہ بلبل کو گل کے زر سے فیض

گرد سرمہ غبار کوچہ ہے
راہ کو ہے ترے گذر سے فیض

دل نے رسوا کیا وقار مجھے
مین نے پایا ہے اپنے گھر سے فیض

سمجھے ہون کی بندگی ہر عشق باز فرض
بندہ کے واسطے ہے خدا کی نماز فرض

روشن فروغِ دل سے ہو تارِ نفس ابھی
عاشق جو ہے سمجھے شمع سان سوز و گداز فرض

رہتا ہے قیس دشت مین فرہاد کوہ پر
لازم نشیب عشق مین ہے اور فراز فرض

کیسی جفا کہان کی وفا شکر و شکوہ کیا
واجب ہے اُن پہ ناز تو ہم پر نیاز فرض

پتھر مین آگ لو ہے مین گل جسطرح نہان
عشاق کو ہے اسطرح اخفائے راز فرض

خون جوش کھا رہا ہے شہیدانِ ناز کا
پھرتا نہین ہے اے بت دامن دراز فرض

مشکین کسی ہین گیسوے مشکین نے اے وقار
سمجھے ہے قتل نرگس جادو طراز فرض

گرچہ چلتی نہین ہے میری نبض
تم چھوؤ تو ابھی ہے چلتی نبض

میری میت کا ہاتھ تھام کے وہ
بولے اسکی ہے اچھی خاصی نبض

تیرے عاشق کی ہے گھڑی ساعت
اب کہان کی شفا کہان کی نبض

ہو گیا خود طبیب کو سکتہ
تیرے عاشق کی جب نپائی نبض

گرچہ مردہ ہون مین جو تم دیکھو
ہے ابھی پھر حضور چلتی نبض

اُنکے بیمار کی مسیحا نے
دیر تک ہاتھ سے نہ چھوڑی نبض

تھا جو عاشق کمر کا اُنکی وقار
نہین ملتی کسی کو اسکی نبض

خود غلط وہ قول و فعل اُنکا غلط — خط غلط انشا غلط املا غلط
رد و یا سچے نے جھوٹے کے حضور — جو صحیح و راست تھا ٹھہرا غلط
دیر کی لی راہ مسجد چھوڑ کر — عاشقِ بت کر گیا رستا غلط
بات پیشانی کی پیش آتی ہے یار — ہو نہ قسمت کا کبھی لکھا غلط

خط ہے طوطی آئنہ ہے روے یار
اے وقار اسمین نہین اصلا غلط

بیت تازہ کا ہو دل سے کے جسطرح مضمون محیط — خطِ پشتِ لب کی خوبی دہر کے ہو یون محیط
دشت مین جب روئے غم مین ہم ترے لے بحرِ حسن — آبِ گریہ ہو گیا ہے صورتِ جیحون محیط
گرد اوٹھے کے ترے اسے لیلی محمل نشین — ہے بگولا یہ کہ خاکِ حضرتِ مجنون محیط
چھا گئی دیپر مرے یون یار کی زلفِ سیاہ — جس طرح سطحِ زمین پر ہو گیا گردون محیط
جس طرح ہو گرد عامل اسم اعظم کا حصار — یون ہے چشمِ پرفنِ دلدار کے افسون محیط
غفلتِ سرشار سے کہدو ذرا ہشیار ہو — جام و مینا پر ہین اونکے دیدۂ میگون محیط

کارگاہِ خلق کو ہمنے جو دیکھا اے وقار
ذرے ذرے پر ہے صنعِ ایزدِ بیچون محیط

اگر غم نامہ کی تحریر ہے شرط — تو پھر قاصد بھی خوش تقریر ہے شرط
بہار آئی ہے نکھرا رنگِ وحشت — دلِ دیوانہ کی تدبیر ہے شرط
مجھے اُس زلف کی لٹ کا ہے کھٹکا — مسلسل جعد کی زنجیر ہے شرط
خبر اور بند اکی کیون خبر لون — مگر اُلجھی ہوئی تقریر ہے شرط
تم ابرو و مژہ کو بس رکھو — سپاہی کو کمان و تیر ہے شرط
ادا اپر ہے قضا عاشق کی لیکن — نگہ کی کھینچنی شمشیر ہے شرط
کتابی رخ یہ خط کا خاک سے ہو — کلام اللہ کو تفسیر ہے شرط

وقار اُسکے رُخ و گیسو کے غم مین
سحرگہ نالۂ شبگیر ہے شرط

مرغِ دل ہو گیا شکارِ خط
ہے مگر دام سبزوارِ خط

حُسن کی ہے وہان بہار خزان
ہین یہان چبھتے دل مین خارِ خط

رک گئے عاشقانِ حُسن پرست
لگ گیا جب سے اشتہارِ خط

کرتے ہین وہ جو مشق خط غبار
رُخ پہ آیا مگر غبارِ خط

یک قلم سبز نال خامہ ہو
گر لکھون وصف نوبہارِ خط

سبزۂ رُخ کا ایک بوسہ دو
مہر ہی سے ہے اعتبارِ خط

خط کے آتے ہی حُسن چل نکلا
تھا وقار اُسکو انتظارِ خط

یاد سے دل ہے شاد جان محفوظ
ذکر سے ہے ترے زبان محفوظ

تیرا خنجر گلو نواز ہوا
کیون نہ سر ہو سرِ سنان محفوظ

روز و شب اشک و آہ سے میری
ہے زمین شاد آسمان محفوظ

نام کیون غیر کا سُنے وہ شوخ
کیا کرے زاغ کا فغان محفوظ

وہ پریزاد آدمی ہو تم
وصل سے جسکے انس و جان محفوظ

مجھکو تو کام نالہ سے شب بھر
گو نہو اُنکا پاسبان محفوظ

اچھے خوش ہون تری غذا سے وقار
ہو ہما کھا کے استخوان محفوظ

مجکو یون ہے خنجرِ قاتل سے حظ
جس طرح قاتل کو ہے بسمل سے حظ

دین و دنیا سے وہ کیا محظوظ ہو
جو اُٹھاتا عشق مین ہو دل سے حظ

کیون نہ مجنون سے ہو لیلی شاد مند
ہے کریم الطبع کو سائل سے حظ

زہے حضرتِ موسی کیطرح عشق مین خبر
عاشقِ زار کو ہی دردِ دل و دردِ جگر
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
ای ہما ہو جو ترا کوچۂ جانان مین گذر
تیرے عاشق کی تپِ غم سے ہی حالت ابتر
ہو گئی عمر بسر عہد جو انی گذرا
نافلو جا گو اُٹھو باندھو کمر وقتِ سحر
ایسی سنسان شبِ ہجر ہی کیا مر گئے سب
بولتا ہی نہ موذن نہ کوئی مرغِ سحر
دلمین ہی یاد تری سر مین ہی سودا تیرا
تیرا ہی دیکھنا ہی آنکھ کو منظور نظر
آکے لاشے پہ مرے جان نہ تم منہ ڈھانکو
آنکھ مین مرنے کے رہتا ہی کہان نور نظر
خوب سمجھا ہون کہ ہی سب مین تجلی تیری
عرش سے فرش تلک چاہے نظر جاے جدھر
نہ پسیجے جو ترا دل تو یہ ہی بات عجیب
سوز فرقت مین کرون نالۂ پر درد اگر
کون ہی جسکو تعشق ترا ای ماہ نہین
جستجو مین تری پھرتے ہین اِدھر اور اُدھر
تیغ ابروے تری جان چراتے ہین سب
یہ مرا دل یہ مرا حوصلہ میرا ہی جگر

چہرہ دکھلاؤ اگر
ہی بہت حال تبر
ای شیریں دہن و شیر
کہیو با دیدۂ تر
کچھ بھی ہی تجکو خبر
کچھ بھی وقفہ نہ رہا
بج گیا کوس سفر
نہین کھاتا ہی سبب
اور نہ بجتا ہی گجر
جان ہی تجھ پہ فدا
گوش مشتاق خبر
غمزہ بیمار نہ کرد
شوق سے دیکھوادھر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہی نظر
کیا کہون وای نصیب
کرے پتھر مین اثر
آسمان ہو کہ زمین
رات دن شمس و قمر
وہ تو ہی برق غضب
کردیا سینہ سپر

حُسن شب افروز کی ہے اُنکے وہ پُر نور شمع
جس سے لیجاتی ہے روشن کرکے ضوے طور شمع

جاؤ بیجا خندہ و گریہ ہے وصل و ہجر مین
ہوگی پروانہ کے دل کی ایک دن ناسور شمع

روبروے ساق پاے یار کانپے سر بسر
ورنہ اپنے زعم مین تھی حُسن پر مغرور شمع

شمع انگوری ہو بزم ساقیِ بدمست مین
چاہیے گا ہر گز نہ کافوری کوئی مخمور شمع

جبسے دیکھا اُس قمر طلعت کا حُسنِ بے نقاب
شرم سے ہے پردۂ فانوس مین مستور شمع

دیکھکر وہ صبحِ رُخ پیلے پڑے مُنھ فق ہوا
کھینچتی تھی آپ کو گو مہر آسا دور شمع

زخم میرا سوئی گا ہوگا نہ منت کش وقار
داغ کو پروانہ کے ہو مرہم کافور شمع

لُو مین اُس رُخ کے ہوئی پروانہ شمع
اپنی خون گرمی کی ہے افسانہ شمع

سحر یک رنگی ہے حُسن و عشق کی
شمع پروانہ ہے اور پروانہ شمع

ہوا اندھیرا جبکہ اپنے زیر پا
کیا مرا روشن کرے کاشانہ شمع

یکسرِ مو ہو نہ وصفِ رُخ بیان
صد زبان ہو گرچہ مثل شانہ شمع

اُسکے خط پر زہر کھایا ہم نے ہے
قبر پر ہے سبزۂ بیگانہ شمع

دانہاے اشک سے زنار مین
ہے پروتی سبحۂ صد دانہ شمع

بیٹھی ہے دل کی لگی سے اے وقار
خاک پروانہ پہ درویشانہ شمع

جب جلے پروانہ رو کر دیتی ہے آواز شمع
ہوگئی ہے سوز عاشق کی سراپا ناز شمع

جبکہ خود پروانہ ہوا اپنے گداز دل کا نذر
پھر کہے کس سے زبانی ہاے سوز و ساز شمع

چھا گئی آنکھونین چربی سر پہ پروانہ چڑھا
گل بنفشہ گون بچھا ہے زیر پا انداز شمع

تاسحر دیکھے نہ ہرگز چہرۂ انجام کو
شام سے جو زلف کا قصہ کرے آغاز شمع

بیسوا شب گرد کی خواہش نہین ہے اے وقار

١١٩

زبان کو واسطی اخفاے راز عشق مانع ہی
نکالون مین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری آنکی دیکھیں کیون نہ ہو شادمان ہو کر
شمیم توسن دکھاتے ہین تماشا تیلیان ہو کر

جو نکلی آہ سوزان شب کو سوے آسمان ہو کر
لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگ خزان ہو کر

صفت ہوتی ہی کس سے اُس مسی آلودہ ہونٹھونکی
کہ ہی گلزار مین خاموش سوسن بے زبان ہو کر

یقین ہی ہمکو اے پیر مغان یہ باغ جنت ہی
جو آیا میکدے مین پیر بھی نکلا جوان ہو کر

ہما بھی ہی سگِ جانان نہیں خواہان جسم لاغر کا
کرون کس کس کی دعوت ایک مشتِ استخوان ہو کر

عیان ہی دو جہان کا حال ہمکو نشۂ مے مین
ہوے کامل مریدِ حضرتِ پیر مغان ہو کر

تماشا ہے کہ جو راہا بنا ہی رقص کی محفل
ترے صدقے کے پتلے ناچتے ہین پتلیان ہو کر

تلاشِ یار مر کر بھی نہ جائیگی نہ جائیگی
روان ہوگی ہماری خاک بھی ریگ روان ہو کر

قبول حق نہ ہو کیونکر عبادت اہل فرحت کی
زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہو کر

نہ پوچھو عالم پیری مین کیفیت جوانی کی
ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہو کر

مٹا دے نقش ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہی
ہوا ہی نامور عالم مین عنقا بے نشان ہو کر

دلونمین رخنے ہین کیسے نگاہِ ناز قاتل نے
اُڑتا ہی یہ ناوک کیا نشانے بیکان ہو کر

مریض ناتوان مین ہی سکون رفتار بھی اپنی
رہی اپنی جگہ پر نبض کی صورت روان ہو کر

جہان مین سختیونسے ہمکو نرمی نے بچا رکھا
رہی محفوظ ہم بتیس دانتونمین زبان ہو کر

شب وصلت اگر وہ قصد گھر جانیکا کرتے ہین
پکڑ لیتے ہین دامن طفل اشک اپنے روان ہو کر

١٢٠

رُخ اُسکا واسطی بعدِ خیال زلف یاد آیا
ہوے ہم داخل ملک حلب ہندوستان ہو کر

کہان اب وادی وحشت سے جاؤن ناتوان ہو کر
دبائے مجکو ظل کاہ جب کوہ گران ہو کر

محبت مین نہ کیونکر شاد ہو مین ناتوان ہو کر
کہ ہون مطبوع عالم یار کا موے میان ہو کر

ممکن نہین کہ آمد وشد باغ کی ہو قطع
بلبل کو باغبان کرے گو ہزار منع

پھر کونسا ہے وقت ملاقات اے صنم
شام وصباح منع ہے لیل ونہار منع

سالک ہو اسمین یا کہ ہو مجذوب کوئی ہو
دنیا ہے راز عشق کا ہے اشتہار منع

نورِ بصر کو ہاتھ سے کھو بیٹھی چشم تر
کرتے تھے اُسکو گریہ سے ہم اے وقار منع

یار نے رکھا سرِ مدفن چراغ
اے خدا اُسکا رہے روشن چراغ

وہ حسین محتاج آرایش نہین
مہر کا روشن ہے بے روغن چراغ

سینہ مین ہے شمع رو کا سوز ہجر
داغ دل ہونگے پسِ مُردن چراغ

کاغذِ آتش زدہ فانوس ہے
پر سے پروانون کے ہے روشن چراغ

زیر گیسو یون وہ رُخ ہے اے وقار
جس طرح شب کے تہ دامن چراغ

دیدہ ہاے غول ہین میرے بیابانمین چراغ
لالۂ حمرا کے روشن ہین گلستان مین چراغ

آہ گرم و اشک تر سے مٹ گیا دل کا نشان
واقعی ہرگز نہ ٹھہرے باد و باران مین چراغ

سینہ پر داغ مین یون کہنہ و نو داغ ہین
گل کوئی روشن کرے جیسے چراغانمین چراغ

جیسے دریا مین چراغونکی ہو دونی روشنی
اشک کے روشن ہوے یون چشم گریانمین چراغ

انگلیان یکدست اُسکی ہین شعاعِ آفتاب
ہے یدِ بیضا کفِ موسی عمران مین چراغ

وقت پر ہے قدر و بیقدری ہر اک شی کی وقار
گرمیونمین جانگزا پیار ازمستان مین چراغ

حاصل ہوئی نہ لذت بوس و کنار حیف
نکلین نہ حسرتین مرے دل کی ہزار حیف

ہون موجِ نبض بسملِ بیتاب قبر مین
تمثالِ برق ہے رگِ سنگِ مزار حیف

آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے اس غم سے شمع قبر
آئے نہ فاتحہ کو بھی تم ایکبار حیف

آیا خیال جنبشِ مژگان جو خواب مین / اک دل پہ میرے لگ گئے نشتر ہزار حیف
سودے نے تیری زلف کے دیوانہ کر دیا / نکلا جدھر مین کہتے ہین سب بار بار حیف
بعد از فنا بگولون نے مجھ خاکسار کا / برباد اے صبا کیا مشتِ غبار حیف
ہے مرگ خفتہ پا و دراز عمرِ ہجرِ یار / لاکھ اُنکے ظلم اور یہ اک جانِ زار حیف

جن جن پری رخون کو دیا نقد دل وقار
کھاتے ہین آج کل وہی مجھپر اُدھار حیف

شرمِ شبِ وصال ہے اے گلعذار حیف / میری قفس مین کٹتی ہے فصلِ بہار حیف
تھا خار ہمصفیرون کے سینہ کا مین مگر / اک پھول بھی نہ قبر پہ لائے ہزار حیف
رہتی ہے یاد زلف و رُخ یار صبح و شام / کٹتے ہین کس عذاب سے لیل و نہار حیف
پامال شیب بھی ہوا میرا شباب یار / صحبت ہے پر ہنوز نہ اعتبار حیف
کیا کیا کھلے تھے گل چمن روزگار مین / کھٹکے فلک کی آنکھومین وہ بنکے خار حیف
تم سے ہزار دوڑتے آتے مین کیا کرون / کچھ دلبرا اپنے اپنا نہین اختیار حیف

اک شوخ ہرزہ گرد کا عاشق ہوا وقار
کھویا ہے اپنے ہاتھ سے اپنا وقار حیف

سر دل ہے زلفِ دوتا کی طرف / مجھے کھینچتا ہے بلا کی طرف
نظر کرکے اپنی خدا کی طرف / جھکا اُس بتِ بے وفا کی طرف
کرے گا خدا جانے کس کس کا خون / وہ مائل ہوا ہے حنا کی طرف
دہن کے ہین عاشق وہ محروم بخت / اثر کا نہو منھ دعا کی طرف
کوئی بے چلے ایک دانہ نہ پاے / نظر چاہیئے آسیا کی طرف
قدم رنجہ اُسنے مرے گھر کیا / اثر آپ آیا دعا کی طرف

سبک وضع ہے بوے گل اے وقار

کہ جاتی ہے اُڑ کر صبا کی طرف

سیل اُنکا ہوا حیا کی طرف / لَو لگائی پڑی خدا کی طرف
لکھیں ہم زلف کو نہ مشکِ خطا / کلکِ صانع نہین خطا کی طرف
کس طرح تیرے پاس جائین ہم / درد جاتا نہین دوا کی طرف
کیون کیا دل نے عشق مژگان کا / کیون گیا ناوکِ قضا کی طرف
جانبِ زلف جھک گیا گیسو / اور آئی بلا بلا کی طرف
گرچہ قتل اُسنے انتہا مین کیا / ہے نظر اپنی ابتدا کی طرف

جامہ اس درد سے وقار ہے چاک
ہاتھ اُٹھا نہ اُس قبا کی طرف

مرا شوق اُس گلبدن کی طرف / عنادل کا دل ہے چمن کی طرف
ترے خال عارض کی تشبیہ کو / مین دوڑا سہیل یمن کی طرف
ہر اک گل ہے آغوش کھولے ہوے / گئے ہین وہ شاید چمن کی طرف
کٹی وصل کی رات یون بحث مین / مین نل کی طرف وہ دمن کی طرف
جھکا جو کبھی دستِ زلفِ دراز / تو اُس گل کے سیبِ ذقن کی طرف
نظر ہے خدائی کی اے جانِ من / ترے لعل شکر شکن کی طرف

ہمہ گوش کہسار فرہاد ہے
وقار اُسکے شیرین سخن کی طرف

ہین مجھے میرے زخم تن تکلیف / دے لپٹ کر نہ اے کفن تکلیف
دشتِ غربت مین روز دیتی ہے / مجکو یادِ شبِ وطن تکلیف
مارِ پیچان کی طرح دیتی ہے / اُسکے گیسو کی ہر شکن تکلیف
لب سے شیرین کے بہتی جوے شیر / کھینچتا کچھ جو کوہکن تکلیف

رات دن وصف زلف و رُخ مین وقار
مین سخن کو مجھے سخن تکلیف

مین کرون دل کو نذرِ نازِ عشق
مرغ جان ہو جو صید بازِ عشق

شکل آئینہ ہے درون و برون
جس کسی دل مین ہے گدازِ عشق

قیس و فرہاد کوہی و دشتی
خاک پھر ہو امتیازِ عشق

جسکی آنکھون سے اُٹھ گیا پردہ
وہ ہوا آشنائے رازِ عشق

جانتے جو نہین نشیب و فراز
سمجھین کیا کوتہ و درازِ عشق

جبکہ مجدھار سے بھی ڈوبے وار
پار پھر خاک ہو جہازِ عشق

عشق ناسازگارِ حُسن وقار
حُسن ازل سے ہے کارسازِ عشق

چشمِ تر بحرِ بیکرانۂ عشق
داغِ دل درہم خزانۂ عشق

کون لیتا ہے خطِ آزادی
ہم نہ چھوڑینگے قیدخانۂ عشق

ہے سواری مین توسنِ سودا
نالۂ تر ہے تازیانۂ عشق

قصۂ حُسن لن ترانی ہے
رب ارنی ہے اک فسانۂ عشق

سُست دل چُست طبع ہوتے ہین
معجزہ ہے مگر فسانۂ عشق

تندۂ پیرہن نہین عاشق
چاہیئے خاک آستانۂ عشق

یہ کسی کا ہوا نہ یار وقار
ہم نے دیکھا بہت زمانۂ عشق

دل ہے عاشق کا تختگاہِ عشق
نالۂ و آہ ہے سپاہِ عشق

سر کے بل دل گریگا یوسف وار
ہر قدم نقشِ پا ہے چاہِ عشق

نوکِ سبزہ ہے نیشِ خار سے بیش
طے کسی سے ہو خاک راہِ عشق

مُنھ پہ مرہم کے ٹھوکے گا ہر زخم
کھائی ہے تیغ نے پناہِ عشق

گر گیا چشمِ خلق سے مین وقار
جبسے مجھپر پڑی نگاہِ عشق

رہی منزلِ عشق حد کے گمان تک
ہوا کیا گیا نالہ جو آسمان تک

وعید اور وعدہ مین رکھا ہمین کو
گئے کافر و مومن اُسکے مکان تک

ہوا لقمۂ سگ نہ طعمہ ہما کا
نہ آیا ہمارے کوئی استخوان تک

عبث شکوہ وقفہ کا ہمراہیون سے
نہ پہونچی مری گرد جب کاروان تک

نہ پہونچین گے اک ذرہ اُس مہروش کو
زمین سے اُڑین گو حسین آسمان تک

نہ میت پہ جو آئے مرقد پہ آئین
یہ جائے خبر طفل و پیر و جوان تک

گرے پر وقار اپنے اک قفس مین
رہائی نہ پہونچائے گی آشیان تک

ہے یہان فتنہ لقب آفتِ جان ایک سے ایک
صورتِ خوب جہان دیکھو وہان ایک سے ایک

خانۂ چشم و سرائے جگر و منزلِ دل
جسمین چاہو رہو بہتر ہے مکان ایک سے ایک

کوچۂ یار گلستان ہے عنادل عُشّاق
نغمۂ شوخ سے دلچسپ فغان ایک سے ایک

خنجرِ یار کے ہین زخم بدن پر جو پڑے
ہے وہ اُس بت کی محبت کا نشان ایک سے ایک

حکم اُس شوخ کا ہے اُسکو اُٹھا دو فی الفور
بزم مین بات کرے کوئی جہان ایک سے ایک

مقتلِ عشق مین تم گنجِ شہیدان دیکھو
ایک سے ایک عیان اور نہان ایک سے ایک

دل بغل مین نہین چھپتا ہے چھپانے سے وقار
ہین نظر باز جو خوبان جہان ایک سے ایک

فنونِ عشق مین فرہاد ہے ایک
ہزارون مین یہی اُستاد ہے ایک

ترے موے کمر کے کھینچنے مین
خیالِ مانی و بہزاد ہے ایک

نہ توڑو دل کہ ہے کعبہ کا ڈھانا — یہ دو گھر ہین مگر بنیاد ہے ایک
ہزارون ناوکِ مژگان کے ہین صید — تمھاری چشم بھی صیاد ہے ایک
نہین ہے شمع و گل کو تمسے نسبت — کہ ہے اک سوختہ برباد ہے ایک
مقفل کاروان مین ہے لبِ داد — جرس کی بس یہی فریاد ہے ایک
شکایت اے وقار اُسکی عبث ہے — کہ لاکھون مین ستم ایجاد ہے ایک

مجنون کے غم مین دشت نے دامان کیا ہے چاک — موجِ سراب نے بھی گریبان کیا ہے چاک
جوشِ جنون مین ہاتھ اگر اُٹھ گیا کبھی — یکدست جامۂ تنِ عریان کیا ہے چاک
مانندِ شانہ ارۂ غم دل پہ کھینچکر — دل بہرِ جمع زلف پریشان کیا ہے چاک
تیرے دہن کو دیکھکے دامان گل کی طرح — غنچہ نے اپنی جیب مین پنہان کیا ہے چاک
تہمت عبث ہے عشق زلیخا پہ اے وقار — یوسف کا دستِ شوق نے دامان کیا ہے چاک

رستا کسی کا دیدۂ پُرنم ہے زیرِ خاک — ورنہ ہر ایک ملک مین کیون نم ہے زیرِ خاک
آئینہ ہے چراغ سکندر کی گور پر — ہے جامِ جم کی خاک پہ اور جم ہے زیرِ خاک
غنچہ کی جیب چاک ہے دامن دریدہ گل — لاریب عندلیب کا ماتم ہے زیرِ خاک
بالاے خاک پھرتے ہین جو اینڈتے ہوے — اک روز اُنکو جانا مقدم ہے زیرِ خاک
آئینۂ دورو ہو تختہ زمین کا — جو کچھ ہے خاک پر وہی عالم ہے زیرِ خاک
دل بیخودی کو سونپا ہے ہر جان سپردہ نے — کب کوئی مردہ مردہ سے محرم ہے زیرِ خاک
بوجہ زلزلہ یہ زمین پر نہین وقار — بیتاب گو ہے عاشقِ پُرغم ہے زیرِ خاک

دل سے وہ گلعذار ہے نزدیک — دور کا بھی شکار ہے نزدیک

دور ہے باغ پر شکستہ کو
گو نظا ہر ہزار ہے نزدیک

آپ رہتے ہین مجھسے کس لیے دور
گُل سے ہر ایک خار ہے نزدیک

پانون رُکتا نہین ہے روکے سے
غالبًا کوئی یار ہے نزدیک

دل سے بُعد اُسکا چشم سے ہے قرب
یار ہے دور دار ہے نزدیک

گو نہ کچھ کہیے آپ آئیے گا
لب سے جانِ فگار ہے نزدیک

پابزنجیر قیس ابھی سے ہو
روزِ فصلِ بہار ہے نزدیک

عہد منصور و شمس مین نہین بُعد
دورۂ گیر و دار ہے نزدیک

یار ہو پاس اور غیر ہو دور
وہ زمانہ وقار ہے نزدیک

وہ نہین چشم جو نہین نمناک
وہ نہین سینہ جو نہو صد چاک

وہ نہین دل نہین ہے جسمین غم
وہ نہین سر نہین ہے جسپر خاک

وہ نہین تیغ جو نہین جوہر
وہ نہین شوخ جو نہین سفاک

وہ نہین آنکھ ہو نہ جسمین شرم
وہ نہین ہے نظر نہین جو پاک

وہ نہین دست ہو نہ جسمین گُل
وہ نہین قد کہ جو نہو چالاک

وہ نہین رُخ نہین ہے جسپر خط
وہ نہین باغ ہو نہین جہان تاک

واقعی ہے یہ اصل بات وقار
وہ نہین ہے نہین جو اُس پہ ہلاک

خاک پہونچی نہ اُسکے دامان تک
ہاتھ کیا جائے گا گریبان تک

کب تسلی ہو دل کے جانے سے
جان جب تک نجائے جانان تک

عہد مین تیرے اے کمان ابرو
تیر باران ہے آب پیکان تک

سبزۂ خط کا لب پہ ہے آغاز
خضر پہونچا ہے آبِ حیوان تک

قبر مجنون کا باندھ کر احرام
تیری شمشیر ناز ذبح کرے

ہم برہنہ سر گئے بیابان تک
کاش بچ جاؤن عید قربان تک

کیون نہ جنت ملے گی ہمکو وقار
جبکہ پہونچے بہشت سلطان تک

اشک تمسے زمین ادھر ہے تنگ
آہ سے آسمان اُدھر ہے تنگ

تیرے بیمار چشم کا احوال
کل سے بھی آج سر بسر ہے تنگ

دل مرا آنکھ مین کھٹکتا ہے
کسقدر یار کی نظر ہے تنگ

چشم و لب کی تری و خشکی سے
وضع پر اپنی بحر و بر ہے تنگ

کفر گیسو نہ دین رُخ ہے فراخ
شام تنگ اپنی ہے سحر ہے تنگ

غیر ممکن گذارِ پیکِ خیال
کوچۂ آمد خبر سے ہے تنگ

کیا وقار آئے وہ سلیمان جاہ
مور کا سا ہمارا گھر ہے تنگ

جام سے کیون رہے شراب الگ
ماہ سے ہو نہ آفتاب الگ

ماہ روشن ہے شمع بے فانوس
کیون نہ رُخ سے رہے نقاب الگ

لطف سنبل کا ہے پریشانی
زلف سے کب ہو پیچ و تاب الگ

دون مین تشبیہ ماہِ نو سے کیا
وضع مین اُس سے ہے رکاب الگ

جب سے دیکھا ہے خواب مین اُسکو
آنکھ سے ہے وقار خواب الگ

پایا وہ عقیقِ جگری نے نہ ذری رنگ
ایجان جو ہے لب کا تمہارے جگری رنگ

خفتہ رہے بیدار نہو خون ہمارا
اے ترک ترے تیر کی پکڑے نہ سری رنگ

ہے سبز نہ وہ سُرخ نہ وہ زرد و سیہ ہے
سب رنگ مین ہے آب گہر لب سے بری رنگ

پیسی ہوئی رفتار کی ہے چال ہزاروں
جلوہ سے ترے دل ہے مرا شہر طلسمات
منت کشی پھر مرغ و کبوتر کی کروں کیوں

کیا اپنا جمائیگا وہاں کبک دری رنگ
کیا منھ ہے کہ یہ پاؤں کبھی حور و پری رنگ
جب اُڑ کے ہمارا ہی کرے نامہ بری رنگ

آئیگا وقار آپ خبر لینے وہ کافر
لائے گی کسی روز مری بیخبری رنگ

سبزۂ خط سے ترے سبزۂ صحرا ہے تنگ
جُنبشِ لب نے ترے کام نیا وہ کیا
وسعت عالم مین بھی دل نہ مرا وا ہوا
بولو ہنسو جان من بیٹھو اُٹھو چپ نہ ہو

گیسوئے پُر پیچ سے موجۂ دریا ہے تنگ
کشورِ اعجاز مین جائے مسیحا ہے تنگ
کنج قفس مین مگر بلبل شیدا ہے تنگ
کھول کے دل کو ملو عرصۂ دنیا ہے تنگ

غیر خموشی نہین جائے سخن اے وقار
غنچہ کا گویا دہن یار نے پایا ہے تنگ

چیچک کا اُسکے رخ پہ ہے ایک ایک داغ گل
وہ غنچہ لب جو سیر بہار چمن کو جائے
وز دحنا جو دست نگارین مین تیرے پائے
ابر سیاہ زلف سے چمکے جو برق حُسن
عارض پہ تیرے تل کے نہین متصل بہم
تیری ہوا نے غنچۂ دل کر دیا ہے تنگ
لیتا نہین ہو نہین کہ مین ہاتھو نمین اُسکے پھول

اُسپر یہ طرہ ہے کہ ہے محسود باغ گل
بھر کر گل گلاب سے لائے ایاغ گل
بلبل سے کس طرح نہ چرائے دماغ گل
موتی کی روشنی کا ابھی ہو چراغ گل
بیٹھا ہے لیکے چونچ مین چشمے پہ زاغ گل
کی گل نے عندلیب کی شمعِ فراغ گل
لائے ہین تازہ شاخچۂ سروِ باغ گل

دیکھا جو خندہ ریز لب اُس شوخ کا وقار
چاکِ جگر کا پا گیا اپنے سراغ گل

اوج پر ہے مگر ستارۂ گل
اک ہے وہ ماہ اور نظارۂ گل

خوابِ راحت مین کس مزہ سے ہے — غنچۂ طفلِ شیر خوارۂ گل
ہوش غارت ہوا ہے بلبل کا — زور ہے مستیِ گذارۂ گل
کیون مزاج آشنا نہو بلبل — کہ سمجھتی ہے وہ اشارۂ گل
گوہرِ اشک تم بھی مجھ سے لو — آبِ شبنم ہے گوشوارۂ گل
لائی بلبل ہے دانۂ شبنم — بہرِ تسبیح استخارۂ گل
منہ کا چھینٹا سرشکِ بلبل ہے — برق ہے گرمیِ شرارۂ گل
چاک دل بلبلون کا ہو پیوند — گر ملے جیب پارہ پارۂ گل

ہے ہوادار اے وقار صبا
شاخِ نازک ہے گا ہوارۂ گل

کل کہان بیچاری بلبل اور کہان بیچارہ گل — آج بلبل دید کرلے باغ کی نظارہ گل
خالی از شریہ چٹکنے کی صدا ہرگز نہین — صبحدم کرتا ہے اپنے کوچ کا نقارہ گل
غنچہ جب تک چپ رہا ہر طرح خاطر جمع تھی — خندۂ مفرط نے لیکن کردیا آوارہ گل
ظاہرا باطن سبک تھا کچھ گرانی آگئی — ہوگیا بلبل کی جانب سے جو سنگِ خارہ گل

کیون نہ گذرے دمبدم بلبل کا پرچہ اے وقار
رکھتا ہے بادِ صبا کا باغ مین ہرکارہ گل

وہ غنچہ دہن ہے گلستان کا گل — ولیکن گلستانِ رضوان کا گل
ہوا باد دامن سے اُس شوخ کے — چراغ آج گورِ غریبان کا گل
گئے سیر کو وہ تو یہ گل کھلا — کہ پتّا یا اک اک گلستان کا گل
ادھر داغ سے سینہ رشکِ چمن — اُدھر لختِ دل شاخِ مژگان کا گل
بظاہر تھا گو خار سا زارِ قیس — مگر عشق کے تھا بیابان کا گل
وہ ہے بزمِ خوبان مین یون منتخب — کہ چیدہ ہو گلچین کے دامان کا گل

مین ہون بلبلِ باغ فکرت وقار
ہر اک شعر دیوان گلستان کا گل

جو لڑ کر آنکھ سے اُسکی بچا دل
سلامت کوچۂ مژگان مین تھا دل

ہمارا فاتحہ تو دے گیا دل
کہ عاشق اُس ستمگر کا ہوا دل

ہمانا سامنا ہے موت کا وصل
کہ موسم گل کا ہے مرگِ عنادل

نسیمِ عشق نے اُس سروِ قد کے
چراغ صبح سان گل کر دیا دل

لیا ہے اک لبِ شیرین کا بوسہ
اُٹھاتا ہے مزے ہردم مرا دل

جو بیٹھا ایک دم محفل مین تیری
زمانہ سے بس اُسکا اُٹھ گیا دل

ہوا مرغ غزلخوان دام مین قید
ہمارا زلفِ پیچان مین پھنسا دل

اگرچہ سہل ہے لیکن ہے دشوار
کہ ہو دل سے تمھارا آشنا دل

کرینگے کیا دوا عیسیِ مریم
وقار اپنا ہے دردِ لا دوا دل

نہین ہے آئینۂ رُخ پہ تیرے مشکین خال
حلب کے ملک کا حاکم مگر ہوا ہے بلال

پٹک دون آبِ بقا سر پہ خضر کے فی الحال
پلائے ساقیِ بدمست گر شرابِ وصال

تمام شب مرے سینہ پہ سانپ لوٹین گے
رہا جو گیسوے پُرپیچ کا تمھارے خیال

جمال وحُسن کا دعویٰ جو گل چمن مین کرے
صبا طمانچون سے مُنھ اُسکا کر دے فوراً لال

رہی جو صورتِ عشرت یہی رقیبون سے
ضرور ہے کہ ہو باہم ہمارے تیرے ملال

یہ مُنھ ہے آینہ کا دے نظیر صورت کی
جمال وناز مین ہرگز نہین تمھاری مثال

مبادا ہو نہ کہین تجھپہ سایۂ خورشید
نہا کے کوٹھے پہ سُکھلا نہ اپنے سر کے بال

نہال سرو گلستان مین کیون ہے کیا جانے
نہ پایا آپ کا قامت نہ پائی آپ کی چال

پلائی تجکو جو گھٹی جفا نے بچپن مین
وفا نے دست مبارک سے میرا کاٹا نال

لفظ بمعنی ہین سب املا غلط انشا غلط
ہی کتاب ہستی موہوم سراپا غلط

مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق ہے نہین
دار پر کھینچا اُسے جسنے وہ ہی سمجھا غلط

ہی بجا نمرود عاجز ایک پشے سے جو ہو
ہو کے بندہ کیون خدائی کا کرے دعویٰ غلط

بیحس و کاواک وہ یہ مصرع دیوان حسن
سرو گلشن سے ہی تشبیہ قد رعنا غلط

تم سوا مجکو کسی سے کام دنیا مین نہین
غیر جو کہتے ہین تمسے ہی یہ سراپا غلط

ایسے ہی ہوتے ہین حسن و عشق مین ناز و نیاز
وحشت مجنون نہ بے پروائی لیلی غلط

دشت وحشت مین ہزارون کی ہوئی مٹی خراب
کچھ نہین مضمون سطر جادۂ صحرا غلط

جب بیان کرتے ہین وہ قصہ ہائے عشق کا
قصہ گو یہ سنے وہ کہتے ہین یہ ہی قصہ غلط

لکھتے ہین سب ایک نقطہ بائے ابجد کے تلے
زیر لب ہرگز نہین اُس خال کا نقطہ غلط

اُسکے عنقا سے دہن کا کب ہی ہستی مین وجود
کیون اُڑاتے ہین خبر یہ مردم دنیا غلط

۱۳۸

کچھ نہین اس بات مین ای واسطی میرا قصور
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط

کھیلنا اپنی جان پر ہی شرط
بازی عشق مین جگر ہی شرط

ہین جہان مین ہنر شناس بہت
آدمی کے لیے ہنر ہی شرط

بھولے بیٹھے ہین کسلیے غافل
موت نزدیک ہی خبر ہی شرط

عشق مین نام سہل ہی لیکن
مثل فرہاد درد سر ہی شرط

راہ الفت مین چاہیے ہمت
دل کے دینے کو کچھ جگر ہی شرط

ظلمت شام غم نے گھیرا ہی
مدد ای نالۂ سحر ہی شرط

قصہ ہجر طول ہی اُس سے
عرض احوال مختصر ہی شرط

دیدنی ہی وہ رخ حجاب مین بھی
اک ذرا تیزی نظر ہی شرط

ہی وسیلہ ظفر کا قصد سفر
گر ظفر چاہیے سفر ہی شرط

باغ سے گلبرگ ونکہت لاے گر باد صبا
ہو اسیران قفس کو نامہ و پیغام گل
پختگی کی حسن مین ہے یار کے دیکھی روش
ہے خیالِ بلبل نادان مین رنگِ خام گل
تیری غیرت سے قبا ہے پیرہن سینہ ہے چاک
گرچہ ہے صد مایۂ جانِ بہار اندام گل
یون بہارِ وصل ملحق ہے خزانِ ہجر سے
ہے برابر جسطرح آغاز گل انجام گل

مہد کی صورت ہے غنچہ طفل بو ہے اے وقار
دایۂ بادِ صبا ہے شاخ بے آرام گل

مرے یوسف مہ کامل کیا تو نے مجھے بسمل
تری فرقت مین پیارے دل بہلجاے یہ ہے مشکل
تری شمشیر فرقت کے جگر پر زخم ہین اتنے
کہ رکھنے کی نہین اک تل جگہ باقی کہین قاتل
نہ لیتے نام اُلفت کا کوئی اتنا جو کہہ دیتا
کڑی ہے عشق کی منزل سمجھکر پانون رکھو غافل
شراب وصل کے ساغر ہم خلوت مین اے دلبر
پیئین ہم تم اگر مل کر تو غنچے دل کے جائین کھل

ستم دوری کے کیون سہتے یہ اشک آنکھون سے کیون بہتے
دل اپنا اے وقار اُس سے نہو جاتا اگر مائل

چو باد زلف کسے کار دارم
مصاریع پیچان درا شعار دارم
تہی دست مردم گران جنس شعرم
چرا دکہ در کو و بازار دارم
ہوا ایم ہمان ریزۂ سنگ کویت
ز در ہم غرض نہ زر دینار دارم
شب و روز از موجۂ اشک گلگون
جبین و مہ و مہر گلنار دارم

وقار آسمان ساکن از شرم گردد
زمین سخن بسکہ سیار دارم

اُسی کافر صنم کو جسپہ تھے سو جان سے مرتے ہم
لے آئے اپنے گھر اللہ بسم اللہ کرتے ہم
دم آخر ہوا اس حسرت اول کا خون دل مین
کہ آتا کھینچکر وہ تیغ سر پانون پہ دھرتے ہم
نہین دم کا بھروسا خمکدہ مین بحر ہستی کے
فقط اک جام مے پر کیا حباب آسا اُبھرتے ہم

مجلس وعظ سخن ہی جو ہو گوشِ شنوا　　سرو منبر ہی تو قمری ہی بیانِ واعظ
دل مین آجاے تو ہوتے ہوے دم بھرکو چلو　　بادہ خوار ہی سرِ راہ مکانِ واعظ
باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندو نسے کیا کرتا ہی　　یہی بڑھنا ہی تو گھٹ جائیگی شانِ واعظ
ہی بہت مرتبۂ پیر خرابات بلند　　کب پہونچتا ہی وہان وہم وگمانِ واعظ
ماہ نو ابروے پرخم کا دکھادے جو وہ مست　　ابھی ہوجاتی ہی عیدِ رمضانِ واعظ
بھول کر منھ سے لگانا نہ کبھی ای رندو　　زہر ہی زہر ہی حلواے دکانِ واعظ
دخترِ رز کی لطافت کا اگر وصف کرے　　موتیو نسے ابھی بھردون مین دہانِ واعظ
بادہ خوارونکی ترقی ہی تنزل اُسکا　　جانتے ہین یہ بہار اپنی خزانِ واعظ
دل لگی سمجھے نہ رندون کے بُرے کہنے کو　　مفت برباد نجاے کہین جانِ واعظ
لائق قطع وبرید اسکو سمجھتا ہون مین　　یہ جو مقراض سی چلتی ہی زبانِ واعظ
سنکے ذکر لحد تنگ شکنجے مین کھنچا　　پھر نہ دکھلاے خدا مجکو مکانِ واعظ
شان مین اُسکی قصیدہ کوئی کہنا کیسا　　مر بھی جاے تو نہون مرثیہ خوانِ واعظ
عرش سے بڑھکے ہی پرواز قدح نوشونکی　　تا درِ خلد ہی حدّ طیرانِ واعظ

۱۴۱　　واسطی دلکو کسی کے نہین ہوتا ہی اثر
روز کرتا ہی خطا تیر کمانِ واعظ

روشن ہی سب پہ گو نہ کہے کچھ زبانِ شمع　　پوشیدہ ایک پر نہین سوزِ نہانِ شمع
دریا بہاے گر مژۂ خون فشانِ شمع　　ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوزِ جانِ شمع
آتش مزاج جو ہین نہین اُنسے چشم فیض　　دیکھے کبھی نہ رزق ہما استخوانِ شمع
وہ شعلہ رو ہی تو کہ ترے سوزِ عشق سے　　جلتی ہی صورتِ پر پروانہ جانِ شمع
کرتی صفت وہ عارض پرنور یار کی　　گویا جو بزم دہر مین ہوتی زبانِ شمع
قرب حبیب مرگ ہی عاشق کیواسطے　　پروانہ جل گیا جو ہوا میہمانِ شمع ۱۴۲

وقار اُسکا جہان نقش قدم ہو
سمجھ کر سجدہ گہ رکھین جبین ہم

کرتا ہون وصف یار کے تحریر صبح و شام
سینہ ہمارا خانۂ زنبور ہو گیا
سودے مین تیرے سلسلہ جنبان جنون کا ہون
لے جاتے ہین حسین مری خاکِ سوختہ
میری شکست وپست کی عارض سے کرتی ہے
بیمارِ روز رو و شبِ زلف کا مین ہون

پھرتی ہے میری آنکھونمین تصویر صبح وشام
مارے ہین اک نگاہ نے جو تیر صبح وشام
غل میرے پاس کرتی ہے زنجیر صبح وشام
بٹتی ہے کوے یار مین اکسیر صبح وشام
سر گوشیان وہ زلفِ گرہ گیر صبح و شام
کیونکر ملے نہ مُشک و طباشیر صبح و شام

تعجیل روز و شب ہے یہان وصل کی وقار
لیکن وہان ہے منظرِ تاخیر صبح و شام

خط کے آگے نہ اُٹھے روے گل اندام کے دام
بدلے پیسے کے روپے بادہ گلگون کے دیے
آپ اپنی نہ کہین سیبِ ذقن کی ورنہ
رُخ پہ قربان کیا تیرے زرِ کشورِ روم
بوسۂ چشم کا جی مول سے ہے بیعانۂ دل
گرچہ اک بوسۂ و دشنام مین ہے نفع و ضرر

چل گئے حُسن کے دور و زمگر چام کے دام
ننگ جا صرف ہوے جامۂ احرام کے دام
پختہ اُٹھتے نہین ہرگز ثمر خام کے دام
زلف پر صد نے کیے مملکتِ شام کے دام
اُٹھے بادام سے زاید گلِ بادام کے دام
سود پھر اسمین یہ ہے ہون جو کھرے دام کے دام

کون صورت ہے وقار آج بچے طائرِ دل
دو طرف پھیلے ہین اُس زلف سیہ فام کے دام

ساقی ہے مے ہے ساغر و مینا ہے اور ہم
عشق کمر مین حال یہ اپنا ہوا عیان
ابرو نے تیغ کھینچی ہے باندھا ہے زلف نے

مطرب ہے نے ہے سیر و تماشا ہے اور ہم
پنہان نگاہِ خلق سے عنقا ہے اور ہم
ان ظالمون کی سختی بلوا ہے اور ہم

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع
ہی فقط کنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہی یون خواہش مجھے
جسطرح بھوکونکو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لب شیرین کا دو
ہی زبانکو اپنی لذت کی طمع

ہین جہان مین طالب امر محال
جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زاہد سے
گر نہوتی انکو جنت کی طمع

خواہش مے ہی ہمین یون ساقیا
جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحب اکسیر کا
خاک چھنواتی ہی دولتکی طمع

طبع رکھتے ہین غنی تیرے گدا
کب ہی انکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکے یہ ثابت ہوا
باعث آفت ہی دولتکی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بیحساب
ہی حریصونکو قیامت کی طمع

خاک اڑتی ہی ہماری بعد مرگ
ہی ترے باران رحمت کی طمع

ہی مزاج اس شوخ کا فرقت پسند
اپنے دلکو عیش وصلت کی طمع

عرصۂ محشر مین ہمکو واسطی
ہی پیمبر سے شفاعت کی طمع

۱۴۴

پھولے نہ لالہ باغ مین دکھلا گئے چار داغ
ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہونا گوار داغ
ہی حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوز عشق مرے کام آئیگا
مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ

معشوق عاشقونپہ جو ہوجائین مہربان
طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ

ظاہر ہی آفتاب مین اور میرے دل مین فرق
پوشیدہ ہی یہان تو وہان آشکار داغ

شاید اسے بھی سرو چراغان بناؤگے
کیون میرے دلکو دیتے ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز
دینا نہ اب مجھے مرے پروردگار داغ

وحشت کی نیک اختری بخت سیاہ ہے
کحل سواد چشم غزالان ہے اور ہم

جسکے کمان ابرو مین زہ ہے مژہ کا تیر
دل اُسکے ناز و عشوہ کے قربان ہے اور ہم

پروانے جل جلا کے ہوے خاک اے وقار
اب بزم مین وہ شمع شبستان ہے اور ہم

تنہا سحر سے شام تک اب گھر ہے اور ہم
از شام تا بہ صبح ترا در ہے اور ہم

اس سے کہ اُسکو کہتے ہین عاشق کا نامہ بر
شوقون مین ایک شوق کبوتر ہے اور ہم

وہ دن گئے شباب کے پہلو مین یار تھا
پیری کی پائمالی سے بستر ہے اور ہم

دن بھر ہے یار آئنہ مین محو دید رُخ
شب بھر خیالِ زلفِ معنبر ہے اور ہم

خالی دماغ بحر جہان مین اُبھرتے ہین
مثلِ حباب زندگی دم بھر ہے اور ہم

سرمہ کا ڈورا یار کا پھرتا ہے آنکھ مین
شب بھر مطالعہ خطِ ساغر ہے اور ہم

کھائی ہے گرچہ اُسنے قسم قتلِ عام پر
اب خاص صلح و جنگ مقدر ہے اور ہم

چشم و نگاہ و ابرو و مژگان ہین اور وہ
تیغ و عنان و دشنہ و خنجر ہے اور ہم

بوسہ لیے بغیر نہ چھوڑینگے اے وقار
گو آج اسمین کچھ ہو وہ دلبر ہے اور ہم

دن کو اُسکے روے روشن پر نظر رکھتے ہین ہم
رات کو زلفِ پریشان کی خبر رکھتے ہین ہم

سرمہ دنبالہ دار اُنکا ہے خطِ خوش سواد
عین خوبی جان کر مدنظر رکھتے ہین ہم

بحرِ غم مین قطرہ آنسو کا ہے کشتی حباب
ہان بجاے بادبان دامان تر رکھتے ہین ہم

مو بمو سوداے گیسو مین ہے گو ابتر دماغ
اپنا صندل سے چھپاے درد سر رکھتے ہین ہم

داغ دل گو بحر غم مین کم نہین گرداب سے
خوف تیرا لیکن اے موج خطر رکھتے ہین ہم

کیون نہ سرمہ در گلو اس غم سے ہون مثل جرس
پیش خاطر سیلِ صد میل سفر رکھتے ہین ہم

مثل نرگس ہے ہوا مین گلرخون کی چشم وا
شوق دیدن روز و شب شام و سحر رکھتے ہین ہم

خود نہین جاتے ہین ہم کوچۂ جانانکی طرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق و سلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندانسے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون نہین نکلا
رہ گیا ہاتھ مرا اُٹھکے گریبانکی طرف

ابر کو دیکھکے بہجا نہین طاؤس کا رقص
تخت بلقیس کا آیا ہی سلیمانکی طرف

دل جلانیکا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اُڑکے گئی سرو چراغانکی طرف

ولسے اُس حور کی اُلفت نہ بس مرگ گئی
تن ہمارا روح گئی روضۂ رضوانکی طرف

موت کی یاد فراموش نہو رندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبانکی طرف

سامنا اُس لب جانبخش کا جب ہو نہ سکا
لعل اُترا اُٹھکے گئے گور غریبانکی طرف

نہین منظور کسی کی ہمین خاطر شکنی
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمانکی طرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پانؤن جو تھک جاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلی ہی
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوانکی طرف

نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

ہر جو لیے پردہ وہ رخ ذکر ہی کیا ذرون کا
چشم حیران نہ پڑے مہر درخشانکی طرف

واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہی مراد
ہند سے کوچ کرو ملک خراسانکی طرف

۱۴۷

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ اپنے دلکو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہی تو لے عذر کچھ نہین
ہمسے تو ہو سکیگا نہ رد سوال زلف

فارغ نہین ہین غم سے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہی ابتر ہی حال زلف

تا صبح آنکھ دیکھے نظر آتے ہین خواب مین
رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھکے سیر گو شمال زلف

یارب اُسکے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے نہ دے اتصال زلف

تلوار پر تمھاری ہوا ہے یہ جس تمام / مارے نہ دست و پا کبھی بسمل کہ بس تمام
آلودہ خون دل سے جو کوئی مژہ نہو / ہے پیش چشم موبمو وہ خار و خس تمام
کیا کہکے تجکو یاد کرونگا مین اے خدا / نکلی نہ ایک دن کبھی دلکی ہوس تمام
بھر پایا ہجر ہی مین حساب و کتاب حشر / ہر لحظہ کام کرتا ہے میرا نفس تمام

یون لختِ دل ہین تار مین آنسو کے اے وقار
جس طرح دانے سبحہ کے ہین پیش و پس تمام

ہے معجزہ اُس حُسنِ خداداد کا عالم / لگتا نہین سایہ کو پریزاد کا عالم
سنبل کا تماشا ہے وہ گیسوے پریشان / ہر قامتِ موزون مین ہے شمشاد کا عالم
بلبل کا مقولہ ہے کہ ہے رنگ مین گل کے / صیاد و ستمگار کی بیداد کا عالم
دکھلادون ابھی خلق کو ہنگامۂ محشر / کہتا ہے یہی نالۂ و فریاد کا عالم
ہے جب سے تصور دلِ ویرانمین کسی کا / آتا ہے نظر خانۂ آباد کا عالم
ظاہر مین حسین نرم ہین باطن مین مگر سخت / ان شیشون مین ہے بیضۂ فولاد کا عالم

دل شاد نہو گل سے وقار ایک بھی بلبل
دیکھے جو ہمارے دلِ ناشاد کا عالم

ہے وصل کی شب اور نہین نام کو آرام / پھر آئیگا کس دن دلِ ناکام کو آرام
بیتاب اُدھر دل ہے ادھر زلف پریشان / ہے صید کو آرام نہ ہے دام کو آرام
تکلیف کو ہجران کی جو سمجھے نہین تکلیف / وہ سمجھین گے کیا وصل کے آرام کو آرام
دیکھا ہے کسی دیدۂ غلطان کا جو عالم / اک آن نہین گردش ایام کو آرام
بے چین مرا دل ہے تری زلف مین ایجان / کرتا ہے ہر اک مرغ مگر شام کو آرام
پامالِ تکلیف مین ہین رند مے آشام / اے ساقی بدمست ندے جام کو آرام

جلسے ہے وقار انکے رُخ و زلف کا سودا

ہوکر خجل چمن سے گریزان ہو مثل مار سنبل کو پیچ وتاب جو اپنی دکھاے زلف
اے دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال ڈر ہی نگل نہ جاے یہ کالے اژدہاے زلف

۱۴۹

دیوان مرا ہی چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائرے ہین حلقہ ہاے زلف

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلاے عشق مرنا غم فراق مین ہی انتہاے عشق
پہلے جنون ہی بعد گذرنا جہان سے وہ ابتداے عشق ہی یہ انتہاے عشق
محمود و قیس و وامق و فرہاد اور مین کسپر نہین جہان مین نزول بلاے عشق
کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا دونون جہان مین خاک نہین ہی سواے عشق
مشکل ہی اشک و آہ سے فرصت تمام عمر دلمین مقام عشق ہی آنکھون مین جاے عشق
کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے بیگانہ اک جہان سے ہی آشناے عشق
پیدا کیا خدا نے مجھے عشق ہی کے لیے ہی عشق میرے واسطے مین ہون براے عشق
کیون سر پہ بار منت عیسی اُٹھائیے اچھا نہوگا یہ مرض لا دواے عشق
آتی ہی تجکو دیر و حرم سے یہی صدا واجب ہی سجدۂ در دولتسراے عشق
دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ ہی جسکے سر پہ سایۂ بال ہماے عشق
کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے خون ہزار کشتہ ہی رنگ حناے عشق
ہی بادشاہ وقت حوادث سے کام کیا نیرنگی زمانہ ہی دلق گداے عشق
داغ جنون عیان ہین جو سر سے قدم تلک گلدوز ہی یہ تن پہ ہمارے قباے عشق

۱۵۰

شبہا در انتظار تو میگفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلاے عشق

سمجھے جو مرتبہ در دولتسراے عشق ہی حسن داخل حرم کبریاے عشق
ایسے کیے ہین دل نے مرے نالہاے عشق آتی نہین زبان سے صدا اب سواے عشق

قتل عالم کے لیے ابرو و مژگان کافی
کیا غرض باندھین کسی زلفِ سیہ کے مضمون

کام کچھ اُسکو کمان سے ہے نہ کچھ تیر سے کام
وجہ کیا رکھین جو ہم نالۂ شبگیر سے کام

روزمرہ کی صفائی ہے سروکار وقار
مصحفی سے نہ غرض مجکو نہ کچھ میر سے کام

سُن کے اُس میرے گلبدن کا نام
لے نہ مرغِ قفس چمن کا نام

بھول اُٹھین بلبلین چمن کا نام
کیون مین غربت مین لون وطن کا نام

جب سے عاشق ہوا ہون گیسو کا
سُن کے ڈرتا ہون نہین رسن کا نام

چاہِ غیرت مین ڈوبتا یوسف
سُن کے تیرے چہ ذقن کا نام

ہے ہر اک بات سانپ کا منتر
یہ رٹا زلفِ پُر شکن کا نام

تیری زلفِ سیاہ کے آگے
مٹ گیا تبت و ختن کا نام

کشتۂ تیغ برہنہ ہون مین
ہان نہو جسم پر کفن کا نام

شہر و صحرا مین کوہ مین فی الحال
میرا مجنون کا کوہکن کا نام

تیرے دم سے وقار زندہ ہے
اس قلمرو مین اب سخن کا نام

عاشق کو کار و بار جہان سے نہین ہے کام
سودائیون کو سود و زیان سے نہین ہے کام

کافی ہے ایک چشمۂ لبریزِ چشم کا
استادہ آب و آب روان سے نہین ہے کام

کر دیجیے مزار برابر زمین کے
عاشق ہون مجکو نام و نشان سے نہین ہے کام

چشمِ سیاہ یار نے سُرمہ کھلا دیا
شور و بکاؤ آہ و فغان سے نہین ہے کام

تصویر باغِ دہر کا خاکہ ہون اے وقار
فصل بہار و فصل خزان سے نہین ہے کام

پستان سے کم انار ہے یہ ہے غبب سے کم
لعل و گہر ہین یار کے دندان و لب سے کم

گذری شب وصال کہ چلتے تھے جام مے
لبریز اب ہی عمر کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سے کم نہین
ہی کہکشان یہ شبہۂ اژدر شب فراق

تھمتے نہین ہین آنکھون سے آنسو کسیطرح
دھو جاے کاش نسخۂ ہستی کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہی کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہی آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ مین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی تو ماہ انور شب فراق

مرغ سحر کی ہی نہ مؤذن کی ہی صدا
سنسان ہو رہا ہی سرا گھر شب فراق

پھر پھر گئی ہی در تلک آ کے موت بھی
کیسا بھرا ہوا ہی مقدر شب فراق

۱۵۲	نیند آئے کے خاک ایسی مصیبت مین واسطی زنبور سرخ ہین گل بستر شب فراق	

ہی عشق آب و رنگ گل رخ یار تک
وحشت کا جوش ہی ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی تنہا روی کا کیا
تانتا لگا ہوا ہی عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ حد سے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلی ناقہ سوار تک

ہر گام گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوے یار تک

پایا اگر ہین جو خط اُس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھے فلک شکوہ
باقی نہین ہین اُنکے نشان مزار تک

ساقی پلائے جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے تو ٹوٹے ہزار تک

پھر کر نصیب ہون رزق سے کیا نا امید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

۱۵۳	لایا ہی دور چرخ وہان ہمکو واسطی جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک	

قط کا نہین محتاج مرا خامۂ در بار
بندھتے ہین مگر لعل سمِ ثور و فرس مین

گر ایک بھی سُن پائے مرا زمزمہ صیاد
سو دل سے بجا لائے مدارات کی رسمین

برق اپنا ذرا آج سمیٹے رہے دامن
فرقت مین کسیکی نہین نالہ مرے بس مین

رتبہ کو شرافت کے نہ پہونچے گی رذالت
پرواز نہو باز کا زنہار مگس مین

گو قافیہ ہو تنگ وقار اپنا خطا سے
پر آج عدو کے ہین مجھے کھینچنے تسمین

بالیقین کچھ شک ہے جو وہ بدگمان ملتا نہین
ہے غلط یہ وہم بہرِ امتحان ملتا نہین

آگ لگ جائے الٰہی دودمانِ حُسن کو
پیر بزمِ عشق سے وہ نوجوان ملتا نہین

اُس سے جب کہتا ہون تو مجھسے نہین ملتا ہے یار
کس صفائی سے وہ کہتا ہے کہ ہان ملتا نہین

تیر کج پیکان مژگان کی لڑائی یاد ہے
بھول کر بھی وہ کبھی ابرو کمان ملتا نہین

کاش ہوتا مثلِ ماہی بے زبان میرا دہن
نام کو بھی کام تجھسے اے زبان ملتا نہین

موت آتی ہے نہ آتا ہے وہ لطفِ زندگی
کوئی بھی درمان گرِ دردِ نہان ملتا نہین

تھی جفا کاری وفاداری کا بدلا اے صنم
سچ تو یہ ہے آپ سا بھی قدردان ملتا نہین

سرو و سنبل زلف و قد سے آپ کے ملتے نہین
غنچۂ گل کا دہن سے عطردان ملتا نہین

قافیہ بھی شائگان ملتا نہین ہے اے وقار
پھر کہون کس طرح گنجِ شائگان ملتا نہین

کیا گلہ مجھ پیر سے وہ نوجوان ملتا نہین
ہے زمین کا پست طالع آسمان ملتا نہین

عشق ہے چشمِ جنون افزا کا وحشت ہے دوچند
دشت مین آہو بچہ مجکو کہان ملتا نہین

بات کہنے مین کیا ثابت جو اُس بت کا دہن
ہنسکے فرمایا کہ تجھسا غیب دان ملتا نہین

خط نکلنے پر ملا بوسہ رُخِ محبوب کا
ہے غلط مشہور گل وقتِ خزان ملتا نہین

عارض روشن ہے داغ سینۂ ماہِ تمام
تیرے ابرو سے ہلال ناتوان ملتا نہین

اگر ہوتا نہ زلفوں پر فدا دل
تو کیوں ہوتا بلا میں مبتلا دل

میں اسکے ہجر میں روتا ہوں دن رات
کہ جسنے ہنستے ہنستے لے لیا دل

یہ سودا ہم سمجھ کر مفت لیتے
جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بیوفا کا آشنا تو
عبث تیرا ہوا نا آشنا دل

ہوئے بیخود جو دیکھا جلوۂ حسن
تمہیں پایا تو اپنا کھو گیا دل

کہیں کیونکر نہ مجکو اہل دل لوگ
میں وہ ہوں جسنے انکا دیدیا دل

دعا دی مجکو ملکر جس پری نے
نہیں دیکھا ہے ایسا بیوفا دل

نجاتیگی قیامت تک محبت
مبارک ہو تمہیں صاحب مرا دل

سنے نالے تو پر بلبل کے کترے
ہوئی مقراض منقار رسا دل

نہیں اس میں جا داغوں کی خالی
الٰہی ہو عنایت دوسرا دل

ہوا گر اسقدر مجھسے خفا بت
خدا سے ڈر کہ ہے اللہ کا دل

نہیں کچھ بیٹھنے کو گھر داغ حسرت
حقیقت میں ہے باغ دلکشا دل

۱۵۶
نہ سمجھا واسطی میں سوز غم سے
کہ شعلہ ہے مرے پہلو میں یا دل

سحر سے چلتا ہے دم تیغ مشکل قاتل
ہے مسافر کے لئے سختی منزل قاتل

اسقدر تجھسے ہے مانوس مرا دل قاتل
دہن زخم صدا دیتے ہیں قاتل قاتل

پانوں کب کھینچ شہیدان انہیں پیچھا سکتا ہے
تیری شمشیر کے جوہر ہیں سلاسل قاتل

ناخن تیغ سے مقتل میں کھلی جو دل کی گرہ
حل ہوا آج مرا عقدۂ مشکل قاتل

زعفرانی ہے جو تلوار کا تیری دوال
ہنس رہے ہیں دہن زخم سے بسمل قاتل

سبز گل سے زیادہ ہیں لہو کے بہانے
کیا تماشا ہے ترے کشتوں کی محفل قاتل

بسملوں نے گل عارض جو ترا دیکھا ہے
رقص کرتے ہیں ابھی ہے آواز عنادل قاتل

اے رشک گل شگوفہ کھلے گا کوئی نیا — ہے پھندنے دار تیر تمھارے تفنگ مین

کیا خاک چشم اپنی سمائی کی ہو وقار
سرمہ کی جبکہ ہو نہ جگہ چشم تنگ مین

امید وار لطف و فضل خدا سبھی ہین — محتاج اُس غنی کے شاہ و گدا سبھی ہین

منصور و شمس کیا ہین کچھ بک گئے جو منھ سے — جتنے ہین عاشق اُنکے وہ خودنما سبھی ہین

گیسو و زلف و کاکل ابرو و خال اُس کے — مثل مسی و سرمہ کالی بلا سبھی ہین

تمسا نہین ہے کوئی روشن جبین و گرنہ — مہتاب مہر پروین جوزا سُہا سبھی ہین

سکتہ مین آینہ ہے ہے محو ماہ گردون — حیران تیرے رُخ سے اہل صفا سبھی ہین

جو ایک جانستان ہو نام اُسکا مین بتاؤن — غمزے کرشمے عشوے نازش ادا سبھی ہین

دیکھا وقار ابتک ہمنے نہ کوئی کامل
کہنے کو یون تو شاعر ما و شما سبھی ہین

مہِ تمام کے رُخ سے ترے مثال نہین — وہ ماہ ہے ترا چہرہ جسے زوال نہین

ترے فراق مین اوبحرِ حُسن ماہی وار — شبانہ روز مجھے خواب کا خیال نہین

ہمارے قلب کو بخشی مفرح یاقوتی — حبابکے جو دیا پان اُسنے وہ اُگال نہین

یہ شاخ قد کی لگی ہے جو سرو اکڑتا ہے — خدا گواہ تمھاری سی چال ڈھال نہین

شب فراق کے صدمے اُٹھانے مشکل ہین — وگرنہ دل کا لگانا تو کچھ محال نہین

خیال مین خطِ عارض کے اُسکے دل کس دن — برنگِ سبزۂ نورستہ پائمال نہین

دیارِ عشق مین یہ مسئلہ ہے مفتی بہ — بجز حرام کی رغبت کے کچھ حلال نہین

نہ کھیلے گنجفہ کب آپ بدقماشون سے — کہ ابتر یون کے مین دانتون کا خلال نہین

وقار شاہ نہو وہ جو دزد معنے ہو
دکھاتا نقص کبھی جلوۂ کمال نہین

	مجکو اور غیر کو گر ایک ہی خنجر سے ذبح	چاہیے تجکو تمیز حق و باطل قاتل
۱۵۸	واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل	
	کسکو فراق یار مین ہی آرزوے گل	نشتر رگ دماغ کو ہی موج بوے گل
	پھرتے ہین عشق باز بھی معشوق سے کہین	کیسی ہوا چلی رخ بلبل ہو سوے گل
	رو کر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل	ہنسکر بگاڑ دیتے ہین وہ آبروے گل
	حاصل کبھی نہ اُس رخ روشن کی ہو صفا	شبنم چمن مین لاکھ کرے شست و شوے گل
	آتی ہے یہ جو عندلیب کی سوگند کھائیے	ہر صبح اُٹھکے دیکھتے ہین پہلے روے گل
	خاطر نشین ہے اُس رخ گلگون کی ہی بہار	ہمکو تلاش لالہ نہ ہی جستجوے گل
	بلبل رہی کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر	چھوٹون بھی اسطرف کبھی لائی نہ بوے گل
	بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے	نہر اُسکے خون کی جو رواں ہو تو سوے گل
	خوشبوے تن سے کسکے معطر ہوا چمن	کانٹونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے گل
	جز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین	مذکور عندلیب ہی یا گفتگوے گل
	مژگان کا وصف سنکے وہ گلرو خفا ہوا	چوکے کہ ذکر خار کیا روبروے گل
۱۵۹	صحن چمن سے سینہ پر داغ کم نہین اے واسطی نہین ہی ہمین آرزوے گل	
	اس باغ مین ہے گو ترو تازہ ہزار پھول	پھولا نہ ایک بھی صفت روے یار پھول
	بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر	لا کر کبھی کسی نے چڑھائے نہ چار پھول
	کمرہ ہی یار کا کہ دکان گلفروش کی	انبار ہر جگہ نظر آتے ہین ہار پھول
	ہی بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار	پھولین نہ چار دن کے لیے ای ہزار پھول
	کیا پیر گلفروش کوئی میفروش ہی	ہر دم جو مانگتا ہی ہر اک بادہ خوار پھول

قصہ نے تیرے عشق کے منسوخ کین تمام
فرہاد و قیس و وامق و نل کی روایتین

نامِ خدا وقار ہے وہ شعر ہیچ و پوچ
لفظی و معنوی نہون جس مین رعایتین

لگ چلنے کی اب اُس سے یہ تمہید کرون مین
ہر بات مین ہر امر مین تائید کرون مین

بد سے نہ رکھون کام نہ کچھ نیک سے مطلب
عالم کی مگر آئینہ سان دید کرون مین

ہے موسم گُل وحشتِ دل رنگ نہ پکڑے
زنجیرون کی احباب کو تاکید کرون مین

جوہر ہے مرا برق تڑپ اُسکی غرض ہے
شعلہ کی بھڑکنے مین نہ تقلید کرون مین

طوطی ہون اگر مین تو وقار آئینہ وہ ہے
معدوم نہ کیون باتون کی امید کرون مین

ہین زن و مرد خریدار ترے کوچے مین
گرم ہے مصر کا بازار ترے کوچے مین

کب نہین مرتے ہین دوچار ترے کوچے مین
کب نہین چلتی ہے تلوار ترے کوچے مین

ناتوانی سے نہین ملتے ہین شکل تصویر
چشمِ بیمار کے بیمار ترے کوچے مین

ہے تر و تازہ گلِ باغِ جنان کی صورت
خشک بھی ہے جو کوئی خار ترے کوچے مین

پنکھڑی پارۂ دل کی ہے لہو کے گل ہین
نئی رنگت کا ہے گلزار ترے کوچے مین

گو کہ آنے کی قسم کھاتا ہون لیکن اے یار
کھینچ لاتا ہے دلِ زار ترے کوچے مین

مین نے مانا کہ نہین رابطہ کچھ تجھسے وقار
پھر وہ کیون آتا ہے اے یار ترے کوچے مین

لب مین جو سُرخی ہے وہ یاقوت احمر مین نہین
آب جو دانتو نمین ہے تیرے وہ گوہر مین نہین

کوچۂ دلدار مین جلتے ہین پر جبریل کے
نامہ لیکر جاے یہ طاقت کبوتر مین نہین

کیا مین دیوانہ ہون جو شکوہ رقیبون کا کرون
وصل تیرا اے پری میرے مقدر مین نہین

جسپہ دل آئے وہ بیشک شاہ ملک حسن ہے
عشق کی تفریق مفلس اور تونگر مین نہین

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار
کتنا حریص ہی یہ سگ نفس چار چشم

۱۶۱
بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزا مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اُس آفتِ زمانہ سے ہو کر دو چار چشم
ہی مبتلاے گردش لیل و نہار چشم

اُس گل کی یاد مین ہو اگر اشکبار چشم
دکھلاے جوش بارش ابر بہار چشم

ہی ای نظر یہ تیرے سبب اشکبار چشم
نا دیدہ بازگشت سے ہی شرمسار چشم

بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے
آہو تو ہی یہ آہوے مردم شکار چشم

آنکھین نہ لال کر مرے اشکونکو دیکھکر
لائی ہی نذر کو گہر آبدار چشم

نور بصر کدورتِ خاطر سے اُڑ گیا
آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم

دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر
جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم

بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل
طوفان اُٹھے جو رونے لگے زار زار چشم

سونا کہان تصور دندان یار مین
گنتی ہی اخترونکو فلک پر شمار چشم

نیرنگی زمانہ ہی نیرنگ حسن ہی
دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم

دو ہو گیا وہ سرِ تیغ نگاہ سے
کی جس سے راہ مین مرے قاتل نے چار چشم

جانا ہو نامہ لے کے تجھے نامہ بر تو جا
طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم

ای دل ہی شرط سرمے کے دنبالہ سے اگر
اُس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم

وا ہی یہ مثل دیدۂ انجم سحر تلک
ہوتی نہین ہی بند غضب انتظار چشم

۱۶۲
رہتی ہی مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی اُمیدوار چشم

ہو گئے ہین ذبح تیغ غمزۂ قاتل سے ہم
گو تڑپنے مین رہین کیونکر کسی بسمل سے ہم

روز کترا کر نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم
ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

کیون مرون لیلی وشون عذرا عذارون پر وقار
قیس سا مجنون نہین وامق سا سودائی نہین

جو وہ گیسو نہون رُخ پر پریشان
تو کیون ہو دل مرا یکسر پریشان

ترے دندان سے دُر افشان مری چشم
ترے طرہ سے دل اکثر پریشان

رہے جاری یونہین اشک مسلسل
نہون یارب مرے گوہر پریشان

چمن بندی رہے زخمون کی تن پر
نہون اُس تیغ کے جوہر پریشان

لبِ نازک اگر دیکھے تمھارے
گلِ رنگین کا ہو دفتر پریشان

تری طبع پریشان جمع ہو یار
ہوئی خاک اپنی اب جل کر پریشان

خدارا اے وقار اپنی زبان روک
نصیحت سے نہ کر اب سر پریشان

اکبار تو کر زلف کو اے یار پریشان
گو جمعیت دل ہو مری سو بار پریشان

ہو محتسب شہر کی اے ساقی کوثر
میخانہ مین یکبار تو دستار پریشان

گلشن مین کسی شوخ کی کیا جعد کھلی ہے
ہے کاکل سنبل کا جو ہر تار پریشان

جمعیتِ دل قسمتِ مفلس مین لکھی ہے
رہتی ہے مگر خاطرِ زردار پریشان

دیکھے ہین کھلے بال وقار آج کسیکے
لازم ہے سر آغاز مین گفتار پریشان

وہ آئے ترے تیر سے ہوش مین
جو نخچیر تھے خوابِ خرگوش مین

چمن پوش ہے آبلون سے بدن
یہ خون گرمیان ہین مرے جوش مین

تری ہمکناری کا تھا جسکو شوق
وہ بغلی لحد کی ہے آغوش مین

جو دیتا ہے بوسہ تو گالی بھی دے
ارے غمزہ نیش ہو نوش مین

رہا عمر بھر مین تو پادر ہوا
سر گیسوِ جانانہ بر دوش مین

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد
ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سے کام

مانگین اُس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ
پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سے کام

۱۶۴
گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجکو ہے اُس مست می آشام سے کام

اُسکے کوچے مین اب نجائینگے ہم
صبر کو اپنے آزمائینگے ہم

اسلیے ہے تلاش مجنون کی
اپنا قصہ اُسے سنائینگے ہم

خوف ہے اپنے ضعف سے ہمین
ناز کیونکر ترے اُٹھائینگے ہم

غم ہی ہے تو ایک نالے مین
ہفت افلاک کو جلائینگے ہم

دیکھ اے دل سوال وصل نہ کر
وہ جو بگڑے تو کیا بنائینگے ہم

کہتے ہین دام زلف دکھلا کر
سیکڑون مرغ دل پھنسائینگے ہم

ہجر مین پی کے تیغ کا پانی
اپنے دلکی لگی بجھائینگے ہم

ہے اگر اُلفت کمر مین یہ ضعف
دو ہی دن مین نظر نہ آئینگے ہم

بے حجابی پسند ہے اُسکے
جام پر جام اُسے پلائینگے ہم

ہین وہ وحشی کہ حشر کر دینگے
اپنی زنجیر اگر ہلائینگے ہم

اُسکے در پہ جبین سپر رگڑینگے
خط تقدیر کو اگر مٹائینگے ہم

اُسکی صورت کے ہین دیکھنے والے
آنکھ خورشید سے ملائینگے ہم

ہر طرح وصل ہی سے ہے منظور
آپ جائینگے یا بلائینگے ہم

۱۶۵
آنکھ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان اے واسطی لڑائینگے ہم

شوق یوسف مین لگا ہے جو زلیخا دیکھین
آؤ ہم تم سر بازار تماشا دیکھین

ہوشیاری نے پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت
کب مصیبت سے چھڑائے ہین سودا دیکھین

سواد کند مرا کھولا اس غزل نے وقار
بندھی نہ ہاے ہوا ایک دن ذہینون مین

مین پا شکستہ کہان طفل نے سوار کہان
پھر اسکی گرد کہان اور مرا غبار کہان

تمھارے وصل سے ٹھہرے گا یہ دلِ بیتاب
بغیر آئنہ سیماب کو قرار کہان

بہت دنون سے ہون آمد کا اپنی چشم براہ
تمھارا لے گیا اسے یار انتظار کہان

جو سرد مہری سے ٹھنڈا ہوا اُسکے اے مہرو
رگون مین خون کہان نبض مین بخار کہان

نکل کے سینہ سے جا پہونچے طور سینا پر
گئی پہ چمکنے مری آہِ پُر شرار کہان

جو سمجھین تیرے دمِ تیغ کو طریق اپنا
بتا دے دہر مین ہین ایسے سرگذار کہان

فلک کی صلح کو سمجھے رہو وقار جدال
بنے بھی دوست جو دشمن تو اعتبار کہان

جسکو پاس اُسنے بٹھایا ایک دن
اُسکو دنیا سے اُٹھایا ایک دن

وصل کی شب دیکھتے اُس ماہ کو
سال مین بھی وہ نہ آیا ایک دن

صبح نومیدی ہماری شب کی ہے
عمر گذری وہ نہ آیا ایک دن

کام مین میرے ہمیشہ یار نے
ایک ساعت کا لگایا ایک دن

مثلِ برق اک شب ہنسایا آپ نے
ابر کی صورت رُلایا ایک دن

یادِ زلف و رُخ مین بھولے خواب و خور
ایک شب سوئے نہ کھایا ایک دن

وہ تپ لرزہ کا دورہ ہو گیا
ایک دن آیا نہ آیا ایک دن

یاد جس خورشید رو کی ہے وقار
بھولکر بھی وہ نہ آیا ایک دن

رہتا ہے میرے دلمین ترا نور رات دن
اک شعلہ برق زن ہے سرِ طور رات دن

مانند مہر و ماہ حسینون مین ہے فراق
کیون ایک ایک سے نہ رہے دور رات دن

ساتھ چھوڑون نہ کسی کیس مین محبوبون کا
وہ اگر نکہتِ گل ہون مین صبا بنجاؤن

مرکے عشق لبِ جان بخش کا جائے نہ اثر
خاک بنجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن مری عسرت پر
زرد خجلت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیب معشوق رہے مدنظر صدمون مین
جلکے سرمہ ہون تو مین پسکے حنا بنجاؤن

گھٹکے دمجی یہ تن زار ہوا ہی تو کیا
کاش اس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشق فریاد سے قصد دل مجنون ہی کہ مین
گردن ناقۂ لیلےٰ کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہی جو گھر بیٹھے ہوے جلتا ہون
کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

اے فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل
رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھرے روے توجہ تری جانب سے کبھی
تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

واسطی دلکو ابھی تک تو ہی شاہی کی ہوس
کوچۂ فقر مین پہونچون تو گدا بنجاؤن

۱۶۷

شعرا بندش مضمونِ کمر کیا جانین
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھی آئیگا یا جائیگی جان
چاہنے والے ترے نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہی فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہی جدا گوشہ نشینی ہی جدا
خانہ پرورد کا آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بیدرد مرے اشک بہانے پہ ہنسین
جو ہری جو ہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان بدنی ایک ہی دیوانون کو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی ہین کہان واقف احوال عدم
جو وطن مین ہین وہ ایذائے سفر کیا جانین

دعوی حسن ہی بیجا ترے رخسارونسے
یہ ملاحت یہ نمک شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہمین صیاد ہی کیا
پھول لائے کہ ہوے سبز شجر کیا جانین

جب نظر کیجئے چشمونسے ہی پانی جاری
روکنا اشک مرے دیدۂ تر کیا جانین

میرے ساقی کے پیش ساغر چشم — شیشہ کو کب سر سجود نہین
داغ سوزان ہے جسم مین وہ عضو — سنگ آفت سے جو کبود نہین
باغ ہے داغ گر نہو لالہ — بزم وہ کیا ہے جسمین عود نہین
بسکہ ہے کند ناخن مژگان — عقدۂ اشک کی کشود نہین

ہم جو کہتے تھے تم سے روز وقار
جز ضرر عاشقی مین سود نہین

کسی سے دل کے سوا ارتباط مجکو نہین — بشرط خاص سر اختلاط مجکو نہین
بقید وقت پڑھی مین نے پنجگانہ نماز — شراب پینے مین کچھ احتیاط مجکو نہین
گناہ سرزدہ ہے دست بر کتف بستہ — سوار توبہ ہون بیم صراط مجکو نہین
فراق یار کا ہے درد و غم مقدر مین — نصیب وصل کا عیش و نشاط مجکو نہین

بساط کھل گئی اپنے سخن کی جبسے وقار
قسم خدا کی سر انبساط مجکو نہین

کیون کہون وہ مرے حضور نہین — دل سے جو پاس ہے وہ دور نہین
کچھ سمجھکر کہا انا لیلے — ورنہ مجنون تو بے شعور نہین
عشق مین ناصحا نصیحت کیا — گھسنا دانتون کا کچھ ضرور نہین
آتشین حسن کیون دکھاتے ہو — دل ہے عاشق کا کوہ طور نہین
کون ابھرتا نہین ہے مثل حباب — کس کے سر مین بھرا غرور نہین
دمبدم کا یہ پھر قلق کیسا — بے ترے دل جو ناصبور نہین
اچھی صورت کو چاہتا ہے خدا — اسمین میرا ہی کچھ قصور نہین

اسکو دیکھے گی کس نظر سے وقار
چشم نرگس مین خاک نور نہین

فرق پیری مین ہے اتنا ہی توانائی مین
چاہیئے بیٹھ رہون گوشۂ تنہائی مین

اپنے سائے سے بھی رم کرتا ہی وہ رشک پری
وحشت ایسی ہے کہان آہوئے صحرائی مین

چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارے کی صنم
پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین

سنبخر و مجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا
سر مو فرق نہین ہے تری یکتائی مین

رخصت سجدہ تو دربانسے ترے در پہ ملی
ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین

مجکو کیا کام نہ زندہ مرا مردہ وہ کرین
فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین

شہر والون کے جو ہاتھون سے اٹھائے ہین ستم
عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین

یاد آیا جو ہمین اُس سے لپٹ کر سونا
صبح تک نیند نہ آئی شب تنہائی مین

ترے رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ
شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین

رشک ہے سینۂ پہ داغ سے میرے اسکو
داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین

کبھی کہتا ہون سر بزم جو اُسنے کوئی بات
سنکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین

کسنے دکھلا کے یہ جلوہ ہمین بے چین کیا
پڑگیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین +

حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک
اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین

کب مین روتا نہین گھر دیکھ کے اُنسے خالی
ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

واسطی صحبت احباب ہی اپنی تو حیات
کسطرح خضرؑ بسر کرتے ہین تنہائی مین

١٧٠

وہ دل بھی کوئی دل ہی مکین جسمین تو نہین
کس کام کا وہ گل ہی کہ جس گل مین بو نہین

کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین
غم تو یہ ہی کہ تیغ تری سرخرو نہین

جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہی
کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین

عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر
آئینے کی نظر مین مری آبرو نہین

سنبل کو تیری زلف سے ہی کیا مناسبت
یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہی یہ بو نہین

دل دے چکا جو یار کو پھر زندگی کہان
بچنے کا اپنے جی کے مجھے آسرا نہین

جو دم کٹے وصال مین اے دل ہے مغتنم
معلوم یہ کسے ہے کہ پھر کیا ہے کیا نہین

کیون کھینچتا ہے تیغ دوبارہ وہ فتنہ گر
کیا کام ایک ہاتھ مین میرا ہوا نہین

بگڑے شریف کعبہ سے تو غم نہ کر وقار
جا بیٹھ دیر مین کہ وہان کیا خدا نہین

اُنکا مزاج دوست تلون اگر نہین
پھر کیون زبان پر ہے ادھر ہان اُدھر نہین

شاید کہ سوزِ آہ سے جلکر ہوا ہے خاک
آنسو مین آج بوے کبابِ جگر نہین

دیکھون شبابِ حُسن کو کیا اُس حسین کے
سورج پہ دوپہر کو جو جمتی نظر نہین

سر پر بجائے شورِ قیامت نے گرچہ ڈھول
پر تیرے مست چشم کو ہرگز خبر نہین

جز کار آہ و نالہ نہین کوئی کاروبار
دل پر اثر کچھ اُسکے مگر کارگر نہین

مانند موج جاتی ہے کیون عمر اے وقار
انسان کو ہر نفس جو فنا کا سفر نہین

یاد مین زلف کی پریشان ہون
غم مین دندان کے گوہر افشان ہون

کیون سر زلف مین ہون تیرہ شام
عشق عارض مین صبحِ خندان ہون

وہ مہ چاردہ سے کہتے ہین
حُسن مین تجھسے مین دوچندان ہون

عشق تا پا رسیدہ زلف کا ہے
اپنے طولِ امل کا پایان ہون

برقِ خندان اگر ہے وہ محبوب
پیش خود مین بھی ابر گریان ہون

پائمالی مین ہے سرافرازی
مین تو اک دامنِ بیابان ہون

بزمِ خود آشنائی کا ہون شمع
میزبان آپ آپ مہمان ہون

عشق اک پردگی کا دل مین ہے
اپنی رسوائیون کا سامان ہون

بوسہ آتش عنان ہے اُن کا اگر
مژدہ اے دل کہ برق جولان ہون

آ آکے یار راہ سے پھرتا ہی اُلٹے پاؤن
برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون

کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو
ناساز دشمنونکی طبیعت ہی اندنون

فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام
ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہی اندنون

آواز ناو نوش سے ایسے بھرے ہین کان
ناصح کی ناگوار نصیحت ہی اندنون

جام و سبو ہین سبزہ ہی ابرِ سیاہ ہے
گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہی اندنون

باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز
کیا دشمنونکی سُست طبیعت ہی اندنون

گھر میکدہ مین سامنے ساغر شراب کا
قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہی اندنون

۱۷۲
سارے جہانکی فکر غم ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحتِ حسن ملیح مین
اِس سے نمک ہی میرے کلام فصیح مین

جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدیؐ ہی
باقی ہی گفتگو تو صبیح و ملیح مین

کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب
مضمون درج ہی یہ حدیث صحیح مین

قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا
کلنٹے پڑے ہین پیاس سے حلق ذبیح مین

آسان پسند اُنکی طبیعت ہی نامہ بر
کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین

کیسا مرض گذر ہو جو قبر حسینؓ پر
خاصیت شفا ہی غبار ضریح مین

سب جانتے ہین اُسکی کمر کا نشان نہین
انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین

ابتو یہ اُنکو میری ملاقات کا ہی شوق
ہوتی ہی نذر بندھتے ہین چلے ضریح مین

۱۷۳
کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی
ہی تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جیسے پابند زلف جانان ہون
کیا کہون کسقدر پریشان ہون

کبھی خندان کبھی مین گریان ہون
ایکنون برق ہون باران ہون

آتش ہجر مین اک بت کے جلا ہون برسون
خوف تیرا مجھے اے نار سقر کچھ بھی نہین

جیسے دیکھی گلِ عارض کی بہار اُنکے وقار
باغ رضوان کی فضا پیش نظر کچھ بھی نہین

سادہ رُخ معشوق جو پُرفن نہین
گرچہ آئینہ ہے پر روشن نہین

لب مسّی آلودہ لب کے روبرو
گُل چراغِ غنچۂ سوسن نہین

آہِ دل دشمن ہے داغ سینہ کی
جلوہ گاہِ برق کب خرمن نہین

ہجر مین ہے یاد مژگان کی ترے
موے جسم اپنا کم از سوزن نہین

داغ سینہ کب نہین سوزش فروش
کب چراغان قطعۂ گلشن نہین

لاش خون گرمی سے کی ہے پائمال
بار خون اُسکے سرِ گردن نہین

فکر بخیہ ناصحِ مشفق عبث
جیب کا کب چاک تا دامن نہین

مجکو سودا ہے بیابان مرگ کا
فکر تجہیز و سرِ مدفن نہین

کیا ہو تابِ آتشِ ہجران وقار
دل ہمارا موم ہے آہن نہین

چشمِ خونبار مین کیون لختِ جگر جمع کرین
غنچۂ گل کی طرح کا ہے کو زر جمع کرین

قتل کے بعد ہوا حکم کہ لاشین اُٹھ جائین
قید تفریق سے مقتولون کے سر جمع کرین

یار نے خط و کبوتر کے کیے ہین ٹکڑے
پرزے کاغذ کے کرین جمع کہ پر جمع کرین

فکر مین گیسو و رخسار کے دل کے خاطر
شام ہوتی ہے پریشان جو سحر جمع کرین

ہم رہے دہر مین جبتک تو رہے پا بر کاب
پر نہ یہ ہو سکا اسباب سفر جمع کرین

دونون عالم سے نہ کیون بند وہ آنکھین رکھین
تیرے نظّارے کے خاطر جو نظر جمع کرین

ایک قلم پنج صد و چار ہون دیوانین غزل
ہم کلام اپنا وقار آج اگر جمع کرین

کھینچتا ہی اُس حسین کی تو جو ای ماذ شبیہ
صرف رنگ روے یوسف ہی نمایان تصویر مین

دولتِ دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق
منھ چھپائے لاکھ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان
چھپ رہا ہوتا شگافِ خامۂ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی
جان تازہ پڑ گئی ہر پیکر تصویر مین

چاہتی ہی یہ ادا اُس ترک کی وقت نماز
سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اُس گیسوے پُر پیچ کی
پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجتِ رنگِ حنا کیا تجکو ای ناوک فگن
دست و پا گلرنگ کر خونِ تنِ نخچیر مین

۱۷۵

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی
اسم اعظم مرتضےٰ کا نام ہی تسخیر مین

خیر کیسی اُلفتِ زلفِ بتِ بے پیر مین
بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اُنکی زلف پیچان کی ثنا
پڑ گئی لکنت سے گتھی رشتۂ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہماری چشم گریان کی شبیہ
ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین

ناقبول خلق ہون ایسا جو مین چڑھتا ہون
خون اُتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آلئے ہین جو زندان مین قدم
شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین

اشک خون رویا اگر مین کر کے اُس ابرو کو یاد
بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھ آئے کسطرح جو شے مقدر مین نہو
ہو گئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین بتون کی زلف پیچان پر جو لوگ
حشر کے دن آئینگے جکڑے ہوے زنجیر مین

رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خون سیاہ
بن گیا یہ سرمۂ چشم جوہر شمشیر مین

رو کے دھو ڈالونگا مین تیرے مرقع کو تمام
دیکھکر آنکھین بنا پانی مری تصویر مین

حسن کی کشور کی دی تمکو خدا نے سلطنت
شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا تجکو ہدف
ہو گیا پانی کا قطرہ گھل کے پیکان تیر مین

چھڑکا بیاس دردنمک ہمنے اسقدر — ایک ایک زخم سینہ نمکدان سے کم نہین

مردہ پڑی ہین دل کی تمنائین بیشمار — سینہ ہمارا گورِ غریبان سے کم نہین

انگشت حیف رکھی ہے لب پر جو بعدِ قتل — اے ترک یہ بھی خنجرِ برّان سے کم نہین

صحرا اے ہولناک جنونمین مرے **وقار** — چیونٹی کی آنکھ ملک سلیمان سے کم نہین

عاشقِ گیسوِ دوتا ہون مین — آپ اپنے لئے بلا ہون مین

کیا شکایت اگر نجانے یار — خود نہین جانتا کہ کیا ہون مین

مثلِ گل ہنسکے مین کبھی نہ کھلا — غنچہ سان زیست سے خفا ہونمین

مین تو ایجان ہون بُرے سے بُرا — میرا یہ مُنھ کہون بھلا ہون مین

دل ہے آئینۂ دو رو اپنا — دوست دشمن سے ایک سا ہونمین

تیرا عاشق ہون اے بتِ رعنا — غیر ہون مین کہ آشنا ہون مین

مجکو تسلیم ہے جفاے یار — ہر طرح تابعِ رضا ہون مین

موجِ نکہت مرا جنازہ ہے — کشتۂ خنجرِ ادا ہون مین

پھر چبھا دلمین خارِ غم ہے **وقار** — پھر کسی گل کا مبتلا ہون مین

دلمین دل جب وہ ڈال لیتے ہین — جان تک پھر نکال لیتے ہین

گوندھ کر جعد اپنے سر پہ یہ بت — بال باندھا و بال لیتے ہین

سُن کے آواز گوشِ شب کو ہم — اُسکے آنے کی فال لیتے ہین

ہے اجار اُجاڑتے ہین یہ شوخ — جسکے دل کا محال لیتے ہین

مجھ فتادہ سے ہاتھ اُٹھاتے ہو — گرتے کو تو سنبھال لیتے ہین

دے کے چشمِ سیہ کو سرمہ وہ — سر پہ خونِ غزال لیتے ہین

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیرون پہ لگاؤ یہ خطا ہی کہ نہین

ناز کر اے کمر یار نہ باریکی پر
یہ تن زار مرا تجھسے سوا ہی کہ نہین

دعوی حسن نکر دیکھ تو آئینہ کو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سے یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہی کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا
دیکھ نرگس تری آنکھونمین حیا ہی کہ نہین

کمر یار ہی غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہی کہ نہین

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہی کہ نہین

۱۷۸

کرتا ہی غیر شانہ اُس زلف دلستا مین
یان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوان مین

ہین مرغ خوشنوا ہم اس گلشن جہان مین
جھگڑا اٹھیگا بیشک صیاد و باغبان مین

اُس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہان مین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہمکو ہی کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوان مین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدے مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنان مین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پہ کٹے ہین چلے نہین کمان مین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسون کے گھر کو
شمع قمر ہی روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغو لئے دونون پہلو
پروانہ دل اپنا جلتا ہی درمیان مین

کرتے ہین باغبان کی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ ہوسکی پوچھینگے ہم خزان مین

تعریف گلرخونکی ورد زبان ہی ہردم
منھ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیان مین

دیوانہ ہو نہین ایسا بازار مین جو آیا
بیٹری نے غل مچایا حداد کی دکان مین

پیاسی مرے لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ اسکو سمجھو کانٹے ہین یہ زبان مین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہان مین روح اپنی اُس جہان مین

گرم مضمون سے مقطع کو ہین وقار
مطلع مہر کا جواب کرون

چور دروازہ بان کے ہم بھی ہین
اُنکو روزن سے جھانکتے ہم بھی ہین

جو عدم کو وجود سے ہین گئے
گرد اُس کاروان کی ہم بھی ہین

فاش پردہ کرو نہ کشتون کا
نزع مین مُنھ کو ڈھانکتے ہم بھی ہین

عشق چھوٹا بنا چکا ورنہ
اک بڑے خاندانکے ہم بھی ہین

ترچھی نظرون کو سیدھا رکھین آپ
ورنہ اک ٹیڑھے بانکے ہم بھی ہین

ہے زمین کا ستایا قیس اگر
زخم چین آسمان کے ہم بھی ہین

نقش بیٹھا اُٹھے گا کس سے وقار
سنگ بوس آستان کے ہم بھی ہین

ہے بغل مین یار پر مین دور ہون
واقعی خمیازۂ مخمور ہون

کیفیت مین آئے مین مسرور ہون
مثلِ مے نشہ مین ہر دم چور ہون

پاس اگر آتے نہین ہو تم نہ آؤ
یاد رکھیے گا کہ مین بھی دور ہون

سینہ تابِ آتشِ دوزخ ہو نہین
سرمۂ چشمِ سیاہ طور ہون

روز و شب ہے ماجرائے وصل و ہجر
گاہ ہون مغموم گہ مسرور ہون

حُسن پر غرّا اگر ہے آپ کو
مین بھی اپنے عشق پر مغرور ہون

بھید برسون نہین کھلا یہ اے وقار
خود مین ہون مختار خود مجبور ہون

گاہ بسمل ہون گہے تکبیر ہون
اپنی مین تدبیر کا تقدیر ہون

میرے دم سے ہے جنون کی آبرو
پاسبان خانۂ زنجیر ہون

بے رُخی پر ہے کمان تقدیر کی
گو سراپا ناوکِ تدبیر ہون

دشمنون کے ہون ضرر کا سر نوشت — دوستون کے نفع کی تقریر ہون
ہے خرابی رخنہ اندازِ بنا — قصر بربادی کا مین تعمیر ہون
قد تواضع مین ہے خم مثل کمان — راست کاری مین مثالِ تیر ہون

مین ہون اک نقاش شاعر اے وقار
کھینچتا اشعار کی تصویر ہون

رنگے اشک خونی نے تار گریبان — بہار چمن ہے نثارِ گریبان
کفن کو بھی نکلے نہ تار گریبان — جنون مین یہی ہے وقارِ گریبان
سلامت رہے دستِ وحشت الٰہی — کہ گردن پہ رکھا نہ بارِ گریبان
پھٹے کو سیا ہمنے پھاڑا سیے کو — اُڑاتے رہے یون ہی تارِ گریبان
نہ تکلیف دو ہتھکڑی کو عزیزو — کہ اُلجھے ہین ہاتھون مین تارِ گریبان
ہوئی سُست چالاکی دستِ وحشت — اُجڑتا ہے اب کاروبارِ گریبان
ترے کنٹھے کی یاد مین مجکو اپنا — ہوا تیغ کا دم کنارِ گریبان

وقار اسمین آئی نظر خاکساری
کہ ہو دود نالہ غبارِ گریبان

ادھر ہین مثل گل مصروف چاک جیب و دامانمین — اُدھر مانند غنچہ شرم سے سر ہے گریبان مین
مرصع تمنے چو دانے وہان پہنے یہان ہمنے — بجاے اشک لختِ دل بھرے ہین چشم گریانمین
پسینے کی ترے خوشبو دکھادے باغبان میرا — سمن ہین نازبو مین نسترن مین گل مین ریحانمین
ترے رخسار کو جو کعبہ و مصحف سے دین تشبیہ — یہ کیا معنی نہ آئے فرق اُنکے دین و ایمانمین
ہزارون عاشق ایسے دام و دد کے ہوگئے تھے — موئے فرہاد و مجنون ہی نہ کہسار و بیابان مین
یہ سگ طینت نہین ہین تیرے در کے لائق اے پیارے — رہی ہے مَین مَین تو تو رات دن اغیار و دربانمین

تو اب حج اکبر اے وقار اُس شوخ نے لوٹا

تماشا رقص قربانی کا دیکھا عید قربان مین

نہونگے مجرمون مین بالیقین ہم لوگ عقبا مین
کہ کچھ آئے نہین ہین خودسری سے آپ دنیا مین

نہ دل کو شہر سے اُلفت نہ جی لگتا ہے صحرا مین
پریشان ہے دماغ اپنا سرِ زلفِ چلیپا مین

مین لایا شاخِ طوبیٰ بہرِ خامہ باغِ جنت سے
سخن موزون کیا اُس حور کے جب وصفِ بالا مین

بلاے آسمانی اونچی چوٹی کا ہوا سودا
زمین کے جو گیا نیچے گیا تیری تمنا مین

صباح و شام تا صد سال روز و شب تجھے ڈھونڈا
حرم مین گاہ بتخانہ مین گاہے گہ کلیسا مین

موا ہون ایک بحرِ حُسن کی مین آبِ دندان پر
بہا دین میرا لاشہ کہکے بسم اللہ دریا مین

وقار اب گوشۂ تنہائی مین چپ چاپ جا بیٹھو
کیا ہے ضائع نقدِ عمر کو صرفِ تماشا مین

وہ بت بول اُٹھے کسی بات مین
خدا سے یہ مانگا مناجات مین

ٹپکتا بہت خانۂ چشم سے ہے
مکان بیٹھ جاتا ہے برسات مین

چمن مین ہے گلچین کا کھٹکا لگا
نہ صیاد سا ہو کہین گھات مین

وہان وعظ کا شور مسجد مین ہے
یہان ہاوہو ہے خرابات مین

یہ دعوت عداوت ہوئی اے وقار
کہ ہو غیر داخل مدارات مین

کمر سے اگر آپ تلوار باندھین
تو ابروے دلکش سے خمدار باندھین

ٹپک جاے خجلت سے ابر آب ہوکر
شبِ غم جو رونے کا ہم تار باندھین

اگر جلوۂ زلف زاہد دیکھین
تو مثلِ برہمن وہ زنار باندھین

چھڑا دونگا ہاتھون سے اب اُنکے دامن
وہ آنچل مین اب اپنا اقرار باندھین

وقار آج تو کار ہے کام اُن کا
جو مضمون کُہنہ کو سو بار باندھین

خیالِ عیش سے کیا کام جان دردپرور کو
ہوا لگتی نہین ہے اوج کی پر کٹ کبوتر کو

وہ چمکاتا ہے شعلہ تیغ کا سر پر رقیبون کے
خدا جانے لگی ہے آگ کیا میرے مقدر کو

نظارہ روے آتشناک کا اچھا نہین اے دل
مثل ہے مہر کی گرمی جلا دیتی ہے پتھر کو

بنایا آئینہ لیکن کیا دل کو نہ آئینہ
نہ اتنی بات سوجھی چشم بینائے سکندر کو

جو دیکھے مجکو در پردہ تو ہو کر گرم کہتا ہے
کہ ہے خیر اب اسی مین ٹھنڈے ٹھنڈے جائیے گھر کو

دہانِ زخم دل پر مکھیان ہر دم بھنکتی ہین
دبا یا تھا جو قاتل نے لبِ شیرین سے خنجر کو

مرا دل نرم اسکا سخت ہے ہو کسطرح چسپان
مثل مشہور ہے لگتی نہین ہے جونک پتھر کو

تمھارے جلوۂ عارض سے ہے آتشکدہ دیدہ
پلک جھلتی ہے پنکھا شعلۂ بال سمندر کو

گئے ہین زیر زلفِ پُربلاے یار سے سرکش
سپاہی کی نہین پروا وقار اس میر لشکر کو

سرو قدّون مین تم ہین بالا ہو
گلعذارون مین تم ہین طرّا ہو

ہے وہی شعر جو کہ اچھا ہو
خواہ میرا ہو خواہ تیرا ہو

زخم دل مین ہو تیری ابرو کا
تیرے گیسو کا دل مین سودا ہو

ہجر ہو میرے یا انھین سے ہو
ہو چکے جلد وہ جو ہونا ہو

تیغ ابرو چلے جدھر اس کی
بھیڑ چھٹ جاے صاف رستا ہو

موتیا بند ہو جو نرگس کو
آنکھ اٹھا کر بھی ہم نے دیکھا ہو

وصل مین ہجر کا ہو رنگ وقار
رو برو آنسوؤن کا پردا ہو

کیا جفا کا تری گلا مجکو
کھا گئی ہے مری وفا مجکو

دوستون کا حساب دلمین ہے
عید ہے یار کی جفا مجکو

ہجر خود آشنا مین کافی ہے
نالۂ درد آشنا مجکو

باغ کی ہے ہوا نہ صحرا کی
نہین کھلتا ہے کیا ہوا مجکو

راہ پر جس صنم کو لاتا ہون
وہ بتاتا ہے راستا مجکو

بجز ساقی مین مے نہین پیتا
خلق کہتی ہے پارسا مجکو

مین ہون شاعر وقار چاہتا ہون
مصرع نالہ دے خدا مجکو

قدر عاشق ذرا نہین تجکو
کیا کہون غیر مرحبا تجکو

کیون جفا اپنے دل پہ ہم نکرین
بے وفا جب سمجھ لیا تجکو

دے ہمین یار تو جو بوسۂ لب
ہم بھی خوش ہوکے دین دعا تجکو

لیکے دل جو دیا ہے داغِ فراق
کیا مری جان مل گیا تجکو

پاس اپنے بٹھا نہ غیر کو یار
پاس ہے گر وقار کا تجکو

جو کوئی طائر شکستہ بال ہو
زیست اُسکو جال ہو جنجال ہو

مثل آئینہ ترا نظارہ گر
حُسن کی دولت سے مالامال ہو

ہو جوانی مین ہرا باغِ عمل
بر ثمر کب نخل کہنہ سال ہو

چشمِ عاشق مین نہوگا قحط اشک
موتیون کا راجہ کے گھر کال ہو

قتلِ عالم کیون نہ وہ ابرو کرے
تیغ کا سا جسمین یکسر ڈھال ہو

دستِ مجنون پاے ناقہ کا کبھی
اے خدا اے دو جہان خلخال ہو

جھائین آئینہ مین مہ مین داغ ہے
تیری نسبت کوئی تمثال ہو

جو اُٹھاے مثل سبزہ سر وقار
جور سے گردون کی وہ پامال ہو

مین کرون پیار تمھین گالیان دو تم مجکو
اسی غم نے کیا پامال تھا دم مجکو

غرق آفاق چشم تر نے کیا
قہر طوفان اس تنور کے ہین

سبکے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز
کٹ گئے سارے یہ حضور کے ہین

کب ہی دہشت سزاے عصیانکی
بندے ہم ایزد غفور کے ہین

۱۸۶
واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچۂ یار سے اُٹھنے کو تو ہم اُٹھتے ہین
بیٹھ جاتا ہی مگر دل جو قدم اُٹھتے ہین

یون نکلتے ہین مرے سینے سے نالے شب ہجر
جسطرح ماہ محرم مین علم اُٹھتے ہین

حضرت عشق نے یہ زور دیا ہی ورنہ
کسسے یہ کوہ غم و درد و الم اُٹھتے ہین

دلکو اک بوسہ پہ کسطرح مین اُس شوخ کو دون
دام اس جنس گرانمایہ کے کم اُٹھتے ہین

کشتِ اُمید کو سیراب کرین تو جانین
روز لگے ترے ای ابر کرم اُٹھتے ہین

منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم
دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اُٹھتے ہین

دیکھتا ہون ترے چہرے کو جو ای حور لقا
لطف نظارۂ گلزار ارم اُٹھتے ہین

اب تو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاک نشین
خاک سے کب صفتِ نقش قدم اُٹھتے ہین

بے خبر اپنے فقیرونکی ذرا ای شہ حُسن
ضعف ایسا ہی کہ بستر سے بھی کم اُٹھتے ہین

اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا
کسپہ ان ظالمون کے دست ستم اُٹھتے ہین

بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی
دشمن و دوست کے تابوت بہم اُٹھتے ہین

۱۸۷
واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقۂ شعر عجم اُٹھتے ہین

جہانسے دل یہ خدایا اُٹھائے بیٹھے ہین
تجھی پہ تو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین

یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی
لحاظ شرط ہی اپنے پرائے بیٹھے ہین

اُنھین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر
جو چھاونی تیرے کوچے مین چھائے بیٹھے ہین

میرے ویرانے مین تو آئے ماہ — کہ ہر اک ذرہ رشکِ کوکب ہو
کر تسلی کو آج وعدۂ وصل — کل ہو اُسکی وفا و یا جب ہو
دور سگ سے ابھی ہو ناپاکی — نفس سرکش اگر مؤدب ہو

چاہیئے کلیات مین جو سخن
تھوڑا تھوڑا وقار وہ سب ہو

کعبہ کو جائین کس لیئے اور کیون کنشت کو — پہونچین ہمین سے بندگیان سنگ و خشت کو
گر حسن گندمی ترا اُنکو نہ تھا پسند — آدم نے چھوڑا کس لیئے باغِ بہشت کو
ہے میرے آگے ایک گل و خار و نیک و بد — اللہ نے بنایا ہے ہر خوب و زشت کو
بارش ضرور چاہیئے ابر فریب کی — شطرنج سان جو چاہے کوئی سبز کشت کو
لایا خدا جو اربعہ عناصر ظہور مین — قائم کیا ہے مجھسے پر اُن کی سرشت کو

لکھا خطِ شکستہ مین ہے یک قلم وقار
منشی آسمان نے مری سرنوشت کو

گو قسم سے کہتے ہو آنے کو پر کب آتے ہو — یہ تو کلمے ہین وہی جو تم سدا فرماتے ہو
نالۂ پیہم کی عادت ہوگئی ہے ہجر مین — دیکھکر بیتابیون کو تم عبث گھبراتے ہو
جیتے جی پوچھی نہ جھوٹون ایکدن بھی میری بات — قبر پر کیون پیٹتے ہو کس لیئے چلاتے ہو
تیغ سرافگن کو کیون تم تولتے ہو بار بار — غیر سا سمجھے ہو بزدل جو مجھے دھمکاتے ہو

اسقدر فکرِ سخن اچھی نہین ہے اے وقار
شعر ہی پڑھتے ہو جب تم سوتے مین براتے ہو

منزلِ ہوش و خرد جلدی کہین کوتاہ ہو — جام بادہ یا الٰہی میرا خضرِ راہ ہو
کشور الطاف و ملکِ ظلم کے تم شاہ ہو — قصہ کوتہ عاشقون کے ہر طرح دلخواہ ہو
تم سے کیا نسبت ہے زہرہ کو کہ مین تشبیہ دون — غیرتِ خورشید ہو ایجان رشکِ ماہ ہو

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آئے گی
بیکار ہی اگر ملے اکسیر خواب مین

تعبیر ہی وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
دی ہی کسی نے کچھ مجھے تحریر خواب مین

وحدت پسند وہ ہو نہین برآؤن بھی اگر
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین

اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خوابمین

سوتا تو در پہ پاسکے لیکن یہ خوف ہی
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین

تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہی
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خوابمین

ادراک ہی نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا
ای واسطی ہی موت کی تاثیر خوابمین

۱۸۹

چبھ گئے ہین دلمین یون تیر فگنکے پیکان سیکڑون
مینزبان ہی ایک اسکے گھر مین مہمان سیکڑون

طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
جاکے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون

دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
ہین جہانمین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون

دشت وحشت کی درازی کی نہین کچھ انتہا
پرزے دامن ہوگئے ٹکڑے گریبان سیکڑون

کسکے کسکے دست بدعت سے بچاؤن اپنی جان
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون

خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
مصحف رخ سے ہوئے ہندو مسلمان سیکڑون

کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہروش
ہوگئے اس خاک کے پردہ مین پنہان سیکڑون

نوح کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
اٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھپہ طوفان سیکڑون

وہ صریر کلک اپنی ہی کہ جسکے سامنے
ہوگئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون

درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون

پشت لب پیسارے کے نکلا نہین ہی خط سبز
بیٹھے ہین طوطی کنار آبحیوان سیکڑون

قید خانے سے نکل سکتا ہی کب قیدی کوئی
در پہ بٹھلا رکھے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون

تجکو بھی لازم ہی اے دل کعبۂ ابرو کا طوف
پھر حج کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

فصل خزان معاو ختمۂ نوبہار ہو

یاد جسکو چاند سی صورت تری اے یار ہو
عینک بلور اسکو ہر در و دیوار ہو

شکل آئینہ بشر حیران روے یار ہو
ورنہ مثل نرگس بیمار خود بیمار ہو

رونق بازار کیون ہو مثل یوسف وہ عزیز
جسکے کوچہ مین لگا خود مصر کا بازار ہو

دل ہوا ہے دوست اسکا اسکا اب کیا اعتبار
یار جو دشمن کا ہو وہ خاک اپنا یار ہو

لعل شکر نما کا جو شیدا ہے تیرے اے آئینہ رو
کھلائے جو طائر وہ طوطی سا شکر گفتار ہو

شام کی مشکل سے پیدا کیون نہو سہل سحر
روز و شب جب آہ و نالہ مونس و غمخوار ہو

ہین بسے دل مین ہمارے انکے دندان اے وقار
مثل نیسان چشم گریان کیون نہ گوہر بار ہو

نہ ایجان ہر وقت ابرو مین بل ہو
کہ خامی مین یہ تیغ ضرب المثل ہو

خرد و سرکشی عشق سے کیا کرے گی
نہ محکوم و حاکم مین جنگ و جدل ہو

عوض بوسۂ لب کے دو ایک گالی
کبھی تو مری جان نعم البدل ہو

جسے آپ پہلو سے ایجان اٹھائین
نہ وہ کس طرح گور سے ہم بغل ہو

ملے گی نہ خاک اسکی ہرگز گلی سے
جو نشہ مین الفت کی تیری اٹل ہو

تڑپنے مین وہ رنگ ہو بیکسی کا
کہ افسوس ور روز بان اجل ہو

وفا اس جگہ وصل کی کیا توقع
جہان بوسہ پر رد و زد و بدل ہو

روشن تمہارے حسن سے کیا دل کا داغ ہو
بے نور آفتاب کے آگے چراغ ہو

آئی بہار ہے پین بہ مستان کرین
ساقی و یار و مطرب و نے نہر و باغ ہو

چھائی ہے زلف یون رخ رنگین یار پہ
جیسے گل گلاب تہ بال زاغ ہو

آئے گا آج باغ مین وہ بہر سے کشی
شبنم سے گل کا دھویا ہوا ہر ایاغ ہو

ہمارے پنجۂ مژگان تر نے یہ لیے لتے — کہ موجونکی طرح سوچاک ہین داماں ساحل مین
نہین کچھ احتیاج روشنی مستونکو اے ساقی — چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین
عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب — بجز ایذا کہاں رہرو کو راحت قطع منزل مین
شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن — نہین کھلتی ہے ہرگز جب گرہ پڑجاتی ہے دل مین
وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا — مقید ہوے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین
ترے عشاق کو اے گل کرین مائل تو ہم جانین — شگوفہ چھوڑنا آتا ہی پھولونکو عنادل مین
ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا — میانِ بحر موجون نے اُسے جکڑا سلاسل مین
رہی حسرت نہ وقت نزع بھی وہ دیکھنے آئے — ہوا بیروح تن ارمان دل کے رہگئے دل مین

۱۹۲ کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علی ہین مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اُس حور لقا کی اگر آئے دل مین — سیر فردوس نظر آئے فضائے دل مین
ہے وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے — کسطرح کوئی کرے دخل پرائے دل مین
اہل غم سے ہے مجھے رشک وہ غمدوست ہون مین — غم عالم کو جگہ دون جو سمائے دل مین
پھر کسی فتنۂ عالم پہ پڑی اپنی نگاہ — درد پھر اُٹھنے لگا بیٹھے بٹھائے دل مین
کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہی چراغ — داغ کیونکر کوئی اُلفت کا چھپائے دلمین
سیر کرتے ہوے گلیو نمین پھرا کرتے ہو — اسطرف بھی کبھی آجاؤ جو آئے دل مین
غم و اندوہ کے اُترے ہین مسافر اتنے — کہ کہین جا نہین باقی ہی سرائے دلمین
یار کے مصحفِ رخسار کے حافظ ہین ہم — کئی آئے ہین زبانپر کئی آئے دل مین
راتدن ہجر مین شعلے جو اُٹھا کرتے ہین — آگ ہی آگ ہے شاید کہ بنائے دل مین

۱۹۳ واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہمکو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائے دل مین

صبح رُخ سے ہٹا دو شامِ زلف	روزِ شادی کرو شبِ غم کو
عین مردم ہین اشک سے غماز	راز گریہ سُنا دون ہمدم کو
ہے وہ خلوت نشین گوشۂ دل	بےخودی سے خبر ملی تمکو
روئے گا اپنی آبرو کو ابر	چھیڑ کر میری چشمِ پُرنم کو
عید اضحی کی ہو خوشی جو ملے	ہم سے وہ عشرۂ محرم کو

مین وہ عاشق وقار ہون جو مرون
آئینِ خوبانِ شہر ماتم کو

چھوڑ دون دہر کی محبت کو	نیک سمجھون نہ بد کی صحبت کو
بوسہ ہمکو دیا ہے حُسن کی خیر	آفرین باد اُسکی ہمت کو
آنکھ مین تیری سیل بھی نہ رہی	لگ گئی کیا نظر مروت کو
دیدِ عارض نے تیری آئینہ وار	کر دیا میرے ساتھ حیرت کو
آبرو ہے گہر کی سر کے ساتھ	ہاتھ مین رکھے مرد عزت کو

غمزہ و عشوہ اُنکا آج وقار
لے گیا دل سے صبر و طاقت کو

تم وہ عزیز صاحبِ حُسن و جمال ہو	مثلِ زلیخا حضرتِ یوسف کا حال ہو
لگتی قفس مین تہمتِ پرواز ہے ابھی	سر رنج مین بھی اپنا اگر زیرِ بال ہو
اُسکے سوا ہے کونسا صیاد خلق مین	جسکی چھری کو صیدِ حرم کا حلال ہو
اے رشکِ مہر تیرے مقابل وہ ماہ ہو	جسکے کمال مین لگا نقصِ زوال ہو
اُس چشمِ سرمگین کا جو دیکھے کبھی سواد	حیرت غبار دیدۂ شوخِ غزال ہو
زنہار قید خانہ مین آئینہ کے نہین	کیونکر نہ دلنواز تمہارا خیال ہو

آبِ بقا ہے یار کی شمشیر مین وقار

شب وصلت مین ہمسے ہر گھڑی گھبرا کے کہتے ہین
نچھیڑو ورنہ فرق آجائیگا صاحب سلامتی مین

کسی زخمی کو ہی میری طرح کب درد کی لذت
نمک ہین بیچ بھرا ہی اپنے ہاتھون ہر جراحت مین

رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ
بسر کی زندگی تاریکی شبہاے فرقت مین

یہان ضعف و نقاہت سے نہین ہی ہاتکی طاقت
ملک کس سے کرینگے پرسش اعمال تربت مین

طبیعت پائی ہی ہمنے بھی ابراہیم ادہم کی
فقیری کا مزہ باقی ہی ہمکو ملک و دولت مین

یہ رنگ بیخودی چھایا کہ بھولا یاد لیلی کی
قدم مجنون نے جب رکھا مرے صحراے وحشت مین

نظر کرتے نہ تھے یا ہوتے ہین اب ہم سخن ہمسے
خدا جانے کہ کیا بات آگئی اُنکی طبیعت مین

کرین پہلے دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو
صلوۃ و صوم ہین بیکار فرق آئے جو نیت مین

اداے ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
سراپا سحر رکھا ہی خدا نے اُسکی خلقت مین

نہ اُٹھا ملکسے ہرگز جو اُٹھایا بار عشق اسنے
مگر انسان زیادہ ہی فرشتون سے بھی طاقت مین

مثل سچ ہی نہین رہتا ہی وقت اور بات رہتی ہی
وہی ہی دوست جو کرتا ہی شرکت رنج و محنت مین

ہوا کرتے ہین اپنے کام مین ہشیار دیوانے
گلی مین یار کی دھونی رمائی ہمنے وحشت مین

خدا زر دے تو کچھ راہ خدا مین چاہیے دینا
خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

پس دیوار مین ای واسطی نالے نہین کرتا
خلل ایسا نہو پڑ جاے اُنکے خواب راحت مین

۱۹۵

ہزار در سے ہم اُنکے اُٹھائے جاتے ہین
قرار دلکو نہین اسپہ جاے جاتے ہین

مقام کون تھا مستقل جہان نہ ٹھہرا مین
ابھی تلک وہ مجھے آزماے جاتے ہین

ہوا یقین کہ چھپکر گئے تھے غیر کے گھر
مین جون جون چھیڑتا ہون وہ لجائے جاتے ہین

جواب دیچکے تم قطع ہو گئی اُمید
ہمین ہین جو در دولت پہ آئے جاتے ہین

مکان دل سے غم و درد ہونگے کب رخصت
یہ میہمان تو کلیجے کو کھائے جاتے ہین

ہوا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہی کس کا
جھڑے اُترتے ہین جوشن بڑھائے جاتے ہین

پھرتا ہے شانہ زلف مین اس مہ کے رات بھر — غفلت گزین گشت شبانہ عسس نہ ہو
اے عندلیب حسن مین گل کی ہے شان برق — خاکستر آشیان کا کہین خار و خس نہو
گو فرد فرد دیتے ہین اُسکو سوال سب — اے دل تو بار عام مین ہان ملتمس نہو
اُس لب کی چاشنی پہ ہوے کتنے تلخ کام — پابند دل مرا کہین مثل مگس نہو
ہو کاروان روان جو مرے اشک کا وقار — کیونکر فغان نالہ صدا اے جرس نہو

کس نے بیہوش کر دیا مجکو — بادہ کا جوش کر دیا مجکو
یاد ہردم نے آپ کی صاحب — خود فراموش کر دیا مجکو
چشم مخمور نے تری ساقی — مست و بیہوش کر دیا مجکو
زلف پا بر ہوا ے جانان نے — خانہ بردوش کر دیا مجکو
نالہ سان شوق وصل مہرو نے — ہالہ آغوش کر دیا مجکو
دل کی بیتابیون نے برق سے آج — دوش بادوش کر دیا مجکو
گالیون نے کسی صنم کی وقار — ہمہ تن گوش کر دیا مجکو

دل ہوا منزل سفر تجکو — خاک ہو میری پھر خبر تجکو
روز و شب شام و صبح ڈھونڈھتے ہین — کو بکو شمس اور قمر تجکو
تو تو مثل نظر ہے ہرجائی — کوئی ڈھونڈھے کدھر کدھر تجکو
بیٹھ آنکھون مین میری تل کی طرح — تا نہ بدبین کی ہو نظر تجکو
ہے شب وصل یار چپ رہنا — اُسکے رخ کی قسم سحر تجکو
قلعۂ دل جو میرا فتح کیا — تہنیت دیتی ہے ظفر تجکو
ہجر مین ہوگیا وصال اپنا — پر نہ ہرگز ہوئی خبر

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین
کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین

بے سبب آتش فرقت سے مین بیتاب نہین
دل پر سوز کم از طائر سیماب نہین

ہون وہ میکش مجھے کافی ہی مرا شیشۂ دل
ساقیا کچھ بط مے مین پہ سرخاب نہین

کسقدر ہی ترے رخسارۂ روشن مین چمک
چودھوین رات کو یہ جلوۂ مہتاب نہین

آپ کا منھ ہی کہ خاموش مین رہ جاتا ہون
ورنہ اغیار کی باتونکی مجھے تاب نہین

جو شگفتہ نہو کیا اُس سے ملاقات کا لطف
قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین

تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر بسجود
عقل حیران ہی کہ یہ کعبے کی محراب نہین

کام ہمجنس کے آتا نہین ہمجنس کبھی
ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین

روز و شب کیون مجھے رکھتا ہی فلک چکر مین
اے جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین

کیون یہان روز گلے کٹتے ہین جانبازونکے
کوچۂ یار اگر مسلخ قصاب نہین

یا خدا کیون اسے گردش ہی سبب کیا اسکا
بحر الفت مین سفینہ مرا گرداب نہین

ہی مرا خانۂ تاریک بھی ظلمات تنگ
دنکو خورشید نہین راتکو مہتاب نہین

آتشین رخ کو ترے دیکھ کے کیا دل ٹھہرے
قایم النار کسیطرح یہ سیماب نہین

تو بھی عامل کیطرح صاحب تسخیر ہی کیا
ہی پری شیشہ مین ساقی یہ مے ناب نہین

وصل کو تیرے سمجھتا نہین مین خواب خیال
خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

۱۹۸

واسطی رونے کو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھونمین مرے آب نہین

موجۂ باد بہاری اگر آ جاتے ہین
دل مین دیوانون کے اک آگ لگا جاتے ہین

دل کا احوال جو کرتا ہون بیان ہین اُنسے
سن کے اس کان وہ اُس کان اُڑا جاتے ہین

رات بھر غش مین پڑے رہتے ہین بیمار ترے
صبح کے وقت کبھی ہوش مین آجاتے ہین

کون پھولونکے نظارہ کا ہی ہم سا مشتاق
ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

کبھی وہ زلف ہو شام غریبان — کبھی یارب وہ رخ صبح وطن ہو
اگر چشم سیاہ یار دیکھے — غزال چین کا نشۂ ہرن ہو
جو یوسف کی طرح دون سونگھکر جان — دہن کے پاس وہ سیب ذقن ہو
جو پیراہن کا ہو مشتاق عاشق — لحد مین گور اُسکی بھی کفن ہو

بلا سے اے وقار ابتر ہوا احوال
اگر سودا اسے زلف پر شکن ہو

عارض پہ رہی زلف سیہ فام ہمیشہ — پامال رہا کفر کا اسلام ہمیشہ
اک رات بھی سونا نہوا ساتھ میسر — کہنے کو رہا تمسے مین بدنام ہمیشہ
افسوس نہ چھوٹا کبھی خورشید گہن سے — چہرہ پہ رہی زلف سیہ فام ہمیشہ
آنکھین کبھی دکھلائین کبھی وہ ہوے برہم — دکھ دیتی رہی گردش ایام ہمیشہ
پائی نہ کدورت نے جگہ شیشۂ دل مین — خالی مے نخوت سے رہا جام ہمیشہ
جاسوس ہین اُنکے کہ فرشتے ہین خدا کے — دو ساتھ لگے پھرتے ہین تمام ہمیشہ
صورت بھی نہ دکھلائی جھروکے سے کسی دن — ہم تکتے رہے یار سوے بام ہمیشہ
ہے پختہ مزاجون کے لیئے سنگ حوادث — رہتا ہے سلامت ثمر خام ہمیشہ
دم بھرتے ہین آہو تری خوش چشمی کا تو کیا — پستے رہے ان آنکھونپہ بادام ہمیشہ

کرتا ہون وقار آج تمھین ایک نصیحت
وہ کام کرو جسمین رہے نام ہمیشہ

جو یار ہے قدر کو تعلق قضا کے ساتھ — وہ ظلم کو ہے ربط تمھاری ادا کے ساتھ
ہے اتحاد کاکل و گیسو کا زلف سے — اے دل یہ وہ بلا ہے جو ہے دو بلا کے ساتھ
معدوم ساتھ روح کے ہوتا نہین ہے جسم — مرتا نہین سُنا ہے کوئی آشنا کے ساتھ
ضد و نقیض گو نہو پر اسکو کیا کہون — لپٹی تری جفا ہے جو میری وفا کے ساتھ

دکھلا دو اپنی شکل کہ مانند آئینہ — آنکھین ہوئین سفید غم انتظار مین
ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اُس سے فائدہ — تسبیح کا امام نہین ہی شمار مین

۲۰۰

اُمید اُسکے آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہی مرا انتظار مین — ہو گی نہ اسطرح کی سیاہی مزار مین
کھاتے ہین داغ یاد رُخ گلعذار مین — سودا چمک گیا ہی ہمارا بہار مین
سو گل شگفتہ ہون چمن روزگار مین — وہ گلبدن ہی ایک مین کہدون ہزار مین
کلفت زدونکو دیکھ نہ ذلت کی آنکھ سے — شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین
کھولے گی اسکو آکے کلید ہلال عید — روزہ جو قفل ہی دہن روزہ دار مین
نلے ہمارے توپ کے گولو نسے کم نہین — کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین
ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہی آجتک — نامہ لکھا ہی یار نے خط غبار مین
اب بھی جگر کی آگ سے شعلے بلند ہین — کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین
حافظ خدا ہی بال و پر عندلیب کا — پھولے ہین گل کہ آگ لگی ہی بہار مین
ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا — کہدے بجیو کیا ہی رقم اضطرار مین
چکرا رہا ہی شعلۂ جوالہ کی طرح — داغ فراق اپنے دل بیقرار مین
تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا — ڈھونڈھا کیے ہزار فرشتے مزار مین
ہو یاد چشم مست کے ہمراہ رُخ کا دھیان — ساقی ہی لطف بادہ کشی کا بہار مین
گیسو مین اُسکے پھنسکے ہین خوش عاشقونکے دل — ہین مست بوے مشک سے آہو تتار مین

۲۰۱

ہی یاد زلف یار سیہ ابرو واسطی
طاؤس کا ہی جلوۂ دل داغدار مین

مر کے آرام مجھ آوارہ کو دے خاک زمین — آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک زمین

چشمۂ خضر ہے دہن تیرا
لب ہین رشک زلال مجھسے نپوچھ

پوچھ لیدا اپنے دل سے تو
اے صنم میرا حال مجھسے نپوچھ

سایۂ قد سے اُسکے گلشن ہین
ہر شجر ہے نہال مجھسے نپوچھ

غم مین تیرے **وقار** کا اے بت
ہے دگرگون جو حال مجھسے نپوچھ

اُلفتِ شیرین کو بھاری سل سمجھ
سہل کو اے کوہکن مشکل سمجھ

گرد باد دشت اے مجنون نہو
تل کو لیلی چشم کو محمل سمجھ

جان نبضِ راہ دشتِ نیستی
تیغ ابرو کا مجھے بسمل سمجھ

دل کو بیت اللہ کہتا ہے جہان
اسکو اے بت منزلت منزل سمجھ

ہے جو شب بیدار تیری یاد مین
اُس فرامش کار کو غافل سمجھ

خونِ دل ہے سرخروئی کا نشان
مجکو بسمل اپنا اے قاتل سمجھ

وہ نگاہِ گرم ہے برق اے **وقار**
خرمنِ ہستی کو بے حاصل سمجھ

دل مین جو حرفِ دوستان ہو گرہ
پھر وہ ناخن سے وا کہان ہو گرہ

وہ بنے تار سبحہ و زنار
کاروبار اپنے مین جہان ہو گرہ

گل اگر دیکھے وہ لبِ رنگین
زیرِ لب خندہ غنچہ سان ہو گرہ

عقدۂ زلف کا جو کھولون حال
اندرونِ دہن زبان ہو گرہ

صاف ہرگز نہو شکستہ تار
گرچہ جوڑین تو درمیان ہو گرہ

دیکھکر تیرے جوڑے کی بندش
مار سیدھا ہو بے نشان ہو گرہ

ہو عیان خاک اُسپہ حالِ نہان
جبکہ لب پر مرے فغان ہو گرہ

اسقدر نرم ہے بدن اس کا
مثل رشتہ ہر استخوان ہو گرہ

ایک نالہ بھی جو فرقت مین کرون دل سے بلند	گر پڑے پھٹکر یقین ہی آسمان پر آسمان
ماہ نو دیکھا جو ہجر یار مین ثابت ہوا	قتل کرنے کے لیے لایا ہی خنجر آسمان

۲۰۳

واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچھلیا دریاے اخضر آسمان

بات کب بے سر و پا کہتے ہین	ہم تو زلفونکو بلا کہتے ہین
مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون	اُسنسے پوچھو تو وہ کیا کہتے ہین
دم نکل جاے غم اُلفت مین	ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین
کعبہ رویون کیطرف مائل ہی	دلکو ہم قبلہ نما کہتے ہین
کسکی طاقت ہی کہ دے اُنکو جواب	جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین
آئے بے وعدہ وہ میرے گھر مین	اسکو تائید خدا کہتے ہین
وہی دیتے ہین ہمین داغ پہ داغ	جنکو ہم ماہ لقا کہتے ہین
ماسوے اللہ نہین ہی کوئی	اس سے ہم بُت کو خدا کہتے ہین
لن ترانی کے سوا کچھ نہ کہا	اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین
ہی وہی سجدہ گہ اہل نظر	جسکو نقش کف پا کہتے ہین

۲۰۴

واسطی چھوڑ بتون کی اُلفت
تجکو دیندار بُرا کہتے ہین

قتل کر ڈالین مجھے مہندی لگا کر ہاتھ مین	یہ ستمگر کیون لیے پھرتے ہین خنجر ہاتھ مین
جیتے جی تھی یار کی زلف معنبر ہاتھ مین	حشر مین اُٹھینگے ہتکڑیان پہنکر ہاتھ مین
سنکے مجھ دیوانہ خو سے شکوۂ خط جبین	کہتے ہین سر پھوڑ اپنا لے کے پتھر ہاتھ مین
تا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل	پھینک دے اس جنس ناقص کو وہ لیکر ہاتھ مین
بہکے بازی جان کی چوپڑ جو کھیلی یار سے	واژگون پانسے پڑے ہارا گیا ہر ہاتھ مین

نصیب اپنا سا برگشتہ اگر ڈھونڈھین تو کم نکلے
جو لا مین شہد ہم بازار سے تو گھر مین سم نکلے

تمھارے عشق ابرو مین ہلال عید کی صورت
ہزارون انگلیان اٹھین جدھر سے ہو کے ہم نکلے

عدم سے روح مجنون آئے اسکی پیشوائی کو
ترا دیوانہ اد لیلی جو گھر سے دو قدم نکلے

کسی کا کیا گلہ خوبی ہے یہ اپنے مقدر کی
وہ ہون مانوس غیرون سے ہمارا آئنہ دم نکلے

غریق بحر حسرت ہون کرونمین رشک کس کس کا
ترے عاشق پری اور حور و غلمان ارم سے نکلے

لکھین مضمون اگر ہم میکشی کا اپنے ساقی کی
قسم جمشید کی حرفون سے شاخ بادہ جم نکلے

حیاتِ جاودانی اپنی سمجھون اے وقار اسکو
پہونچکر آستانِ یار پر اپنا جو دم نکلے

خامشی عشاق سیکھین طوطیِ تصویر کی
فائدہ کیا رات دن گر آہ بے تاثیر کی

لطف کیا گر کوہکن نے فکر جوے شیر کی
جان شیرین کی نہ اپنی خاک کچھ تدبیر کی

روے آتشناک سے انکے نقاب اٹھے اگر
شمع رہ جائیگی بجھ کر ماہ پُر تنویر کی

مانعِ دیدارِ جانان غش ہوا وقتِ وصال
بن گئی فرعون موسیٰ کو کجی تقدیر کی

مائل پرواز ہے اسکی ہوا مین مرغ دل
ہر مژہ پر جسکے پھبتی ہے قضا کے تیر کی

آمد خط سے اڑے غیر اپنی چاندی ہو گئی
سبزۂ روے مطلا بوٹی تھا اکسیر کی

ہے ترقی پر فروغ طبعِ عالی اے وقار
شمع مضمون کو مرے پروا نہین گلگیر کی

جیسے دیکھی ہم نے صورت اک بت بے پیر کی
چاہ اے مانی نہین یوسف کی بھی تصویر کی

کر دیا زندہ مجھے معمار نے مرنے کے بعد
قبر میری رہگذر مین یار کی تعمیر کی

مثل داؤد اے جنون آہن کو ہم کرتے تھے موم
جن دنون طاقت تھی تن مین دانۂ زنجیر کی

جسکے برق حسن کی ہر گل مین سوزش ہے کہ آج
جستجو ہے باغبان گلچین کو آتش گیر کی

تشنۂ جام شہادت کی بجھی اک دن نہ پیاس
آبداری دیکھ لی قاتل تری شمشیر کی

کس سے علاج ہو سکے تیرے مریض کا
روے زمین پہ عاشق گردون نشین نہین

خالی ہی جسم دل ہی مرا پاس یار کے
یہ بھی عجب مکان ہی کہ جسمین مکین نہین

نفرت رہی جہانمین رفعت سے عمر بھر
ہون وہ گدا مکان مین کہ عرش نشین نہین

وہ زار تھا جو آئے مری قبر پہ ملک
سمجھے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین

ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئنہ
ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین

وہ کون میکدہ ہی کہ ساقی نہین ہی خلد
موجود دخت رز ہی اگر حور عین نہین

کلمہ تمھارے نام کا پڑھتا ہون آن جبتک
یسین کی احتیاج دم واپسین نہین

پڑھیے تو میرے نامہ کو مضمون کھلیگا صاف
لکھا قلم کا ہی کوئی خط جبین نہین

۲۰۶

دیکھون گا اسکو دور سے نزدیک واسطی
دل تو ہی میرے پاس اگر دوربین نہین

اول تو مین اُس کوچہ مین جاؤن کہ نجاؤن
پھر سوچ یہ ہی جا کے پھر آؤن کہ نہ آؤن

یہ مسئلہ بتلائیے ای مجتہد العصر
اک بت ہی اُسے دیکھنے جاؤن کہ نجاؤن

دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا
پھر چھاونی اُس کوچہ مین چھاؤن کہ نچھاؤن

ہون دید کا بھوکا تمھین انصاف سے کہدو
جب وہ نہ ملے رنج مین کھاؤن کہ نکھاؤن

دیدار دکھا جلد اُلٹ چہرہ سے پردہ
ہی آمد غش ہوش مین آؤن کہ نہ آؤن

ایدل تنک وہ وہ شرط ہی آیندہ مقدر
سرگشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نپاؤن

کھٹراگ ہی یہ راگ ترا ہجر مین مطرب
اپنی ہی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نگاؤن

انگیا کی جو چڑھتا یہ پڑا ہاتھ نہ تو تنگ
طائر ہی اسے دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

۲۰۷

ای واسطی آتے ہین وہ دل توڑنے لیکن
ہی سوچ حرم ہی اسے ڈھاؤن کہ نہ ڈھاؤن

مین تو کہتا تھا کہ اس درد جگر کو کیا کہون
کچھ سنا جا کر کہا کچھ نامہ بر کو کیا کہون

باریک وہ کمر ہے ہمارے خیال سے

وہ مژہ مارتی کٹاری ہے / چشم بد دور زخم کاری ہے
آنکھین جھپکا گیا وہ برق آسا / دل مرا وقف بیقراری ہے
قیس باد صبا ہے بو لیلے / شاخ گل نافہ کی سواری ہے
زلف تک گو نہ پہونچا شانہ وار / ہاتھ کو پر امیدواری ہے
دل پہ چڑھتی نہین کوئی تدبیر / میری تقدیر وہ اُتاری ہے
دوستون سے ہے اُنکی عیاری / اور اعدا سے دوستداری ہے

دم سمجھتا ہے اے وقار وہ شوخ / میری دو دن سے دم شماری ہے

ہو عید یا محرم ہم غم کیا کرین گے / وہ روزہ دہر دو دن مین ماتم کیا کرینگے
مضمون درہمی کا گیسو کے باندھینگے ہم / ہردم مزاج اپنا برہم کیا کرینگے
اُس حرف ناشنو کی فرقت مین چپکے بیٹھے / ہم اپنے دل سے باتین ہردم کیا کرینگے
کانون تک اُسکے پہونچے مانند زلف جب ہم / سرگوشیان سراسر باہم کیا کرینگے
وہ زلف و رُخ سے اپنے کافور و مشک لیکر / تیار زخم دل کا مرہم کیا کرینگے
گو تلخ وہ کہین گے لبہاے شکرین سے / ہردم دعا مگر ہم ہمدم کیا کرینگے

گو خون کا قطرہ قطرہ دل سے وقار کم ہو / لیکن سخن سخن سے ہم ضم کیا کرین گے

ہر اک کے لب نشین سخن سخت و سست ہے / جب سے کہ عشق قامتِ چالاک و چست ہے
میرا یہ منھ حضور کہ لاؤن زبان پر / جو قول و فعل آپکا ہے نادرست ہے
بیمار چشم کا تری بیمار جو موا / تشخیص مین مسیح کی وہ تندرست ہے
ہر پل جو اشک ہر بُن مژگان سے ہے روان / اپنے سیاہ نامہ کی یہ شستو شست ہے

وطن سے دور حاصل بھی جو دولت ہو تو کیا حاصل
تماشا کون دیکھے ہو جو رقصان مور جنگل مین

دیار عشق مین دستور ہین چار ایک سلطان کے
تفوق ہی مجھے فرہاد و قیس و وامق و نل مین

میسر ویرانے مین وہ خسروی خوبی جو آجائے
ابھی عشرت کے سامان ہون ابھی منگل ہو جنگل مین

گلستانمین جو وصف عارض گلرنگ مین لکھون
ورق ہون صرف آٹھون جنتونکے باب اول مین

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون
بلایا ہی انھین آجائینگے وہ آج ہی کل مین

۲۰۹

ہون وہ دیوانہ کہ زندان مین جو گھبراتا ہون
بیڑیان توڑ کے جنگل کو نکل جاتا ہون

تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو ہوتا نہین ہوش
تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آجاتا ہون

تیرے سمجھانیکی حاجت نہین کچھ ای ناصح
مانتا کب ہی بہت دلکو مین سمجھاتا ہون

شوق رہتا ہی مجھے کسکی ہم آغوشی کا
ہاتھ پھیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون

صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے
دل مضطر کو یہ کہہ کہکے مین بہلاتا ہون

روش ناز مین اتنا بھی نہین انکو خیال
کسکا سر ہی مین جسے پاؤنسے ٹھکراتا ہون

طاقت دل ہوئی زائل یہ غم فرقت سے
اب جو ناز انکے اٹھاتا ہون دبا جاتا ہون

زاہد و کفر نہین عشق کسی ملت مین
لو مین ایمان محبت کی قسم کھاتا ہون

نہین کرتا ہی کوئی مجکو ہدف تیر افگن
لاکھ گوشونمین کمانونکی مین چلاتا ہون

عمر گذری کہ ہون ایذائے مرض سے دلتنگ
نہ اجل آتی ہی مجکو نہ شفا پاتا ہون

ای پری کون ٹھکانا ہی مری وحشت کا
بیٹھے بیٹھے ترے کوچے سے بھی اٹھ جاتا ہون

تمھین انصاف کرو دلمین تم اپنے سوچ
حرف شکوے کا زبانپر مین نہین لاتا ہون

تخم زشت (?) کی پہونچی ہی یہانتک نوبت
ابتو العفو بھی کہتے ہوسے پچھتاتا ہون

دل تو [illegible] دیا سوچ چکے لیکن انجام
ہاتھ ملتا ہون خجل ہوتا ہون شرماتا ہون

واسطی [illegible] بہت [illegible] اتنی بھی خبر
کون ہو مین کدھر آتا ہون کدھر جاتا ہون

نہ جب تک ہاتھ کا اپنے لکھا دے

تعریف لکھنی ہے کمر مو مثال کی — باریک بین ہون کھینچنی ہے کھال بال کی
ہے نقص مین بھی اُنکے تجلی کمال کی — داغ قمر کی شکل ہے چہرہ پہ خال کی
نوبت یہ پہونچی موسے میان کے خیال کی — آنکھون مین ہے کھٹک مری ہر وقت بال کی
اے ہجر حُسن حال نہ بیتا ہون کا پوچھ — دل میرا تیری زلف مین مچھلی ہے جال کی
گو دور ہجا گئے ہین مرے رنج سے حضور — مجکو تو پاسداری ہے اپنے ملال کی
بوسہ دہن کا اُسکے نہ پائینگے اپنے لب — داغی ہے مین نے نوک زبان سوال کی
دندان کے استعارہ سے گوہر ہین آبدار — تشبیہ لب سے یار کے سُرخی ہے لال کی
پیدا ہو شیشہ سنگ سے قدرت خدا کی ہے — صورت ہے شام ہجر مین صبح وصال کی

ہم تو کمیت خامہ اُڑاتے رہے وقار
پست و بلندکی نہ کبھی دیکھ بھال کی

اے ماہ تیرے ہجر مین نالہ بلند ہے — ہر کنگرہ پہ عرش کے میری کمند ہے
جیسے کہ عشق خالِ رخ دلپسند ہے — یہ رشک ہے کہ آگ مین جلتا سپند ہے
ٹانکے گئے ہین سینہ و دل کے ہمارے زخم — دیوار و در کا یار کے ہر رخنہ بند ہے
مژگان و آہ و گریہ ہین باران و برق و ابر — نالہ ہمارا رعد سے غل مین دو چند ہے
مانند سایہ ساتھ مین پھرتا ہون یار کے — ہموار ہے وہ راہ جو پست و بلند ہے
نازک ہے میری طبع اُٹھاتی نہین ہے بار — وہ گل ہون عکس خار سے جسکو گزند ہے

پھولا ہے غنچہ جیب مین دامن مین گل کھلا
سر کو مرے وقار گریبان پسند ہے

لالہ تمھاری تیغ نگہ کا شہید ہے — نرگس ستادہ باغ مین حیران دید ہے
اُس مہ کی دور سے ہی تمناے دید ہے — دیکھون اگر مین پاس سے عید سعید ہے

۲۱۱

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس دہر فانی مین
خیال اسنا انکو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین درکار کیا امداد غیر انکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہی چراغ آسمانی مین

تمھارے نالہ کش بیطاقتی مین رکھتے ہین طاقت
فلک سر پر اٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر می سے گریزان ہون
کہ کاغذ بھیگ کر بیکار ہو جاتا ہی پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچے بیٹھے ہین تصویرین
شکر رنجی نہو جائے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل ہی لالہ ہی اسمین ہمیشہ ہی بہار اسکی
خزان کا دخل ہو کیونکر مرے باغ معانی مین

تمھارے شعلۂ عارض مین آئینہ کا عالم ہی
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہی آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سے ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کچھ بھی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سے خالی
مزہ موسیٰ کو تھا کیسا صدائے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتے ہین یہ اغیار سے کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہونچینگے تو اسکو چمن عاشق مرکے پہونچینگے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احبا بھی ہین اسکے دشمن جانی
مجھے آتش اگر پڑ جائے آب زندگانی مین

نہین ہی بیت وصف تیغ ابرو سے کوئی خالی
تفاوت کیا مرے دیوانمین اور شمشیر خانی مین

پری سمجھے جو دخت رز کو ہم معذور رکھ واعظ
نہین کچھ سوجھتا انسانکو ایام جوانی مین

خضر نے آبحیوان مین نہ پایا ہوگا ایسا قی
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہی ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہی
اثر افسون کا ہی ای واسطی اپنی کہانی مین

۲۱۲

کسی سے دلکو لگا چکے ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہین
سزا محبت کی پا چکے ہین غضب کے صدمے اٹھا چکے ہین

کبھو یہ جو رونے سے [illegible] آئی ہین جام کوثر
نہین مین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجکو پلا چکے ہین

کسی نے اسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پھر نہ آیا
کوئی کچھ اسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکے ہین

[illegible] لباس زرین کیا ہی سامان بہر تزئین
کہ گھر کے گھر مین جلاے قالین ہم اپنی آنکھین بچھا چکے ہین

قاتل کی مرے کھنیون سے خون ٹپکتا
یکدست جو گہ قبضۂ شمشیر کی بھرتی
بھرنا نہین ممکن ہے کسی زخم جگر کا
جب تک کہ نہو مرہم تدبیر کی بھرتی

واللہ وقار آپ نے یہ گردنی کھائی
ہر شعر مین الفاظ ہین خوگیر کی بھرتی

اُس شوخ کے وصلت سے طبیعت نہین بھرتی
ہوکے کی یہ ہے بات کہ نیّت نہین بھرتی
گر وصل نہو خیر مگر بوسہ دیے جاؤ
ہر روز کے فاقون کی مصیبت نہین بھرتی
اے دیدۂ خونبار ترے روبرو پانی
ہر بوند سے کب بارشِ رحمت نہین بھرتی
گھل گھل کے موا ہون جو کمر کے ترے غم مین
حسرت کے سوا لاش سے تربت نہین بھرتی
باڑے کے فقیرون کی طرح بیٹھے ہین عاشق
کب آکے گلی مین تری خلقت نہین بھرتی

بوسہ کے نہ دینے پہ وقار آنکھوند و دل
اس بخل کی حامی مری ہمت نہین بھرتی

کشتہ قد کا ہون ترے اے گل تر یاد رہے
میری تربت پہ سدا سایۂ شمشاد رہے
چھوڑ کر الفت عارض جو ہوے عاشق زلف
کعبے ویران رہے بتکدے آباد رہے
داد غیرون کو جو دی تمنے بلا سے اپنی
عمر بھر ہمتو صنم موردِ بیداد رہے
عشق نے قید مشقت سے رہائی کسے دی
آج تک ہمتو وہی کاٹتے میعاد رہے
داغ حسرت ہی ملے خط غلامی کے عوض
پاس میرے بھی سند اے ستم ایجاد رہے
خود گلا کاٹ کے قیدِ غمِ فرقت سے چھٹے
شکر ہے ہمتو نہ منت کشِ جلاد رہے

عشق مین ہم کمر یار کی اک عمر وقار
چشم مردم سے نہان صورتِ ہمزاد رہے

اسقدر زخمی حسرت دل ناشاد رہے
سینہ داغون سے سدا گلشن شداد رہے
مین وہ تھا مرغ خوش الحان کہ جسے کر کے ذبح
خاک اُڑاتے چمن دہر مین صیاد رہے

اوسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین — دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین
ہی بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین — ہی سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین
ساقیا اس میکدہ مین اب مین کہہ کیا کرون — دختر رز کیا صاف شیشے کا بھی تجھسے دل نہین
برق سکھلائی ہوئی ہی اس نگاہ تیز کی — ورنہ کچھ شمشیر جھلانے سے اوسے حاصل نہین
عشق کے میخانے سے باہر نکلنا ہی محال — کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین
ڈھونڈھتا پھرتا ہی ناحق قیس صحرا مین خراب — منزلون ناقہ نہین لیلی نہین محمل نہین
خط جو میرا اوسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر — کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین
نقد جان حاضر ہی قاتل کو اگر منظور ہو — دست ہمت ہی کشادہ تنگ میرا دل نہین
وادی وحشت عجب صحرای سنسناک ہی — خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین
کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون — تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین
بہر روزی کسلیے در در پھراتا ہی مجھے — ای فلک مین آدمی ہون کاسۂ سائل نہین
ہی یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف — ہی قلم میرا گلوے طائر بسمل نہین
فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہی — سر گدا کو رتبہ ابراہیم کا حاصل نہین
حادثات دہر سے بیخوف ہین اہل صفا — سنگ راہ سیل صحرا سختی منزل نہین
ابر ہی فیاض لیکن جا بجا ممسک بھی ہی — چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

۲۱۵

ایکدن دلکی گرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدۂ مشکل نہین

بتونکی الفت مین دل ہی شیدا جون تو یاد خدا کرونمین — مثل ہی یکسر ہزار سودا جنونکی تدبیر کیا کرونمین
یہ شرط الفت ہی ای ستمگر جفا کرے تو وفا کرونمین — ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سے تجھپر فدا کرونمین
دکھا کے چتون چھپا کے منہ کو نہ اپنے عاشق کو رنج تم دو — اجازت ای مہر وش اگر ہو نقاب رخ سے جدا کرونمین
گناہگار ونمین ہون سراسر جو بہر قتل آئے وہ ستمگر — جھکا کے محراب تیغ مین سر قضا عمری ادا کرونمین

پیرزال دہر کیسی جسمین ہین مکروفریب
مرد سادہ کیا بنا ہے اُس زنِ مکارہ سے

غنچۂ دل ہے شگفتہ یاد رُخ مین مثل گُل
دامنِ گلچین ہین آنکھین کثرتِ نظارہ سے

جامِ مے ٹوٹے کہ ٹوٹے توبۂ مے اے وقار
پر نہ ٹوٹے عہد میرا ساقیِ میخوارہ سے

مژۂ یار اشک سے نم ہے
سبزہ پامالِ طفلِ شبنم ہے

شادی و غم چمن مین توام ہے
آنکھ ہے پھول اشک شبنم ہے

ترک قاتل کی تیغ خون آلود
میرے زخم جگر کو مرہم ہے

بتکدہ ہو گیا خدا کا گھر
کیا ہی وضع زمانہ برہم ہے

جستجو مین بہشت رویون کی
چھانتی خاک نسلِ آدم ہے

وصف تیرے لبون کا کیا لکھون
ایک کوثر ہے ایک زمزم ہے

چہرۂ یار ہے عرق آلود
یا کہ گُل پر وقار شبنم ہے

مے و ساقی کے غم مین دل لہو ہے
خط سا غر مجھے طوق گلو ہے

حرم ہے یا کہ بتخانہ ہے ہے ایک
ہمارے چشم و دل مین یار تو ہے

کمر کا اُسکی کیا ہو وصف تحریر
اگر ہے واقعی تو کوئی مو ہے

غمِ چاکِ گریبان ہے عدو کو
شگافِ چوب محتاجِ رفو ہے

گردن اب پانون سے طے راہ مستی
کہ میرے ہاتھ مین دستِ سبو ہے

مری آنکھین ہوئین شمس و قمر پوش
بسا دل مین جو اک آئینہ رو ہے

نہ اُترا میرے تن سے جامۂ خاک
وقار اپنی اسی مین آبرو ہے

قامتِ یار سرو موزون ہے
بلکہ میرا بلند مضمون ہے

آگئی زلف جو زنجیر ہوا عالم تاریک
ہی وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہین

۲۱۷
واسطی اس سے نہ دنیا ہی نہ عقبیٰ حاصل
شاعری کہتے ہین سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہین

سر قتل عاشق باوفا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین
یہی آرزو یہی مدعا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اٹھاکے نہ دیکھنا
یہ غرور حسن شباب کا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میری نہ پوچھنا
یہ جفا و جور کا حوصلہ تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہی جو مزاج تھا وہ مزاج ہی
کہو پاس خاطر آشنا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

کبھی خم دلپہ جو کی نظر ہے ہو ہنسکے اور نمک فشان
مرے چھیڑنیکا بھلا مزا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

جو کہا یہ ہمنے شکایتاً رہین اشک و آہ یہ کب تلک
تو دیا جواب یہ مشغلا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

شب ہجر کا بھی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا
یہ بہانا شرم و حجاب کا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

رہے آئنہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر
خط عدو کے محب نما تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

جو برنگ شیشہ تھا دل مرا اُسے ٹکڑے کرکے تلف کیا
بڑے سنگدل ہو سر جفا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

۲۱۸
کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمھین کب نتھا کہ جواب نہین

ہی وہ گلچین بہار گل رخسار کہ مین
آئنہ آپکا ہی طالب دیدار کہ مین

بڑھ کے کھاتا ہی وہ قاتل تری تلوار کہ مین
غیر ہی جنس شہادت کا خریدار کہ مین

دیکھنا دور نہین وہ بھی زمانہ ہی قریب
خط نکلنے پہ جلے جاتے ہین اغیار کہ مین

طرہ بل کرکے تراکتا ہی سنبل سے یہ بحث
تو ہی اس گلشن آفاق مین طرار کہ مین

پاسبان راتکو تو مین ہون محافظ دنرات
ای سگ یار بڑا تو ہی وفادار کہ مین

میرے اعضا جو مرا حال کہینگے دم حشر
مین بھی کہدونگا یہ مفسد ہین گنہگار کہ مین

زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور
دیکھون تم ہوتے ہو رحمت کے سزاوار کہ مین

تولے شعر کو مرے حاسد
پاس اگر نظم کی ترازو ہے

کیون نہ وہ چشم شوق مین کھٹکے
اے پری رو کمر تری مو ہے

اسکا عاشق ہوا ہون جسکی وقار
چشم آہو نگاہ آہو ہے

اُنکے کتے ہڈیان جسرونہ میری کھائینگے
رات بھر بھونکا کرینگے ایسے بولا جائینگے

خال سرمہ دیکھکر رخسار رنگین پر ترے
داغ دلپر لالہ سان خوبانِ گلشن کھائینگے

چاک کی پہونچےگی گردش خاک میری گردکو
دیکھکر چکر کو میرے کوزہ گر چکرائینگے

کہنے سُننے کی نہین ہے بات ایدل کیا کرون
آہ سے گھبرائینگے وہ نالہ سے تنگ آئینگے

بھاگتی تھی روح جیسے جسم سے ایسے ہی وہ
کلبۂ تیرہ مین میرے آنے سے گھبرائینگے

اک نہ اک دن یار سے الزام دیوانے کا دل
رنگ بیتابی کے باتون باتون مین کھل جائینگے

عشق سے ضد حسن کو ہے ابتدا سے اے وقار
مین جو تھوڑا بھی ہنسا تو وہ بہت رُلوائینگے

گر عدو تقدیر ہے تدبیر رہنے دیجیے
دوست کا دل مین ہمارے تیر رہنے دیجیے

ہین جو عاشق کام مزدورون کا وہ کرتے نہین
ذمۂ فرہاد جوئے شیر رہنے دیجیے

لیلی ومجنون کی اک کاغذ پہ ہوتی ہے شبیہ
روبرو اُسکے مری تصویر رہنے دیجیے

ہے جنون فصلی کرو زنجیر تار اشک سے
طور پر میرے مری تدبیر رہنے دیجیے

سیم وزر بنتا ہے خاکِ کشتہ دل سے آپکے
پاس اپنے جانکر اکسیر رہنے دیجیے

آستین سے ہاتھ باہر ہو نہ اے جان جہان
بس میان اندر ہی یہ شمشیر رہنے دیجیے

تیر بے پیکان نشانہ توڑتا ہے کب وقار
منھ کی مُنھ مین آہ بے تاثیر رہنے دیجیے

اُسکی دیوار کا جو روزن ہے
خور کا چشم و چراغ روشن ہے

خداکی شان تن زار اور اشک کا تار
دراز رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن مین

صفا جو دل مین ہو پیدا تو وسوسہ کیسا
کہ ذرہ آ نہین سکتا مکان روشن مین

مزاج پھولون کے نازک ہین رنگ رخ نہ اڑے
چلے نسیم کا جھوکا سمجھکے گلشن مین

دلا بنا موسم پیری مین کیا شگفتہ ہو
خزان کے روز ہین خاک اڑ رہی ہی گلشن مین

گئے ہین اڑ کے گل و سرو اسکے کوچے مین
نہ فاختہ ہی نہ اب عندلیب گلشن مین

تمھارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا
یہ شوخیان ہین کہان اُس بلند گردن مین

سُنی ہی کیا ترے وحشی کی ای پری آمد
بھری ہوے ہی ہر اک کوہ سنگ دامن مین

کریگی تیغ قضا ایک روز دو ٹکڑے
زرہ سے ہو تن رستم حصار آہن مین +

ابھی تو خندۂ گل واسطی بنے گریہ
ذرا بھی ہو جو اثر بلبلون کے شیون مین

۲۲۱

نہ مین دولت نہ حشمت چاہتا ہون
الٰہی تیری رحمت چاہتا ہون

خدا چاہے تو وہ بھی مجکو چاہے
مین جس بت کو قیامت چاہتا ہون

یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
تجھے ای بے مروت چاہتا ہون

نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہی مطلب
فقط صاحب سلامت چاہتا ہون

تمنا ہی تو ہی قرب خدا کی
نہ مین کوثر نہ جنت چاہتا ہون

پلا آب دم شمشیر قاتل
بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون

زمین ہی تیرے کوچے کی بہت خوب
یہین مر کر مین تربت چاہتا ہون

ملے قاتل وبال دوش ہی سر
خداوندا شہادت چاہتا ہون

نہ کیونکر گوشۂ عزلت مین بیٹھون
حوادث سے فراغت چاہتا ہون

نہ حور و نسے نہ پریو نسے ہی مطلب
تجھے ای مہر طلعت چاہتا ہون

کسی صورتسے فردائے قیامت
مین چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

اُڑ کے جاؤن غبارے کے مانند
ضبط مین دودِ آہ کے ڈر ہے
کوئی بلبل کا خون بہا مانگے
غنچۂ گل کی گانٹھ مین زر ہے
گو ضعیفی ہے آہ کا لیکن
ہر نفس زور و شور صرصر ہے
اتنا شیب و شباب مین ہے بل
تیر قامت کمان پیکر ہے
آبلہ خاک قید سے چھوٹے
خانۂ دل ہمارا بے در ہے

جسکا ہر پر لہو مین تر ہے **وقار**
وہ مرا نامہ بر کبوتر ہے

نقش پا روشناس سودا ہے
کسکا دیوانہ رو بصحرا ہے
ایسے جینے سے مرنا اعلا ہے
خضر پھرتا بجانِ تنہا ہے
کوچۂ یار مین ہے بھیڑ لگی
میرا مردہ کوئی تماشا ہے
دن لگے ہین یہ رات کو میری
چشم آہو چراغ صحرا ہے
آسمان ہر قدم پہ آبلہ وار
مجکو پانون تلے رگڑتا ہے
تیرے رُخ سے خجل گُل فردوس
قد سے شرمندہ نخل طوبا ہے
مثلِ رنگ روان نہین ہے قرار
جسکے دل مین ہوائے دنیا ہے
خطِ رُخ کا ہے اُسکے وہ مضمون
جو مقدر کا اپنے لکھا ہے

پھر گذر نور کا ہو خاک **وقار**
جبکہ دل منزل سویدا ہے

سامنا چشم سرمہ سا کا ہے
یہ بھی فتنہ مگر بلا کا ہے
دست و پا کا تمھارے صدقا ہے
ورنہ یہ رنگ کب حنا کا ہے
یار کے نقش پائے رنگین مین
رنگ جامِ جہان نما کا ہے
آئینہ حیرتی ہے رُخ کا ترے
محو خورشید پشت پا کا ہے

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ — آ گئی کیا یاد ہمکو رہروِ کوے وطن

۲۲۴

اہل غربت نے وہ کی الفت لیا مٹھی مین دل
دیکھیے کب واسطی جانا ہو اب سوے وطن

قفس کو اُڑ کے ہم صحن چمن سے جانیوالے ہین — سفر کا شوق ہی دلمین وطن سے جانیوالے ہین
فقط شب بھر کا وقفہ ہی کہان پھر شمع و پروانہ — سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین
بتو کچھ مُنھ سے بولو کسلیے آزردہ ہو ہمسے — کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانیوالے ہین
وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بھی تیر زخم آئے ہین — بھلا کب خون کے دھبے کفن سے جانیوالے ہین
چٹکتا ہی جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہی — گلون کے قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین
زبان اپنی رہیگی تیز یونہین ضعف پیری مین — ابھی جائین اگر دندان دہن سے جانیوالے ہین
پڑیگی لب سے روے یار پر پاے نگاہ اپنی — حلب کو ایکدم مین ہم یمن سے جانیوالے ہین
چھپاتے ہو عبث زلفون مین اپنی شوخ آنکھونکو — یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالے ہین
عبث ہی فکر شانے کو پڑیگا خود کشاکش مین — کہان پیچ اُسکے زلف پر شکن سے جانیوالے ہین
تری بے پردگی نے فاش پردہ کر دیا اپنا — چھپا کر منھ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین
ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل — بہ رنگ بوے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین
تمھارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکیگا — نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

۲۲۵

ڈراتا ہی جہنم سے ہمین کیا واسطی واعظ
جنان مین ہم طفیل پنجتن سے جانیوالے ہین

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون — پھر نظر سوے جگر کرتا ہون
ہون وہ بیخود نہین معلوم مجھے — کسکو سجدہ مین کدھر کرتا ہون
بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا — قصد کعبے کا اگر کرتا ہون
رات کٹتی ہی مری رو رو کر — شمع سان جلکے سحر کرتا ہون

بادِ نخوت سر حباب مین ہے — موج مین شان کج کلاہی ہے
بوریا تخت تکیہ ہے دیوار — تیرے در کی گدائی شاہی ہے
منقبض دل کو آہ نیم شبی — غنچہ کو بادِ صبح گاہی ہے
کیون رُخِ صاف کو سحر لکھین — آینہ چشم کم نگاہی ہے
مثل مہمان سرائے ہے دنیا — شام کا آیا صبح راہی ہے
چشم آہو کی میرے دلمین وقار — بھر وحشت بھری سیاہی ہے

فتنہ صدقے ترے حجاب کے ہے — شور شوخی تہِ نقاب کے ہے
چشم بے خواب مین ہے آب سرشک — موج آغوش مین حباب کے ہے
حُسن یوسف ہے اور زلیخا عشق — عہد مثل خیال و خواب کے ہے
چشم ساقی سے یہ ٹپکتا ہے — کیفیت نشہ مین شراب کے ہے
تیرے مشتاق کو نہین ہے نیند — خواب کب چشم مین رکاب کے ہے
ہے برابر وقار رُخ کے زلف — سایہ پہلو مین آفتاب کے ہے

بیتاب دل ہے سینہ مین آمد ہے یار کی — مرغ قفس کو کسنے سنائی بہار کی
ہوگا مثال شیشۂ ساعت کے آسمان — جسدن گھڑی کھلی مرے دلکے غبار کی
رکھین حضور پانٔون جو تربت پہ غیر کی — چھاتی پھٹے نکیون مرے لوح مزار کی
سینہ ہر اک کا چاک تھا ہم رنگ چاک جیب — تھی شان کی جلو کسی دامن سوار کی
رکھتا ہے ہاتھ سینہ پہ وہ شوخ بار بار — عادت ہوئی خراب دل بیقرار کی
آئے حضور رہین تو ٹھہر جا مین ایک دم — حسرت نکالین کچھ دل امیدوار کی
آئے جو تم نہ وعدہ پہ تا صبح شام سے — گھڑیان گنا کیا مین شب انتظار کی

ہون وہ ساغر جو کبھی وز بھر آئے مری آنکھ　　غرق کر دیگا مرا ایک ہی آنسو مجکو
سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان　　ساغر جم ہی مرا کاسۂ زانو مجکو
فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھی　　نا سزا وار ہوا گور کا پہلو مجکو

۲۲۷
واسطی اُس بُت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتے ہین کیا جان کے آہو مجکو

بسکہ ہی عشق رخ و اُلفت گیسو مجکو　　کوئی کہتا ہی مسلمان کوئی ہندو مجکو
بیخطر دیتا ہی صدمے وہ جفا جو مجکو　　جانتا ہی کہ شکایت کی نہین خو مجکو
سرخروئی ہو شہیدو نہین میسر دم حشر　　ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجکو
موجو اُس شوخ کی باریک کمر کو باندھو　　تاف اُسکی نظر آئی گرہ مو مجکو
ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے باد صبا　　جو پلاتی ہی سنگھا کر تری خوشبو مجکو
فخر سے مین اُسے سر مطلع دیوان کرتا　　ہاتھ آتا جو ترا مطلع ابرو مجکو
ہون وہ دیوانہ ٹھہرنیکا نہین ایک جگہ　　لاکھ با تو نہین لگائے وہ پریرو مجکو
اُسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائی　　شمع کا گل نظر آیا گل شبو مجکو
ہنسکے فرمایا جو رستے مین کیا مین نے سلام　　کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجکو
تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند　　سیب داغی نظر آتے ہین یہ چہرو مجکو
پہلی تاریخ مرے حق مین ہی جو ہی تاریخ　　ماہ نو روز دکھاتا ہی وہ ابرو مجکو
بیخود عشق کو ہی شام و سحر سے کیا کام　　صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجکو
فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا　　داغ پہلو ہی مرا تکیۂ زانو مجکو
جسقدر اُسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی　　کیا کرون چرخ پہ ملتا نہین قابو مجکو
بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کی زینت　　خوب زخمونسے کیا یار نے اُلّو مجکو
واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا مرے گھر　　شعلہ بن بنکے جلانے لگے جگنو مجکو

گیسو و رخِ یار کی تشبیہ کے خاطر
ہم شام اودھ صبح بنارس نہین لیتے

ہر وقت اداؤن کے وہ ہین دیکھتے تیور
وہ کونسی ہے تیغ جسے کس نہین لیتے

اس مرتبہ ہے مجھسے وقار انکو تنفر
لیتے ہین اگر نام تو جو کس نہین لیتے

بڑھاؤ گیسوئے پیچان کو آگے شانے سے
سمند ناز کو چمکاؤ تازیانے سے

مین پہونچا گور مین دل کو تمھارے کل آئی
اُٹھاؤ ہاتھ بس اب شانے کے ہلانے سے

خیال خواب مین مجھ خفتہ بخت کو گذرا
شبِ فراق مین اُس دلربا کے آنے سے

دھنوگے سر ابھی اپنا برنگِ شعلۂ شمع
ہمارے دل کا کنول گل جو ہو بجھانے سے

قرار و صبر و تحمل شکیب و تاب و توان
جواب دیگئے سب ایک اُنکے جانے سے

جہان نما مین وہ جم جم سے پی رہے ہین شراب
کھُلا خلاصۂ جم جام کے بنانے سے

ہوا نہ اُس بتِ سنگین کا دل کسی دن نرم
فغان سے آہ سے زاری سے تلملانے سے

نہ پوچھو مجھسے کچھ اُس بے حیا کی بیباکی
دکھائین چھاتیان انگڑائی کے بہانے سے

عجیب گدگدی دلمین ہوئی خدا کی قسم
سوال وصل مین اُس بت کے مسکرانے سے

اُنھین ہو بھولے ہوئے کی پھر اپنے کیونکر یاد
اُٹھایا آینہ فرصت ملی جو شانے سے

تو عندلیب گلستان نظم ہے جو وقار
تو بند نطق عدو ہے ترے ترانے سے

غش آیا زہرہ کو اُنکے جو ناچ گانے سے
تو مشتری نے بھی سم کھالیا بتانے سے

بُرا نہ مانونگا جو چاہو ظلم مجھپہ کرو
بھلا ہو آپ کا میرے اگر ستانے سے

ہنسی مین بھی رہے صاحب خیال رنجش کا
کہ رو بھی دیتا ہے انسان گدگدانے سے

چمن مین دانت اناردن نے بھی نکالدیے
تمھارے سرو سے قد مین ثمر کے آنے سے

موا ہون حسرت دیدار قد دلجو مین
اُگے گا سرو مری گور کے سرھانے سے

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہی یہ آواز | گل پھولتے جاتے ہین عنادل کو بلالو
جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور | دیوانے سہی ہم کسی عاقل کو بلالو
اتنی تمھین توفیق خدا دے مرے حق مین | زندان سے گرفتار سلاسل کو بلالو
فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور | سر بار ہی تن پر کسی قاتل کو بلالو

ای واسطی آتا ہی جو خلوت مین مراد کر
کہتے ہین کہ اس مرشد کامل کو بلالو

۲۳۰

وہ نالہ کرا یدل کہ عیان جس سے اثر ہو | کس کام کا وہ نخل ہی جسمین نہ ثمر ہو
مر مر کے جیے لاکھ کوئی رنج کے ہاتھون | ممکن ہی نہین ہی کہ شب ہجر سحر ہو
سن سن کے بیان ہی کوئی ششدر کوئی حیران | کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو
کاہے کو وہ احسان رفوگر کا اٹھائے | صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو
اک سورۂ الحمد سے محروم نرکھنا | جس روز تمھارا مری تربت پہ گذر ہو
اللہ سے اپنی یہ شب وصل دعا ہی | اس رات کی تا روز قیامت نہ سحر ہو
آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ | ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہ دیدۂ تر ہو
روتے ہین جو عاشق یہ بناوٹ کی ہین ہائین | یا نی دل محبوب ہو کچھ بھی جو اثر ہو
منقار ہما مین ہی ابھی تک مری ہڈی | اللہ کرے یان سگ جانان کا گذر ہو
دیکھی نہین جاتی شب فرقت کی سیاہی | ای انجم و مہتاب کہو آج کدھر ہو
روتا ہی لہو ابتو مری لاش پہ قاتل | سر جائے تو کیونکر نہ ختم عشق کی سر ہو
طاقت ہی کہ روکے مجھے دربان در یار | ٹکراؤن سر ایسا مین کہ دیوار مین در ہو
لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا | ایسا نہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو
کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان | شیدائے جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو
ہمتو نہ کہین گے ارنی حضرت موسیٰ | بسم اللہ اگر آپکو یارائے نظر ہو

ہمارے دل مین وہ لیتا ہے چٹکیان ورنہ — کسی کے پہلو مین کیا کام گدگدانے سے
ہمین تو لوٹ لیا بس دھڑی دھڑی کرکے — جما جو رنگ لبون کا مسی لگانے سے
ہوئی ہے نقطہ کی تقسیم ایک نقطہ مین — پتا دہن کا ملا تیرے مسکرانے سے

بقول حضرتِ نواب نامدار وقار
وہ دل کو لیتے ہین ملجائے جس بہانے سے

جو شانے سے کاکل لٹکنے لگی — کمر نازکی سے لچکنے لگی
لکھے اسقدر زلف مشکین کے وصف — زمین غزل بھی مہکنے لگی
یہ حالت ہے اب چشم دلدار مین — مری ناتوانی کھٹکنے لگی
مئے روح یان ساغرِ عمر سے — ترے غم مین ساقی چھلکنے لگی
طبیعت بھی اُس ترک بے درد کی — تڑپنے پہ میرے پھڑکنے لگی
وہان لال جوڑا ہے زیب بدن — یہان آتش دل بھڑکنے لگی

بُرا حسرتِ دید کا ہو وقار
دمِ ذبح منھ اُسکا تکنے لگی

کبھی گیسو کو دکھلایا نہ تمنے — کبھی کاکل کو لہرایا نہ تمنے
کبھی جوڑے کو کھلوایا نہ تمنے — یہ مار بستہ کھلوایا نہ تمنے
نہ اُلٹا منھ سے اپنے رات آنچل — مہ کامل کو شرمایا نہ تمنے
ہنساکر باغ مین غنچون کو اے گل — ذرا بلبل کو رُلوایا نہ تمنے
ہزارون مرغ دل بے دام پھنستے — ذرا زلفون کو بکھرایا نہ تمنے
دھرا رہتا غرور لن ترانی — رُخ اپنا ہمکو دکھلایا نہ تمنے
نہ لیتا قیس نام عشق لیلی — مرا افسانہ سنوایا نہ تمنے

وقار خستہ جان ہے شاعرونین

کیون نہ محفل ترے آنے سے معطر ہو جائے
مشک زلفی سے کہین بڑھکے ہی خوشبوئے گیسو

مر گئے ہین جو گرفتار ترے گیسو کے
اُنکی مرقد سے صدا آتی ہی گیسو گیسو

کچھ مرے حال پریشا لئے جو واقف ہو جائے
کنگھیان کر کے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہو انسان تجھے رکھتا ہی عزیز
چہرہ ہی ہان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اُڑ کے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے ندین سبزہ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہی قوت بازو گیسو

عہد پیری نہین کچھ دور سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہی یا افعی جادو گیسو

۲۳۳

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گھڑی کھول کے بیٹھے وہ لب جو گیسو

آہ کیونکر نہین کرتی ہی اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اُسنے کہ عیادت کو ہماری آئین
حال پر سی نکرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوی ہی کہ ہم دیکھتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اُسکی کمر دیکھین تو

مین جو آیا تو مجھے دیکھ کے مُنھ پھیر لیا
حال دل کس سے کہون ای وہ ادھر دیکھین تو

گلشن دل مین ہی کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہ نہین لاتا ہی ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہی تو اُس صف مژگان کے حضور
ای دل زار ذرا تیرا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہی ای دور فلک
آج کبتک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

گلۂ درد جگر ہم سے سنا تو یہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اُسکے تلوے کے برابر نہین چہرے انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگی آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کر کے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتی ہی کیونکر حاصل
بو الہوس اُس لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

وقار قبر پہ میری چڑھائے وہ چادر
مضایقہ ہو جسے ناک بھون چڑھاتے ہوئے

کہان یہ لطف اگر کبک کی ہے چال پری
تمھاری آنکھ پری بھون پری ہین گال پری

تمھین تو دیکھ کے خود ہوگئی نڈھال پری
بھلا اُڑ ائیگی پھر خاک چال ڈھال پری

تمھارا بوٹا سا قد ہے تمھارے گل سے گال
مگر ہو گلشن عالم مین تم نہال پری

جو آپ جائین پرستان مین تو خجالت سے
بنے وہ کالی پری ہے وہان جو لال پری

تم ایک حُسن مین ہو ہے گواہ آئینہ
نہ مثل حور تمھارے نہ ہے مثال پری

جو دلفریب ممولا سا قد ترا دیکھین
بچھائے گیسوے مشکین کا اپنے جال پری

ہر ایک مصرع برجستہ کہ رہا ہے وقار
یہ وہ غزل ہے کہ نام اسکا ہو غزال پری

دست ساقی سے شیشہ ٹوٹا ہے
محتسب کا پھپھولا پھوٹا ہے

بند اُسنے نقاب کا کھولا
باغ جنت کا قفل ٹوٹا ہے

قتل چاہا ہے تیرے ابرو سے
آہنِ سر دمین نے کوٹا ہے

چھٹ گیا مین عذاب سے تو نے
قتل کرکے ثواب لوٹا ہے

سچ کا کالا کیا ہے مُنھ تو نے
لاکھ جھوٹون کا ایک جھوٹا ہے

اب تو بازی چڑھی وقار کی ہے
جُگ مگر مدعی کا ٹوٹا ہے

تو وہ انسان آنکھ تیری تجھ پہ مائل ہوگئی
آرسی یکدست نظارہ کی منزل ہوگئی

بیٹھتے ہی یار کے میت پہ اپنی جی اُٹھا
مجلس غم دفعتہً شادی کی محفل ہوگئی

دیدۂ نظارۂ خوبان مین مرچین لگتی ہین
خالِ روے یار مین تیزی فلفل ہوگئی

موج آب اشک سے گر جائیگی تیغ خوش آب
روبرو رونے مین گر ابروے قاتل ہوگئی

غضب کی جا ہی کہ اتنا تمھین خیال نہو
دکھائین چہرہ کوئی بے چھری حلال نہو

کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو
چلو وہ چال کوئی جسسے پائمال نہو

دوائین لاکھ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو

لہو سپید ہوا ہی یہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت
گنہ وہ ہی جو گنہ کرکے انفعال نہو

کمال تنگ ہون ہاتھون سے شوخ چشمون کے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑ کے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہ ہی کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہی کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہی کہ جسمین ترا خیال نہو

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا سودا
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو

کریم کیسے اُسے بے طلب کرے جو عطا
گدا وہ ہی کہ جسے عادتِ سوال نہو

بجا ہی مست جو میخانے مین کرین ہو حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل وقال نہو

کمال اُلفت گیسو مین دل مشوش ہی
خدا کرے کہ پریشان کسی کا حال نہو

مین اُسنے عالم حیرت کا حال کچھ پوچھون
زبان مردم تصویر کی جو لال نہو

نہین ہی صاحب رفعت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو

خراب کرتا ہی انسان کو تلون طبع
کہان ہی صحت جسمی جو اعتدال نہو

کرو نمین روکے کسی دن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہے یہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

۲۳۶

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجکو
آنکھ دیوار کے روزن سے ملانا مجکو

کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجکو

ہون وہ میخوار کہ انعام مین دون ساقی کو
ہاتھ جمشید کا آئے جو خزانا مجکو

چشم بد دور تیغ ابرو کا
دل پہ جو زخم ہے وہ کاری ہے

آرزو ہے وہ آکے پوچھین مزاج
مین کہون ہنسکے شکر باری ہے

وہ گئے پر نہ اپنی موت آئی
سخت جانی سے جان عاری ہے

چشم نرگس چمن مین کیون وا ہے
کون سے گل کی انتظاری ہے

نیر تم راہ گھر کی بند کرو
شاہراہِ عدم تو جاری ہے

تمکو دل دین جو اے سبک وضعو
جان کیا اپنی ہمکو بھاری ہے

درۃ التاج مہر ہے ذرہ
اوج پر شانِ خاکساری ہے

مینھ برستا ہے گو بجتا ہے رعد
ساتھ نالے کے اشکباری ہے

خیر مانگ اے دلِ پریشان آج
زلف اُس بت نے پھر سنواری ہے

ہو چکی صاحبی قیس وقار
خلق مین دھوم اب ہماری ہے

جو ہو بے قید خلوت انجمن ہے
اسیر یار کو زندان چمن ہے

تری زلف سیہ شامِ غریبان
رُخ روشن ترا صبح وطن ہے

گریبان گیر ہے وحشت کے قربان
نہ دامن ہے نہ جیب پیرہن ہے

خوشی پروانہ کو ہے شمع کی آج
لگی بزم محبت مین لگن ہے

تصور مین رُخ و گیسو کے اُنکے
حلب مسکن گہے گاہے ختن ہے

ہوے شیر و شکر پرویز و شیرین
نشان بخت تلخ کوہکن ہے

ترا قد سرو سنبل بال رُخ گل
زنخدان سیب ہے غنچہ دہن ہے

شہید آب تیغ برہنہ کو
تکلف اے صنم غسل و کفن ہے

وقار اُنکو عبث ہے طوق کی فکر
مری زنجیر گیسوے سخن ہے

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیے سبک
ململ کا یا کریب کا یا نینسک کا تھان لو

۲۳۸

وحشت شروع عشق ہی انجام مرگ ہی
ای واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین ہی ہوائے نغمہ سنجان چمن ہمکو
بہت یاد آتے ہین غربت مین یاران وطن ہمکو

اگر تو رشک لیلی ہی تو مجنون ہی لقب اپنا
سمجھتا ہی شیرین اور عالم کوہکن ہمکو

سراب دشت کو لب تشنہ سمجھے جسطرح دریا
کنوین کیا کیا جھکاتا ہی ترا چاہ ذقن ہمکو

جہان سے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے
نیا عالم دکھا ای گردش چرخ کہن ہمکو

نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہ اپنی
کہ ہندو شیخ سمجھا ہی مسلمان برہمن ہمکو

بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہی
نظر آتا ہی بے یار مین جنگل چمن ہمکو

تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہوکر
بڑی دقت سے ہاتھ آیا ہی مضمون دہن ہمکو

کہان ہی تیزی دست جنون ٹکڑے کرے ہمکو
نہایت تنگ کرتا ہی ہمارا پیرہن ہمکو

ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کے روزن مین مدفون ہم
نہین بعد فنا کچھ احتیاج گور کفن ہمکو

تری آنکھونکے سودائی ہین کب پروا ہی غیرونکی
دکھاتے ہین عبث شوخی یہ آہوے ختن ہمکو

اگر زنجیر داماں ہی تو طوق اپنا گریبان ہی
نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

۲۳۹

ہوے ہین واسطی اس مہر کے غم مین یہ ہم لاغر
نظر آتا نہین ہی دھوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہی مثل نی تہی اپنا دہن ہمکو
کہین اسمین صدا اپنی تو ہی جاے سخن ہمکو

ہوا ہی اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو
تو تحفہ بھیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو

عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین
خدا کب خیر سے تجھمین دکھاتا ہی وطن ہمکو

عدم سے مدتونکے بعد پہونچے ملک ہستی مین
تماشا ہی یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو

جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن اور گلخن کیا
جہان بستر لگا بیٹھے وہی ہوگا وطن ہمکو

ترے ہاتھ ہے چشم تر آبرو — رگِ ابر ہر تار بستر رہے
سہے دل پہ اُس بت کے ظلم و ستم — برستے مرے گھر پہ پتھر رہے

وقار اُسکے فکر سراپا مین ہم
فلک پر گئے گہ زمین پر رہے

جو شلِ شمع دل کا رازدان ہے — خموشی سے وہ گویا ہمزبان ہے
تمہاری موج گیسو چشم بددور — سوادِ سرمۂ چشمِ بتان ہے
تری ہے مہربانی قہرمانی — جو تو نامہربان ہے مہربان ہے
اگر مرکر بھی اُٹھ بیٹھون مین جی کر — تو پھر اُنکو تلاشِ امتحان ہے
مژہ پھر خاک ہو نظارہ پیوند — خدنگِ ناز اُنکا پاسبان ہے
ہوا ہون ایک بحرِ حسن پر مین — سبک سیراب پر موج روان ہے
سیہ بختی کی اپنی یہ اُڑی خاک — کہ سُرمہ در گلو شورِ فغان ہے

نہوگی شاعری کی شمع خاموش
وقار اس بزم مین آتش زبان ہے

فرض ہے طوفِ خرابات مجھے — جانے دو قبلۂ حاجات مجھے
زلف لے کر چلی سرگوشی تو — ہٹ تو کہنے دے ذرا بات مجھے
وصل کے روز مزے لوٹے تھے — ہجر کی شب ہے مکافات مجھے
کوہکن کہتا ہے پیر و مرشد — قیس لکھتا ہے کرامات مجھے
کوچۂ یار مین کچھ لاؤن سوانگ — سوجھی یہ دیکھنے کی گھات مجھے
بلبل و گل کی اُکھڑ جاے ہوا — لے چلو باغ مین اک رات مجھے

سر مو اسمین نہین فرق وقار
مانگ ہے چشمۂ ظلمات مجھے

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر	کیا بنایا ہے تری آئینۂ رخسار کو
اشکباری پر جب آئی ہی ہماری چشم تر	سیکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریا بار کو
مر رہے جوہر ہی دور آسمان سے بیخطر	سان پر چڑھتے نہین دیکھا گلی تلوار کو

۱۴۳

تیر اُسکا کم نہین ہی شاخ گل سے واسطی
غنچہ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

شاد گلشن مین کرے جا کر کسی میخوار کو	دے خداوند ایہ فرمان ابر دریا بار کو
خواہش دنیا ہی یون ہر ایک دنیا دار کو	دوڑتے ہین جیسے کتے دیکھکر مردار کو
گھر مین یون دریا نہ اشکونکا بہائے چشم تر	موجین اُٹھ اُٹھکر بٹھائے دیتی ہین دیوار کو
قدرتی جو چیز ہی دشمن سے بھی ٹلتی نہین	خوف پانی سے نہین کچھ آتش رخسار کو
صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہین	ساتھ داغون کے لیے پھرتے ہین ہم گلزار کو
وہ بہر ہی آئے تو دیوانہ یہ اُسیر ہو چمن	گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو
ہون وہ محزون غم مرا افزون ہو شادی کی جگہ	اور روؤ نمین جو دیکھون قہقہہ دیوار کو
نیک و بد وقت نزول قہر ہو جاتے ہین ایک	خار و گل دونون جلا نمین ہین یکسان نار کو
غش سے چونکانے جو آواز شکست رنگ رخ	کیا گوارا غل طبیبون کا ہو مجھ بیمار کو
ہجر کی شب میرا کاشانہ یہ ہیبت ناک ہی	ڈر سے چڑھ آتی ہی تپ ہر صورت دیوار کو
بغض دشمن بہر رنگین طبع ہی وجہ فروغ	اور بھڑکاتا ہی پانی آتش گلزار کو
ایسے افسردہ ہوے ہر دم جو وہ یوسف پھرا	لوٹکر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو
ہجر مین غمناک ہین ہم کیون جائے سوے باغ	خانۂ شادی سے کیا مطلب ہی ماتم دار کو
شیخ صاحب آگے ہم مستون مین بیٹھے ہو اگر	تم بھی کھُل کھیلو اُتار و جبہ و دستار کو

۲۴۶

واسطی ایسی یا اس رنگین بیانیکی ہی دھوم
بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین مرے اشعار کو

ہوئے ہم چنپئی رنگت کے غم مین ۔ سراپا زرد و رنگ کہربا سے
مرض ہے عشق کا غم دوست ہوگئین ۔ کہ دونا زرد ہوتا ہے دوا سے
ہوا نا آشنا سے آشنا وہ ۔ مگر نا آشنا ہے آشنا سے
نفس ہے کاروان سالار غم کا ۔ نہین ہے نالہ کم بانگ درا سے
بدل لے کر مرا دل پھیر دے گا ۔ نہ تھی امید مجھکو دلربا سے
اُٹھے گا سروقد پیر فلک بھی ۔ تری تعظیم کو پشتِ دوتا سے
وقار اُس شمع کا پروانہ ہوگئین ۔ یہی ہے لو مرے دل کی خدا سے

ہے معطر جان گل نظارہ سے ۔ پارۂ دل لڑ گیا مہ پارہ سے
دیکھکر حالت مری فرقت کی شب ۔ خون ٹپکا دیدۂ سیارہ سے
ہے بُنِ مژگان سے جاری آبِ اشک ۔ بہ گیا دریا رگِ فوارہ سے
مضطرب جانی مین سوتا کون ہے ۔ نیند بھاگی جنبشِ گہوارہ سے
دستِ وحشت مین نہین ہے گردباد ۔ دو قدم آگے ترے آوارہ سے
اُڑ گیا دل میرا پارہ کی طرح ۔ لگکر اک محبوب آتش پارہ سے
دل بچاؤ سخت رویون سے وقار ۔ شیشہ ٹکراؤ نہ سنگِ خارہ سے

ہم ہین عاشق تمہارے قامت کے ۔ دیکھنے والے ہین قیامت کے
رکھ نہ محروم ساقی بدمست ۔ منتظر ہم بھی ہین عنایت کے
نہ کیا ایک بوسہ سے ممنون ۔ واہ قربان اس مروت کے
بزم مین چپ ہے صورتِ تصویر ۔ صدقے خلوت ہے تیری جلوت کے
زلف و گیسو کا اُنکے عشق ہوا ۔ یہ بھی ہین پیچ اپنی قسمت کے

اے جنون میری بیڑیان اُترین
شکر بتیس قفل مین ہے بند

وہ بڑھائین جو طوق منت کے
کیا ہون دروازے وا شکایت کے

بھولے یاد خدا وقار افسوس
ایسے بندے ہوئے محبت کے

بتون سے لاکھ بچتا ہون محبت آہی جاتی ہے
شناسائی جو پہلی ہے مروت آہی جاتی ہے

خطا کیا کی لڑے تمسے جو ہم غیرونکے ملنے پر
جگر جب جلنے لگتا ہے حرارت آہی جاتی ہے

فزون تر مرثیہ سے ہے مرا افسانۂ اُلفت
سُنا جسنے برنگ شمع رقت آہی جاتی ہے

مین چاہون لاکھ دامان و گریبان کے نہون ٹکڑے
کرون کیا دستِ وحشت کی مروت آہی جاتی ہے

لبِ شیرین کے وہ دین گو کہ بوسے ترش رو ہوکر
ولیکن تلخ کامون کو حلاوت آہی جاتی ہے

دلِ بیزار کی رنجش تو کہتی ہے نہ مل اُنسے
وہ ہنسکر جب چمٹ جاتے ہین اُلفت آہی جاتی ہے

وقار اُنسے نہ ملنے کے ہزارون عہد کرتا ہون
مگر خود جب وہ ملتے ہین محبت آہی جاتی ہے

اے صنم تدبیر سوجھی ہے نئی تقدیر سے
مجکو زنجیری کرو تم زلف کی زنجیر سے

کھل گیا دل دیکھکر پیکان کو سوفار سے
زخم چین سینہ ہوا جو اُس نگہ کے تیر سے

شیر گیر آہوے چشمِ یار ہے میرا شکار
اے خوشا طالع ہوا صیاد مین نخچیر سے

خواب مین دیکھا جو شب اُس ماہ کنعان کا جمال
مہر کا مطلع ہین آنکھین صبح کی تعبیر سے

صورت و معنی مین کیا نسبت ہے ابر و برق کو
میری چشم رود بار و نالۂ شبگیر سے

ناخن ابرو ہے اُنکا موبمو کاوش بھرا
جو ہر برش ٹپکتا ہے خم شمشیر سے

عشق مین اُس قد و گیسو کے اُٹھائے ہین دو رنج
مطمئن بیٹھا ہون خوفِ روز دار و گیر سے

شیشۂ آئینہ مین دیکھا نہ روے حسن و عشق
نیک و بد یک جا نہین ہوتے کسی تدبیر سے

حسن اُس محبوب کا حیرت کدہ ہے اے وقار

کم نہین ہے محویت آئینۂ تصویر سے

گل کی طرح خوشبو مین بدن اُسکا بھرا ہے
بس غنچۂ رخندان کا کھلا بند قبا ہے

تھارات وہ بت میرے تصور کا مصور
دھڑکا ہے نئی بات کا کیا جانیے کیا ہے

سو جان سے اس حسرتِ دیدار کے صدقے
جاتا ورِ دلدار سے ہون رو بہ قفا ہے

وہ بزم عروسی مین نہین ناچ کی لذت
جو رقص کا بسمل کے تہ تیغ مزا ہے

مجنون بھی جہان رکھ نہ سکے پاے تصور
اُس دشتِ مغیلان مین وقار آبلہ پا ہے

خاک بوے زندگی آئے دلِ افسردہ سے
ناشگفتہ غنچۂ مانا ہے گل پژمردہ سے

اشک پونچھے تھے جو اُسنے عین چشم مہر سے
خون ٹپکتا آجتک ہے دامنِ افشردہ سے

خاک لاکر میری کوے یار مین پھر لیگئی
اے صبا کرتا ہے کوئی یہ ادا آوردہ سے

بندشِ بند قبا اُسکی نزاکت کو ہے بار
کھل گیا یہ راز پوشیدہ تنِ آزردہ سے

مشک کی تشبیہ دی ہے جیسے زلفِ یار کو
بوے زندہ اے وقار آتی ہے خونِ مردہ سے

درد میرا عدوے درمان ہے
سر مین سوداے وصل جانان ہے

جیسے دیکھا ہے چاک جیب یار
جیب کا چاک تا بدامان ہے

کس کے ماتھے کی چمکی ہے افشان
شہر مین عالم چراغان ہے

غنچۂ دل کی تازگی نہ ہوئی
کتنا بے آب اُنکا پیکان ہے

باغ جنت سے ہند مین آئے
جُرم گندم فریب شیطان ہے

پہونچے اُس خط مشک بیز کو کب
شوخ بو مین اگرچہ ریحان ہے

مستی اکثر ذکور ملتے ہین
اگرچہ مخصوص بہر نسوان ہے

بارش ابر روز وعدۂ وصل
میری آنکھون مین تیر باران ہے

تھا عجب عہد کہ یوسفؑ کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو

کوے الفت مین ہی کیا غیر گرفتاری و قتل
دوڑا جاتا ہی کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کرینگے پیدا
سر چڑھا کر جو نظر سے نہ اتارے دلکو

خاک مین جان ہی تھا نہ ملائی میری
تیری دوری نے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہمپر کبھی اغیار پہ ہی چشم کرم
نہین بھاتے نہین یہ دو طرفہ اشارے دلکو

اور تو راہ محبت مین نہین کچھ حاصل
حاصل اتنا ہی کہ کھو بیٹھا مین پیارے دلکو

۳۴۷
کیمیا دولت دین کی ہو اسی کو حاصل
واسطی صورت سیماب جو مارے دلکو

ذرا جو دیکھ لے خندان مہر روے جانان کو
ملو نہین پاؤن کے نیچے گل گلستان کو

اگر دکھاے وہ خوش چشم موے مژگان کو
تو سامنا ابھی نشتر سے ہو رگِ جان کو

سنا ہی شہرہ جو بازارِ حشر کا ہم نے
گرہ مین باندھ کے رکھا ہی نقد ایمان کو

لگی ہی خانۂ دل مین تپ فراق سے آگ
خبر نہین ہی مگر میری چشم گریان کو

جو مرتے ہین لب جان بخش کی تمنا مین
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو

کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
ہم آفتاب بنائینگے داغ سوزان کو

کسی نے زلف کو سنبل سے دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونکدیا مین نے سنبلستان کو

سنا ہی حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہی سلطان کو

بشر کو چاہیئے گذرے نہ خاکساری سے
کیا ہی خاک سے پیدا خدا نے انسانکو

خیال مصحفِ رخسار یار ہی جو یہی
کرونگا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کیصورت
دکھاؤن کان کی بجلی جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہی زخمو نپہ خندۂ قاتل
کچھ احتیاج نہین پھینکدو نمکدان کو

بنائی ہی ہندوِ گیسو کی رہزنی پہ کمر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

سرگرمِ سخن غیر سے وہ رشک پری ہے
یان کانئین کچھ پھونکتی شوریدہ سری ہے

جو گل ہے وہ اس باغ سے اکدن سفری ہے
بدست عنادل ہین مگر بے خبری ہے

جا سکتا نہین طائرِ مضمون کہین اُڑ کر
شہباز قلم مین مرے وہ تیز پری ہے

لگ جائے گہن مہر کو گر آڑ مین آئے
تیرے رُخِ پُرنور کی وہ جلوہ گری ہے

اے شمع رخو اُنگلیان چمکاؤ نہ اتنی
یہ روشنی حُسن چراغِ سحری ہے

لعلِ لبِ دلدار جو آنکھون مین بسا ہے
ہر دانۂ اشک اپنا عقیق جگری ہے

ہو زر دو گلِ اشرفی کیونکر نہ وقار اب
کندن سے بھی رنگت مرے گلرو کی کھری ہے

باغ تک جس روز اپنے نالۂ دل جائینگے
بھول اپنی نغمہ پردازی عنادل جائینگے

ہجر مین مرنے کی شادی ہے مگر یہ غم ہے یار
حسرت وارمان وحرمان خاک مین ملجائینگے

جانسے جائین جہانسے جائین اسکا غم نہین
پرنہ کوچے سے ترے ہم اُٹھ کے قاتل جائینگے

ذی شعور و بے ہنر خالق کے آگے ایک ہین
جائینگے جاہل بھی وان جسجا یہ فاضل جائینگے

بیش تصویر گلی سے تھے یہ قیس و کوہکن
نالہ ہم کھینچین تو کوہ ودشت ابھی ہل جائینگے

وہ گلِ رعنا ہنسے گا آکے جسدن باغ مین
چپکے بلبل کے ہونگے غنچہ سب کھل جائینگے

سخت ہین پھولون کے گجرے خار اسکا دلمین ہے
ساعدِ نازک ترے اے رشکِ گل چھل جائینگے

حسرت وارمان ووصل و درد و رنج ہجر دوست
یار غار اپنے ہین تربت مین بھی شامل جائینگے

دار فانی مین رہے سالم جو کچھ تم اے وقار
بحر الفت مین مقرر ہو کے کامل جائینگے

یان کسکو سزا ہے مئے اُلفت نہین ملتی
سچ ہے کہ بُری بات مین عزت نہین ملتی

دم بھر اسی غم سے مجھے فرصت نہین ملتی
ملتا ہون مین جب اُنکی طبیعت نہین ملتی

اس ماہ صفر مین ہے سفر اپنا مقرر
وہ چاند سی صورت پئے رویت نہین ملتی

موے ہم ابتداے عمر مین حیف
نہ پہونچے جور گردون انتہا کو

شب فرقت جو دکھلاتی نہین منھ
الٰہی کیا قضا آئی قضا کو

سگ محبوب کی دعوت مین لیجاے
بہت دو اُستخوان میرے ہما کو

لگائین سرمہ آنکھونمین جو پائین
مہ و خورشید اُسکی خاک پا کو

خوشی بیٹھی ہی در پر میکدے کے
چلواے مے کشو اندوہنا کو

برب کعبہ کچھ پرواے شاہی
نہین ہی تیرے کوچے کے گدا کو

۲۵۰
شہیدونکی زیارت بھی ہی لازم
چلو ای واسطی اب کربلا کو

دلِ عالم کو نہ کرتے ہوے پامال چلو
فتنہ جبس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو

ای فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہی غفال
چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو

جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون
لینے والونکو صدا دیتے ہین دلال چلو

اب وہ دیندار بنے شوق ہوا حج کا کمال
ہمپہ تاکید ہی کعبہ کو اسی سال چلو

چھپ کے چلنا ہی جو تمکو کسی عاشق کیطرف
چھاگلین دور کرو پھینک کے خلخال چلو

غیر اُس کوچے مین کثرت سے ہین ای حضرت دل
دیکھو موقع یہ اُلجھنے کا نہین ٹال چلو

نہ بہت سوچ کے عشاق سے کھیلو شطرنج
جیت ہی جیت ہی منظور ہو جو چال چلو

ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمھارے مشتاق
لیچلے تمکو جدھر رہبر اقبال چلو

۲۵۱
واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کی سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجائے جدھر اُنکی سواری ہمکو
کھینچ لیجائے کشش کیون نہ ہماری ہمکو

عشق کے آتے ہی غالب ہوئی یہ بیخبری
غیر کیسا نہ رہی یاد ہماری ہم کو

منتظر بیٹھے ہین جیسے ہین گرفتار قفس
بوے گل چاہیئے اے باد بہاری ہمکو

جو تشبیہ دے زلف کی مشک سے
زبان مین وقار اُسکی کالا ڈسے

کاش جولان ترا سمند کرے
کہ مرا چُور چُور بند کرے

خال سُرمہ کا رکھو عارض پر
پائمال آگ کو سپند کرے

زلف طرہ کے کیا مقابل ہو
پست فطرت نہ سربلند کرے

آہ بھی حیف نہ کھینچی ہجر کی شب
اور کیا جان دردمند کرے

ارمغان دل ہے جان ہے تحفہ
لے ابھی وہ جسے پسند کرے

دیکھکر آئینہ کو وہ شب ماہ
حُسن مین چاند سے دوچند کرے

چار ابرو سے پھیر مُنھ اے شیخ
کر تری قدر ریشخند کرے

دون دعا طفل اشک کو اپنے
گر خدا اسکو ارجمند کرے

چار ابرو کا اُنکے عشق وقار
لائق فصد چار بند کرے

یار سے غیر ہمکنار رہے
کیون نہ دلمین ہمارے خار رہے

گر مرا دل پہ اختیار رہے
پھر تو وہ آپ بیقرار رہے

تم نہ دو جبکہ بوسے جی بھر کے
کیون نہ تکرار بار بار رہے

چشم ساقی کا لے لیا بوسہ
ہم نشہ مین بھی ہوشیار رہے

دشمن جان ہو جبکہ تمسا دوست
پھر بھلا کس کا اعتبار رہے

آئے بھی گھر جو وہ تو بات نہ کی
توسنِ ناز پر سوار رہے

روبرو تیرے ہو وہ آئینہ
جسکے دلمین بھرا غبار رہے

عارض یار پر نہ نکلے خط
دُور میرے چمن سے خار رہے

بات وہ کر وقار عالم مین

جسکے باعث ترا وقار رہے

غیر اُس بت سے ہمکنار رہے
حیف پہلو مین گل کے خار رہے

سینہ داغون سے لالہ زار رہے
میرے گلزار مین بہار رہے

آبرو گریہ کی اثر سے ہے
ورنہ کیون چشم اشکبار رہے

آفتاب اُنکا ہو چنور بردار
ماہتاب اُنکا پیشکار رہے

عشرتِ وصل کا ہو کالا مُنھ
ہجر کا رنج خوش گوار رہے

صدقے بلقیس کا جمال ترے
حُسن یوسف ترا نثار رہے

آج آئے گا کوئی آبلہ پا
دشت مین تیز نوکِ خار رہے

بہرِ تعظیم غیر جب وہ اُٹھے
پھر وقار اپنا کیا وقار رہے

کس کا چوگان برق جولان ہے
آسمان کس کا گوے میدان ہے

اسقدر بڑھ گئی ہے وحشت دل
صحن صحرا بھی کنج زندان ہے

رنگ لائے ہین آپ کے عاشق
دشت آباد شہر ویران ہے

شعلۂ شمع دُھن رہا ہے سر
سرکشی سے مگر پشیمان ہے

جب گھٹی زیست یہ بڑھی خجلت
پشت دست آج نذر دندان ہے

زیست اکدم مین ہوگی آوارہ
اک نفس مین سحر پریشان ہے

سیلی غم سے رنگ رُخ ہے کبود
موج اشکون کی جوش طوفان ہے

کیون زمرد سے خط کی دون تشبیہ
مین نے دیکھا ہے تنگ میدان ہے

باغ مین بزم بے مزہ ہے وقار
شمع گریان شگوفہ خندان ہے

آہ دل شمع محفل شب ہے
داغ سینہ چراغ کوکب ہے

جلوہ رُخ ہے آب و تابِ زلف — پرتوِ ماہ مشعلِ شب ہے
مشق لوح و قلم نہین ہے دوئی — قیس و لیلی کا ایک مکتب ہے
نیش زن گو ہو خالِ شانِ مگس — یار کے شہد لب سے مطلب ہے
دوست دشمن ہوا ہے جس دن سے — لب مخیم فغانِ یا رب ہے
زلف ہے مار اژدہا وہ جعد — مژہ کج بھی نیش عقرب ہے

میکشی اے وقار ایمان ہے
مجھسا کون آج رند مشرب ہے

رُخ وہ بہتر گل چمن سے ہے — رنگ پاکیزہ یاسمن سے ہے
بہر غربت ہے حیلہ جو وحشت — ورنہ اُلفت مجھے وطن سے ہے
خوبتر ہے لباس عریانی — چشم پوشی بیان کفن سے ہے
شمع سے رات وہ سُنی ہم نے — بات مخفی جو انجمن سے ہے

کونسا ہے سیام جسکو وقار
آشنائی لب و دہن سے ہے

اب دین عشق رو سے ہر گھر مین ہم کرینگے — سوز نہان کو شمع دیر و حرم کرین گے
مانند خامہ بستہ اپنا لب بیان ہے — پھر شوق دل کو کیا ہم زیب رقم کرینگے
شوریدہ سر کا میرے دیکھا جنون نے کانسہ — یکدست صدمے اُسپر وہ جام جم کرین گے
ہے شبنم سحر کا ثابت جو بیوفا ہے — ہم برگ گل نہین ہین کیون میل نم کرینگے

تا جان کنی کی مشکل ہو اے وقار آسان
قاتل کی تیغ پر ہم یسین دم کرین گے

قیس وہ ناتوانِ صحرا ہے — کالبد نیستانِ صحرا ہے
آتشِ عشق سے ہے سینہ گرم — جلوہ برق جان صحرا ہے

دل مین جا ہے لب شیرین کی ترے
گانٹھ مین ہمنے شکر باندھی ہے

شعبدہ ہو گیا ہے تار نظر
تم نے عالم کی نظر باندھی ہے

زلف و گیسو کی ترے گانٹھ مین یار
شام کھولی ہے سحر باندھی ہے

دل مین پھر یاد بسی اُنکی وقار
پھر کمر بہرِ سفر باندھی ہے

زخم ثانی سے جو دل مایوس ہے
زخم پیشین تک کف افسوس ہے

ہاتھ سے ساقی کے ابتو چور چور
جام ننگ و شیشۂ ناموس ہے

شمع رو دلدار کا لکھا ہے وصف
خط ہمارا کاغذِ فانوس ہے

تلوے کھجلاتا ہے میرے شوق وحشت
خار کے سر مین سر پابوس ہے

کسکی آرایش کا مضمون ہے وقار
جو غزل رشکِ پرِ طاؤس ہے

اپنے اب عفو پر نظر کیجے
جرم سے میرے درگذر کیجے

حکم دل ہے کہ یاد دندان مین
قطرۂ اشک کو گہر کیجے

زہر مین کیون بجھاتے ہو تلوار
وصل کی شب نہ چشم تر کیجے

دست رنگین مین لو نہ آئینہ
اُسکی حیرت پہ اک نظر کیجے

مثل مہ جائیے نہ کترا کر
میرے گھر آج شب سحر کیجے

طرہ سے زلف کو گرہ دیجے
اس مطول کو مختصر کیجے

چاہتا ہے یہ شوق طبع وقار
دل کو اپنے ہی نامہ بر کیجے

شر عیان آج مرے اشک دمادم سے ہے
اپنی تو خیر ہے پر خلق کے ڈر غم سے ہے

جب گلے سے نہ لگے آپ تو کیا عید کا لطف
ماہ شوال سوا ماہ محرم سے ہے

جلا کرتا ہی سوز رشک سے مریخ گردون بھی
عجب حاصل تری تیغ نگہ کو تیز دستی ہی

عجب کیا دشت وحشت مین جو میرے قبل تھا مجنون
کہ مین حاکم ہون اعلی اسکو حاصل پیشدستی ہی

حسین سب ہو گئے جامے سے تجکو دیکھکر باہر
اکھاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانو کی بستی ہی

تصور ہی بتون کا واسطی ہر دم ترے دل مین
خدا کی شان ہی کعبے مین شغل بت پرستی ہی

۲۵۹

نگہ جب گوشۂ چشم ستمگر سے نکلتی ہی
سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتی ہی

نہین معلوم اپنے دل مین کیسی آگ جلتی ہی
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینے سے نکلتی ہی

تری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہی
سنبھالے سے کسی کے معرکے مین کب سنبھلتی ہی

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کے آگے کوئی تدبیر چلتی ہی

تڑپ جاتے ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو ایذا
ہواے کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہی

ہماری مرگ سے سامان غم ہی بزم جانان مین
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہی

بپا ہوتا ہی قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہی

جگر مین دلمین سینے مین تپ فرقتکی سوزش ہی
یہ عالم ہی جدھر دیکھو ادھر اک آگ جلتی ہی

بجاے آہ اسکے عارض گلگونکی الفت مین
صداے خندۂ گل میرے سینے سے نکلتی ہی

خیال یار سے کرتے ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون ہی بہلتی ہی

وہ مہ منہ پھیر کر سوتا ہی شب بھر میری جانب سے
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہی

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون زیر گیسو ہین
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اگلتی ہی

یہ دلمین ہی جلا دون کاٹکر شاخ تمنا کو
ہوئی ہی خشک ایسی پھولتی ہی نہ پھلتی ہی

گذر جاتا ہی دنیا سے تمہارے خال کا عاشق
مسافر کی کب اس جہانسرا مین دال گلتی ہی

عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اسکو راہ دور کھلتی ہی

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالے سے طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہی

مثل میدان آن زلفِ دراز
شانہ سان اپنا دست کوتہ ہے

میکشون پر ہے ریشخند وقار
یہ جو شیشہ کے لب پہ قہ قہہ ہے

آب پیکان سے گو جگر ڈوبے
سینہ مین تیرا تیر پر ڈوبے

سیل اشک آشنائے چشم ہوا
مجھکو ڈر ہے کہین نہ گھر ڈوبے

اوپر اوپر یہ جائین گے غوطے
غش مین جب دل پہر پہر ڈوبے

تیرا انداز جو دیکھے آئینہ
آب غیرت مین سر بسر ڈوبے

زخم گھرا نہو نہو وہ تیغ
پشت تک خون مین مگر ڈوبے

خانۂ چشم اشک سے شبِ ہجر
کیا تعجب کہ تا سحر ڈوبے

غوطے کھانا نہ اے وقار کہین
رہے اُچھلا ہوا اگر ڈوبے

اک نفس بس سحر کی ہستی ہے
ہائے روتی نہین ہے ہنستی ہے

میرے رونے سے ابر کے مُنھ پر
شرم مینھ کی طرح برستی ہے

ہے حقیقی مرا مجازی عشق
بت پرستی مین حق پرستی ہے

دل کے دامون پہ مول لیتے ہو
ایسی کیا میری جان سستی ہے

ایک مدت سے چشم او بے دید
تیرے دیدار کو ترستی ہے

پیر گردون ہے تیرا مشعلچی
ہاتھ مین اُسکے مہ کی دستی ہے

گرم رو ہو وقار مثل برق
نہ بلندی کہین نہ پستی ہے

گر نہین وصل تو فرقت ہی سہی
دل لگی کی کوئی صورت ہی سہی

گو نہین آپ کسی سے ملتے
خیر بندہ پہ عنایت ہی سہی

پہونچینگے بام یار تک ای ہمنشین ضرور ۔ جب ہم کمند آہ رسا کو بنایینگے

۲۶۱

سو بار دے چکا ہی یہ اُلفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بھلا آزمایینگے

تجکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھی ۔ کیا دیکھلی ہی گردش چشم بتان کبھی
مجھپر وہ گل خفا ہی کبھی مہربان کبھی ۔ آتی ہی فصل گل کبھی فصل خزان کبھی
ملتا نہین ہتون کے دہن کا نشان کبھی ۔ کھلتا نہین ہی عقدۂ راز نہان کبھی
برباد ہو نہ بعد مرے دود دل مرا ۔ یارب سر مزار بنے سائبان کبھی
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہی ۔ تو بھی یقین ہی منہ سے نہ نکلے فغان کبھی
اُس کوچے مین رسائی قاصد ہو کسطرح ۔ فکر رسا بھی جاے نہ اپنی جہان کبھی
ظلم و ستم ہین اہل زمین پہ ہزار ہا ۔ آتا ہی رحم تجکو بھی ای آسمان کبھی
ہی شغل آہ و نالہ فقط بے کمال عشق ۔ بھڑکے گی جب یہ آگ نہ ہوگا دھوان کبھی
وحشت مین گردشونکو مری دیکھ دیکھکر ۔ چکرائے گا یقین ہی یہ آسمان کبھی
ای رشک مہر و ماہ پھرے تم جہان مین ۔ روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھی
یارب زمین کوچۂ جانان ہی اور ہم ۔ ہمسے کسیطرح نہ پھرے آسمان کبھی
تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو ۔ منہ بند ہو گیا نہ ہوا کچھ بیان کبھی
بھولینگے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو ۔ چھاپے مین چھپیگی جو مری داستان کبھی
جانبازی رقیب کے جوہر کھلینگے صاف ۔ قاتل کے سامنے جو ہوا امتحان کبھی
بلبل خزان مین کہتی ہی گلشن کو دیکھکر ۔ رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھی
کیا جلد صبح وصل کی شب تو نے کی عیان ۔ بھولا نہ اپنی چال تو ای آسمان کبھی
پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ ۔ صورت اگر دکھاؤ تم ای جان جان کبھی
برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے ۔ پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھی

کہتی ہین آنکھین ابروِ خمدار دیکھیے
بے قبضہ کاٹتی ہوئی تلوار دیکھیے

بازار اپنے دلکو دکھائین گے آج ہم
ہوتا ہے کون کون خریدار دیکھیے

ہین رندمست حضرتِ ناصح نہ سر چڑھو
زنجیر پا نہو کہین دستار دیکھیے

پھر آج بوسہ دینے مین مُنھ پھیرتے ہین آپ
پھر وصل مین نکالی ہے تکرار دیکھیے

پامال ہو جہان نہ ایسے نکالو پانؤن
باہر چلے چلن سے نہ رفتار دیکھیے

وہ رشکِ مہر مشتری اک ماہ کا ہوا
یہ کجروی چرخِ جفاکار دیکھیے

کل کے خلاف کی ہے موافق زبان آج
اقرار مین ہے پہلوِ انکار دیکھیے

اپنی بہار آئنہ مین دیکھو اپنے گھر
یہ کیا ضرور جائیے گلزار دیکھیے

جسدن سے عشق ہے قدِ یار کا وقار
دُھن پانؤن کو ہے وادیِ پُرخار دیکھیے

یار کی لائے کیا خبر کوئی
زندہ آیا نہ نامہ بر کوئی

جیسے ہین آبدار میرے اشک
ایسا دیکھا نہین گہر کوئی

ظلم سے کب وہ ہاتھ اُٹھاتے ہین
پانؤن پر رکھے لاکھ سر کوئی

مثلِ خورشید روے تابان پر
کام کرتی نہین نظر کوئی

نالے شب بھر کیے مگر نہ ہوا
دل مین اُس بت کے کارگر کوئی

کوے جانان کے آنے جانے مین
ٹوکتا ہے ہمین تو ہر کوئی

ہو نہ عاشق سے جو کہ طالبِ زر
ایسا دیکھا نہ سیم بر کوئی

عشق ہے واقعی وہ شے بے عیب
نہ جہان چل سکے ہنر کوئی

شب ہے وہ زلف رُخ ہے روز وقار
شام کوئی کہے سحر کوئی

ہے ترقی آج کل آزار کی
زار حالت ہی ترے بیمار کی

کیا ہی مست جو ہمکو نگاہِ ساقی نے ۔ ہوائے بادۂ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہی خلد مین پائینگے وہ شراب طہور ۔ جو آکے بیعتِ دستِ سبو نہین کرتے

کسی کی تیر نگہ کا ہی یادگار یہ زخم ۔ اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دلکی لگی کیا جو ظاہری ہین دوست ۔ جگر کا چاک رفوگر رفو نہین کرتے

بجا ہی بگڑ ہی جو آجتک یہ زال جہان ۔ کہ مرد اسکی کبھی آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک ۔ وہ کون ہین جو تری جستجو نہین کرتے

ہوئی ہی دلکو یہ مطلب کے نام سے نفرت ۔ کہ آرزو کی بھی ہم آرزو نہین کرتے

کسی کے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہی ۔ خطا سمجھکے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہی یہ اسیری کہ صورت قمری ۔ کبھی شکایت طوق گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدۂ و دل نے ۔ جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہی سودائے عشق پوشیدہ ۔ بیان وحشت دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بیرحم ہین جفا جو ہین ۔ وفائے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

۲۶۴
حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سے قصد سوے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے ۔ منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھ نہ کچھ وہ کرکے حیلہ اٹھ گیا ۔ جب کسی نے لاکے بٹھلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین ۔ یار کی دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشی ناصحو ۔ کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کسکی تیغ ناز عریان ہو گئی ۔ نیم بسمل کرکے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید ۔ دن کو شب غمنے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیز ونسے ہوئی حاصل تمیز ۔ راستہ غولون نے بتلایا مجھے

نقاش این نقش وقار ہیمقدار

بیدار ہو شانِ عالم و بیدار مغزان کو صلا - کہ جریدۂ خوش مقالی و گنجینۂ نازک خیالی - یعنی دیوان لطف آثار نتیجہ فکر جناب بیدار - حلیۂ گران بہاے اختتام طبع سے آراستہ ہوا اور اپنے جمال لازوال سے شیدائیان معنی کا دل لبھایا - یہ دیوان اپنی نظیر مین آپ ہی واقعی وہ شے ہے نہ جسکی تول ہے نہ ناپ ہے - مضامین کا چلبلاپن بندشون کا جوبن کیا کہون کہ کیا ہے اگر تماشاے ہوشربا ہے نیرنگ لکھون خوشنما و زیبا ہے - چشم بددور اشارون کے تیور تیر جگر شگاف - زمینِ ہر غزل مانندِ زمینِ آینہ ہموار و صاف - تشبیہین قیامت انگیز - کنایے آفت خیز - محاورے خاطر فریب - صفائی غارتگر شکیب - مرصع زبانی سبحان اللہ - ملمع بیانی واہ واہ - ہر مصرع برجستہ محبوب سرو قامت - معنی شوخ فتنۂ قیامت - پھڑکتے قافیے دل ہلائین - اُڑتی ردیفین پری پن دکھائین - الفاظ درست - ترکیب چست - ربط مصرعین مانند جوزا دوش بدوش - نہین نہین مثل عاشق و معشوق ہم آغوش - فصاحت کا رنگ عجیب - بلاغت کا ڈھنگ غریب - المختصر مصنف کی سخنوری معنی گستری - نہ مشتاق تعریف کی ہے - نہ آرزومند توصیف کی - بے بدلی نے ڈنکا بجایا ہے - بے مثلی نے سکہ چلایا ہے - طبع سلیم ہے - خاطر مستقیم ہے - زود گوئی نام نامی پر نازشگر ہے - پرگوئی تیغ زبان مغزدار کی جوہر ہے - آپکا کیا کہنا یادش بخیر نواب مرزا داغ سلمہ کے شاگرد ہین شعر و شاعری و مضمون آفرینی مین دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین - کجا بیدار کجا وقار کجا گل کجا خار - نہ زبان مین طاقت تقریر کی نہ ہاتھ مین طاقت تحریر کی - پس تقریظ کو دونون ہاتھ سے سلام

کرون اگر ہو سکے تو تاریخ طبع کا اہتمام کرون

ہوا بیدار کا جب طبع دیوان تب کہا مین نے	بجا ہے گر کہین گلدستۂ گلہاے رنگین ہے
وقار آیا خیال اُسکے جو سالِ طبع کا دل مین	سروش غیب بول اُٹھا یہ نیرنگ مضامین ہے
	سنہ ۱۳۱۲ھ

نقل تاریخ جناب اُستادی - ولیعہد بہادر بندہ کی کیفیت حال سے آگاہ نہین ہین آپ نے میری طرف سے تاریخ لکھ بھیجی ہوتی یا حال بیماری کا لکھا ہوتا -
خیر عین حالت رنجوری مین تاریخ بھیجتا ہون

قطعہ

کرون کیا مین تعریف دیوان کی	کہ یان سہل سے سہل دشوار ہے
ہراک لفظ ہے کلبلاتا ہوا	ہمایون تخلص جو بیدار ہے
لکھون اسکو سرکار معنی اگر	تو ہر طرح مجھ پر سزاوار ہے
شگفتہ مضامین ہین اس قدر	ہراک صفحہ محسود گلزار ہے
زمین غزل کیون نہ سیراب ہو	کہ طبع ذکا ابر مدرار ہے
یہ ہے فیض تعلیم کا داغ کی	زبان نرم ہے صاف گفتار ہے
لکھون طبع کا کیا مین تسلیم سن	کہ امراض سے طبع ناچار ہے
لیا معجمہ عیسوی سال مین	مضامین کا بخت بیدار ہے سنہ [illegible]ء

قطعاتِ تواریخ ختم دیوان جناب شیر محمد خان صاحب حشم من نتائج افکار بندہ کشن کمار وقار

حشم سے ذی حشم کا ہے دوسالہ یہ ریاض ایسا	کہ قول ہر سخنور ہے یہی ہے یہ کلام اچھا
غرض ہر مصرع ہر شعر ہے ہر وصف کے قابل	عیوب شاعری سے بھی بری ہر لفظ ہے ہر جا
وقار اس مصرعِ تاریخ کو سب صدق ہی سمجھین	ہراک جا ہے اب اس دیوان نو تصنیف کا چرچا سنہ ۱۲۹۴ھ

ایضاً

شکر صد شکر کہ اب شیر محمد خان نے	دو برس مین دیا دیوان کو اپنے انجام
ہر غزل پر ہے یہ ہر اہل سخن کا عالم	دیتا ہے داد سخن ہوتا ہے مداح کلام
وہ فصاحت وہ بلاغت وہ تناسب کہ جسے	دیکھکر وجد مین آجاتے ہین شاعر بھی تمام

الغرض لایق توصیف ہے دیوان حشم	ہے کلام اچھا نہین اسمین ہے کچھ جاے کلام
شوق سے لکھیے وقار آپ بھی یہ مصرع سال	حُسن ہر شعر ہے مطبوع دلِ خاص و عام

قطعات تواریخ ختم دیوان شفیق قدیم محمد رحیم اللہ خان صاحب رحیم من نتائج افکار بندہ کشن کمار وقار

ہو چکا جب ختم فضل حق سے دیوانِ رحیم	کیون نہ اطراف و جوانب مین مصنف کا ہو نام
جس غزل مین دیکھیے جس شعر کو ہے منتخب	دیکھیے جس مضمون کو ہے وہ لایقِ وصفِ مدام
اے وقار اس مصرع تاریخ کو لکھیے بشوق	قول ہر منصف ہے اے دل عاشقانہ ہے کلام ۱۲۹۴ھ

ایضاً

لاڈلا اللہ کا پیارا محمد کا ہے جو	ہے خدا کے فضل سے جسکا تخلص تک رحیم
چشمۂ فیض اُسکے دیوان کا بھی بیشک نام ہے	شاعرون مین آج ہے جو رشک طوسی و کلیم
مصرعِ سال آپ بھی لکھیے یہی اب اے وقار	ہے بھلی کیا مست یہ رنگ فصاحت کی شمیم ۱۸۷۸ء

افضل معیار بیان (۱۲۹۵ھ) - ثناے خداوند دو جہان (۱۲۹۵ھ) - ستودگی کلام شعرا (۱۲۹۵ھ) - ہواے آوازۂ نام -
فے نے عمدہ سرمایۂ ابد عز و احترام (۱۲۹۵ھ) - چنانچہ ستایش دیوان صاحب معانی و بیان (۱۲۹۵ھ) - یعنی ضوے
پرگو و پاکیزہ زبان (۱۲۹۵ھ) - بر بندہ مقدم علی الامور ست (۱۲۹۵ھ) - والا انصافا بدعوی بندگی قصور ست (۱۲۹۵ھ) - گیرم کہ
چند سطر بآئین بیگانہ برنگارم (۱۲۹۵ھ) - لیکن معنی روشن و منیف از کجا آرم (۱۲۹۵ھ) - ہوا داری خموشی مایۂ
بے زوال (۱۲۹۵ھ) - بیہودہ گوئی بد ذلت حال (۱۲۹۵ھ) - زبان کام مقیم دہان لطیفہ رنگین ست (۱۲۹۵ھ) - ورنہ
دہان او بہرا و اثر در آگین ست (۱۲۹۵ھ) - سال مبارک انجام یادگاری تدوین دیوان جویم (۱۲۹۵ھ) - و در راہ
کور کامیابی چون کور فہمان نپویم (۱۲۹۵ھ) - محمدی - توقیر فصاحت (۱۲۹۵ھ) - می نگارند - عیسائی - کار پردازی
بلاغت (۱۸۷۸ء) - می شمارند - فارسیان - نظم فرہ دار (۱۲۴۷ فارسی) - می سرایند - دہقانیان - اوج گاہ تجلی ضو-
ورد می نمایند (۱۲۸۵ فصلی) - سلسلہ داران سالباہن - شگرف روشنی دل نکتہ فہم (۱۸۰۰ شاکی نوروز) - می خوانند - رہروان
طریق بکرماجیت - جید کلام افضل علی ضو (۱۹۳۵ سمت) - میدانند - مردم بنگلہ بالفاظ - رنگ و بوے نظم (۱۲۸۲ بنگلہ) -

ہون وہ مینوش کہ آنکھونسے بجالایا مین … جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے
جبتلک اُس بُت کا تصور نہین آتا یارب … کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے
جوش وحشت نے یہ کانٹو نمین گھسیٹا ہی کہ اب … ہی ہر اک موے بدن نشتر فصاد مجھے

۲۶۹ واسطی گر گیا ہاتھونسے مرے دل افسوس
کوچۂ عشق کی بھولے گی نہ اُفتاد مجھے

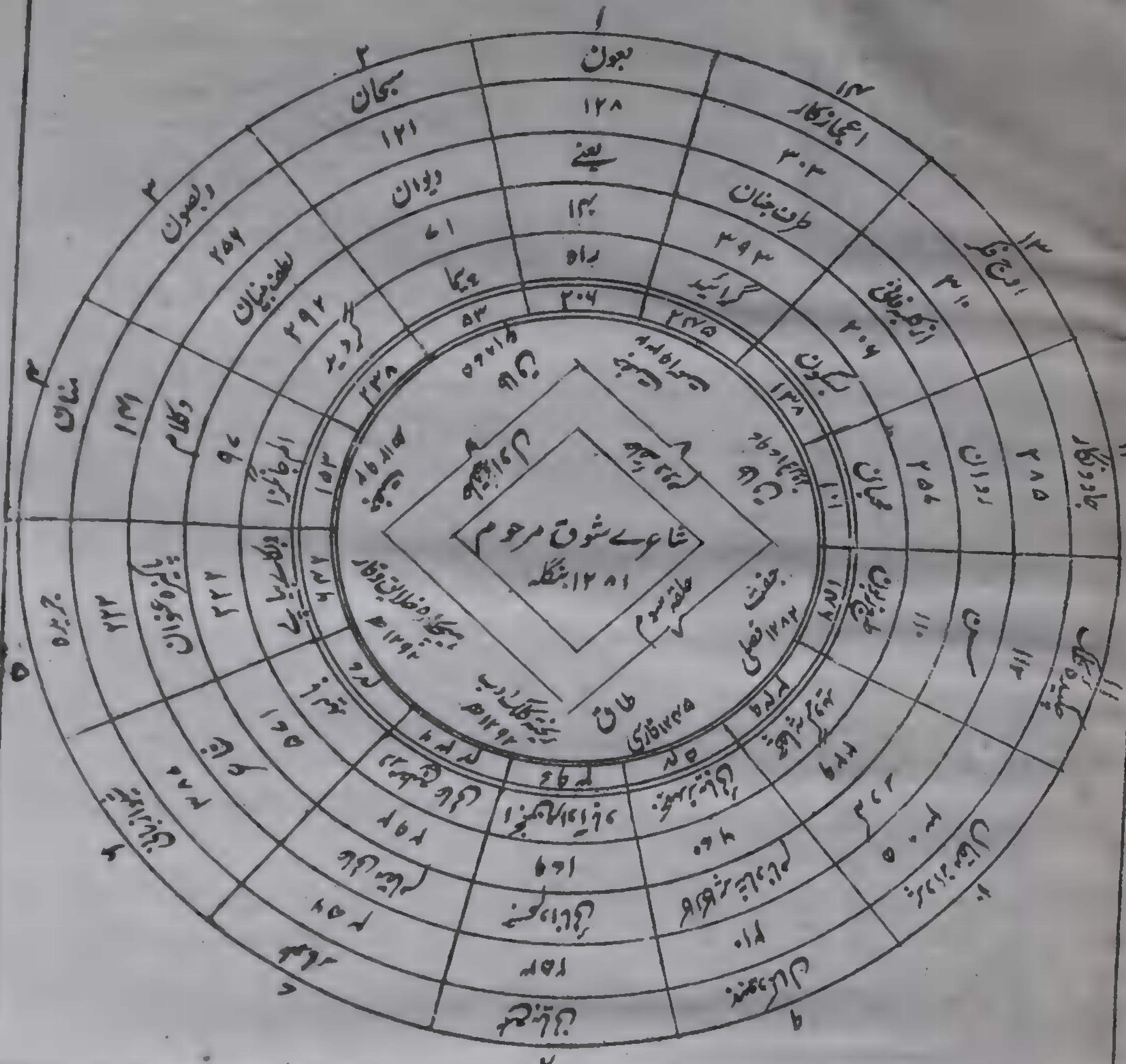
رنج و محن اُٹھایئے ایذا اُٹھایئے … لیکن نہ ہاتھ عشق سے صلا اُٹھایئے
مین بھی نہ آؤن گا مجھے اچھا اُٹھایئے … غیرونکی دوستی کا نتیجا اُٹھایئے
دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین … کب جانتا ہون آپ جو گنگا اُٹھایئے
کیونکر فرشتے لیگئے جنت مین میرے اشک … ممکن نہین کہ خاک سے دریا اُٹھایئے
دیتا ہون نقد دل مین مجھے ہین اختیار ہے … رکھیئے عزیز یا اسے بیجا اُٹھایئے
بسمل جو سرد ہوگئے اُنکو تو یہ کہا … بس ہو چکا تمام تماشا اُٹھایئے
باقی ہی نقد جان اسے تولے کہ موت لے … کس کس کا مفلسی مین تقاضا اُٹھایئے
کوہ غم فراق کا اُٹھنا محال ہی … طاقت سے ہو جو بڑھ کے اُسے کیا اُٹھایئے
تحریک ابرو و مژہ کافی ہی قتل کو … تلوار کھینچیے نہ تمنچا اُٹھایئے
صاحب شب وصال مین یہ شرم ہی غضب … للہ اپنے مُنھ سے ڈوپٹا اُٹھایئے
ممکن نہین کبھی مرض عشق سے شفا … کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اُٹھایئے
آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہی … مسجد سے قصد ہی کہ مصلا اُٹھایئے
طاقت نہین ہی ناز اُٹھانیکی ہمین … کسطرح بار شکوہ بیجا اُٹھایئے

۲۷۰ عقبے کی فکر چاہیئے انسانکو واسطی
کسواسطے عبث غم دنیا اُٹھایئے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہی … تو خنجر لائیے پھر دیر کیا ہے

ہے

قطعۂ تاریخ طبع ریختۂ خامۂ سحر پرداز و چکیدۂ قلم اعجاز طراز شاعر نازک خیال مورخ شیرین مقال ستودۂ دہر گزیدۂ روزگار رائے کشن کمار وقار



خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت صیرفیان دار العیار سخندانی کو نوید مسرت افزا اور جوہریان رستۂ بازار معانی کو مژدۂ فرحت انتما کہ اس زمان خجستہ بنیان مین تمیمۂ بازوے الفت ـ حمائل گلوے محبت ـ باغ ہمیشہ بہار جسمین ہرطرف طاؤسان چمن کی پکار ہے ـ جسکے اشتیاق مین انتظار کی وہ گھڑیان گنی جاتی ہین جنکے ایک ایک سکنڈ مین ہزارون تمناؤن کا خون ہوا جاتا ہے ـ کسی محروم گلگشت کی لاکھون امیدون پر دلکی اضطرابی حرکت پیدا ہونے سے پانی پھرا جاتا ہے ـ جو اس باغ مین داخل ہوا ایسا محو تماشا ہوا کہ واپس ہونے کو

دل نہین چاہتا - جسطرف نظر اُٹھ گئی وہ سیر دیکھی کہ گلشن رضوان نظرون سے گر گیا - کہین چھیڑ چھاڑ کی باتین ہو رہی ہین - کہین دل کے ارمان نکل رہے ہین - کسی کا شرم کے مارے سر جھک گیا ہے کیسیکا آتش شوق سے دل پھک گیا ہے - کسی کی آنکھون کے گلابی ڈورے لال ہو کر تیوریون پر بل پڑ گیا ہے کوئی وحشت کے عالم مین ہاتھ جوڑے منتین کر رہا ہے - کوئی وعدہ فراموش دیدہ و دانستہ انجان بنکر کسیکی آرزو کا خون کرنے کے لیئے پانُون مین مہندی لگا رہا ہے - کوئی ہجران نصیب ہچکیون کے ذریعہ سے وعدہ وفائی کی یاد دلا رہا ہے - کوئی دور افتادہ نسیم سحر سے پتہ پوچھ رہا ہے کہ اُس باغ کا کیا نام ہے اور کہان ہے - جسکا مشتاق سارا جہان ہے - وہ جواب دیتی ہے ارے عاشق بیقرار - اُس باغ کا نام دیوان وقار ہے اور مقام مطبع اودھ اخبار ہے - پھر پوچھا اُس باغ کا بانی کون ہے اور اُس چمن کی تخم افشانی کسنے کی ہے - جواب پایا ارے غفلت شعار وہ کامل ہنر - سخن فہم و سخنور مشہور آفاق ہے - وہ محسود نخلبندان عجم و عراق ہے - اُسکا نام نامی سرو جویبار سخنوری - دوحۂ آبسال معنی پروری - رمز شناس و نکتہ سنج - صلح کل و بیرنج - شمع ہر تاریکی - موشگاف ہر باریکی - کجکلاہ - جادو نگاہ - مستانہ خرام - غارتگر آرام - فصیح البیان - طلیق اللسان - ناظم اقلیم فصاحت - خسرو قلمرو بلاغت - مقبول دیار و امصار - جناب معلی القاب راجہ کشن کمار صاحب المتخلص بہ وقار ہے - پس ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ باغبان قضا و قدر کہ وہ دیوان ہر دل عزیز و پُر اثر مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب مستطاب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سنہ ۱۸۹۹ع مطابق سنہ ۱۳۱۷ھ مین بار اول حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عزیز دلہاے خاص و عام ہوا

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے	کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتوں سے
قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر	زر تحصیل نہ آئے جو خرابا تون سے
گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو	ساقیا ربط ہی ہمکو تو انھین ساتون سے

۲۷۵ اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی	کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی
مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی	زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی
تصور بندھا کس قد و زلف کا	بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی
کھلی کشتۂ عشق کی مر کے قدر	زیارت گہ خلق تربت ہوئی
ہوا قتل جب اُسنے اُٹھی نہ تیغ	مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی
ترے نیمچے نے کیا نیم جان	رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی
ملا عاشقی مین مزہ اور کیا	اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی
اُٹھاتا ہون کوہ الم ہوکے کاہ	مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی
ہوا زرد رخسار مانند زر	یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی
جسے ہی نام منظور ہو گوشہ گیر	کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی
ترے لب کا مضمون جو اُسمین بندھا	رباعی مری چار شربت ہوئی
کیا ہمنے نالہ اُڑے آسمان	بپھکا صور برپا قیامت ہوئی
جدا ہوکے اُسنے مین جیتا رہا	بڑی اسکی مجکو ندامت ہوئی
کہان ضعف پیری مین زور جنون	گئے ولولے سلب طاقت ہوئی
مین لکھتا ہون دو دو پھر آنکھ بند	تصور مین اُسکے یہ صورت ہوئی
حسینونکی تعریف مین واسطی	رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی